

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ

میں آخری سبھی سطور، میرے بعد کوئی سبھی نہیں۔

قادیانی شہادت کی جوابات

جلد اول

ختم نبوت

ترتیب: مولانا اللہ وسایا

تصحیح و ترمیم: مولانا شاہ عالم گورکھپوری

نائب ناظم کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

مضوری باغ روڈ، ملتان - فون: 514122

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

☆ نام کتاب	:	قادیانی شبہات کے جوابات
☆ نام مرتب	:	حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
☆ تصحیح و تخریج	:	مولانا شاہ عالم گورکھپوری نائب ناظم کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند
☆ طباعت اول پاکستان	:	رجب ۱۴۲۰ھ
☆ طباعت ہندوستان	:	اکتوبر ۲۰۰۱ء
☆ طباعت دوم پاکستان	:	اپریل ۲۰۰۲ء
☆ کمپوزنگ	:	شاہی کمپیوٹر سنٹر دیوبند
☆ قیمت	:	200/- روپے
☆ ناشر	:	عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان
		فون: 514122

☆ بھارت میں ملنے کا پتہ :

کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند یوپی

بسم الله الرحمن الرحيم

انتساب

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ، فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیات رحمۃ اللہ علیہ، قاطع قادیانیت و متکلم اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ، مناظر ختم نبوت حضرت مولانا عبد الرحیم اشعر مدظلہ کے نام جن کی اہنی گرفت نے قادیانیوں کو ہر محاذ پر شکست سے دوچار کیا۔

(مرتب)

۱۔ افسوس ہے کہ ہندوستان میں طبع ہونے سے پہلے ۱۸ مئی ۲۰۰۰ء میں کراچی میں شہید کردئے گئے۔ اللہ تعالیٰ موصوف کی بال بال مغفرت فرمائے، آمین۔ (ناشر)

فہرست مضامین

حرف آغاز

۹ بیان حال

۱۴

تقریظات

۱۵

عقیدہ ختم نبوت اور قرآن مجید کا اسلوب بیان

۳۴	۲۱	مسلمانوں کی مساجد اور ختم نبوت	اسلوب نمبر ۱
۳۴	۲۳	حفاظ کرام اور ختم نبوت	اسلوب نمبر ۲
۳۵	۲۳	تبلیغ اسلام اور ختم نبوت	اسلوب نمبر ۳
۳۵	۲۶	آیت خاتم النبیین کی تفسیر	اسلوب نمبر ۴
۳۵	۲۸	شان نزول	عالم ارواح میں ختم نبوت کا تذکرہ
۳۸	۲۹	خاتم النبیین کی قرآنی تفسیر	عالم دنیا میں ختم نبوت کا تذکرہ
۳۹	۳۰	خاتم النبیین کی نبوی تفسیر	عالم برزخ میں ختم نبوت کا تذکرہ
۳۹	۳۱	خاتم النبیین کی تفسیر صحابہ کرام سے	عالم آخرت میں ختم نبوت کا تذکرہ
۴۰	۳۱	خاتم النبیین اور اصحاب لغت	حجۃ الوداع میں ختم نبوت کا تذکرہ
۴۷	۳۲	خاتم النبیین اور قادیانی جماعت	درود شریف میں ختم نبوت کا تذکرہ
۴۸	۳۲	مرزائیوں کو کھلا چیلنج	شب معراج میں ختم نبوت کا تذکرہ
۴۹	۳۳	قادیانی ترجمہ کے وجوہ ابطال	کلمہ شہادت کی طرح عقیدہ ختم نبوت بھی
۵۱		قادیانیوں سے ایک سوال	ایمان کا جزو ہے

ختم نبوت اور احادیث نبویہ متواترہ

۵۸	حدیث نمبر ۹	۵۲	حدیث نمبر ۱
۵۹	حدیث نمبر ۱۰	۵۳	حدیث نمبر ۲
۶۰	اجماع کی حقیقت اور اسکی عظمت	۵۴	حدیث نمبر ۳ و حدیث نمبر ۴
۶۱	اجماع بھی دراصل دلیل ختم نبوت ہے	۵۵	حدیث نمبر ۵
۶۲	صحابہ کرام کا پہلا اجماع	۵۵	حدیث نمبر ۶
۶۳	اجماع امت کے حوالہ جات	۵۶	حدیث نمبر ۷
۶۶	خلاصہ بحث	۵۶	حدیث نمبر ۸

قادیانی شبہات اور انکے جوابات

۶۸	خاتم النبیین کون؟
۷۱	نبوت کی اقسام اور دعوائے نبوت میں قادیانی مغالطہ
۷۲	ظلی بروزی کی اصطلاح
۷۴	امکان کی بحث

قرآنی آیات میں قادیانی تاویلات و تحریفات کے جوابات

۸۵	آیت خاتم النبیین	۷۵	تاویل نمبر ۶: اور اسکے جوابات
۸۷	تاویل نمبر ۱: اور اسکے جوابات	۷۵	لفظ خاتم کا مرزا کے یہاں استعمال
۸۸	تاویل نمبر ۲: اور اسکا جواب	۷۶	ایک شبہ اور اس کا جواب
۸۸	تاویل نمبر ۳: اور اسکے جوابات	۷۶	مرزائی جماعت سے ایک سوال
۸۹	تاویل نمبر ۴: اور اسکے جوابات	۷۷	تاویل نمبر ۷: اور اسکے جوابات
۹۰	تاویل نمبر ۵: اور اسکے جوابات	۸۱	آیت یا بنی آدم امانا یا تینکمہر سل منکم

۱۱۵	قادیانی استدلال اور اسکے جوابات	۹۰	قادیانی استدلال اور اس کے جوابات
	آیت: وَاِذَا اخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ	۹۱	ضروری وضاحت
۱۱۸	قادیانی استدلال جوابات	۹۴	مرزائی عذر اور اس کا جواب
	آیت: وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يَوْفُونَ	۹۴	شعر میں تاویل
۱۲۰	قادیانی استدلال اور اس کا جواب	۹۵	تاویل کا تجزیہ
۱۲۱	تفسیر از مرزا قادیانی		آیت من یقطع اللہ والرسول
۱۲۱	تفسیر از حکیم نور الدین	۹۶	قادیانی استدلال اور اسکے جوابات
	آیت: وَجَعَلْنَا فِي ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ	۹۸	حدیث نمبر-۱
۱۲۱	قادیانی استدلال اور اسکے جوابات	۹۸	حدیث نمبر-۲
	آیت: ظَهَرَ الْفُسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ	۹۸	حدیث نمبر-۳
۱۲۲	قادیانی استدلال اور اسکے جوابات	۹۹	درجات کے ملنے کا تذکرہ
	آیت: وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ	۱۰۱	نبوت وہی چیز ہے
۱۲۳	قادیانی استدلال اور اسکے جوابات	۱۰۲	مرزائی عذر نمبر:۱ کے جوابات
	آیت: ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكْ مَغْفِرًا	۱۰۷	مرزائی عذر نمبر:۲ کے جوابات
۱۲۶	قادیانی استدلال اور اس کا جواب	۱۰۹	مرزائی عذر نمبر:۳ کے جوابات
۱۲۶	نبوت ایک نعمت ہے	۱۰۹	ڈھول کا پول
۱۲۶	قادیانی مغالطہ کے جوابات	۱۱۰	مرزائی عذر نمبر:۴ اور اس کا جواب
	آیت: وَاِذَا بَتُلُوْا اِبْرٰهِيْمَ	۱۱۱	مرزائی عذر نمبر:۵ اور اس کا جواب
۱۲۷	قادیانی استدلال اور اسکے جوابات		آیت: يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُّوْا مِنَ الطَّيِّبَاتِ
	آیت: لَيْسَتْ خَلْقُهُمْ فِي الْاَرْضِ	۱۱۱	قادیانی استدلال اور اس کے جوابات
۱۲۹	قادیانی استدلال اور اسکے جوابات	۱۱۴	آیت: اِنَّ لَنْ يَبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا
	آیت: الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ		آیت: وَاٰخِرِيْنَ مِنْهُمْ

- قادیانی استدلال اور اسکے جوابات ۱۳۱ آیت: یتلوہ شاهد منہ
 ۱۳۲ قادیانی استدلال اور اسکے جوابات آیت: یلقى الروح من امرہ
 ۱۳۳ قادیانی استدلال اور اس کا جواب آیت: حتی یمیز الخبیث من الطیب
 ۱۳۶ قادیانی استدلال اور اسکے جوابات آیت: صراط الذین انعمت علیہم
 ۱۳۷ قادیانی استدلال اور اسکے جوابات آیت: ان رحمۃ اللہ قریب
 ۱۳۹ قادیانی استدلال اور اسکے جوابات آیت: ولقد ضل اکثر الاولین
 ۱۴۰ قادیانی استدلال اور اسکے جوابات آیت: فلا یظهر علی غیہ احداً
 ۱۵۰ قادیانی استدلال اور اسکے جوابات آیت: مبشر ابرسول یأتی
 ۱۵۱

احادیث میں قادیانی تاویلات و تحریفات کے جوابات

- حدیث: لو عاش ابراہیم
 ۱۵۳ قادیانی استدلال اور اسکے جوابات حدیث: انا مقفی
 ۱۵۷ قادیانی اعتراض اور اسکے جوابات حدیث: اذا هلك كسرى
 ۱۵۹ قادیانی استدلال اور اسکے جوابات حدیث: اذا هلك كسرى
 ۱۶۳ حدیث: نزلوا المسلمین جزء من اجزاء النبوة
 ۱۶۳ قادیانی سوال اور اس کا جواب حدیث: انا العاقب
 ۱۶۴ حدیث: مسجدي آخر الامساجد
 ۱۶۸ قادیانی استدلال اور اسکے جوابات حدیث: انک خاتم المہاجرین
 ۱۷۰ قادیانی اعتراض اور اس کا جواب حدیث: ابوبکر خیر الناس بعدی
 ۱۷۰ تشریح لفظ عاقب از علامہ ابن قیم

۱۸۲	قادیانی استدلال اور اسکے جوابات	حدیث: قصر نبوت
۱۷۰	حضرت عیسیٰ کی وحی اور قادیانی	قادیانی استدلال اور اسکے جوابات
۱۸۳	مغالطہ کے جوابات	اعتراض نمبر ۱
۱۷۰	عیسیٰ علیہ السلام کی آمد پر مسئلہ ختم	جواب
۱۸۳	نبوت اور قادیانی مغالطہ کے جوابات	قادیانی اعتراض نمبر ۲
۱۷۲	ایک ضمنی بات	جواب
۱۸۶	مدعی نبوت کے متعلق استخارہ کا حکم	قادیانی اعتراض نمبر ۳
۱۷۲	درویش رفیع اور قادیانی مغالطہ کے جوابات	جواب
۱۸۷	خیر امت کا تقاضہ، قادیانی مغالطہ کے جوابات	حدیث: فلا ثبوت کذابون
۱۸۹	دعا اور قادیانی مغالطہ کے جوابات	قادیانی استدلال اور اسکے جوابات
۱۷۳	ظلی اور برزی نبوت کی کہانی	مزید ارباب
۱۹۱	ظلی اور برزی پر ایک اہم گزارش!	حدیث: بنی اسرائیل
۱۹۷	ختم نبوت اور بزرگان امت	قادیانی استدلال اور اسکے جوابات
۱۷۵	تنقیہ موضوع	حدیث: لو لم ابعث لبعثت یا عمر
۲۰۵	قادیانیوں کا منہ بند	قادیانی استدلال اور اسکے جوابات
۲۰۶	مرزائی جماعت سے چند سوال	حدیث: لو کان بعدی نبی لکان عمر
۲۰۷		قادیانی استدلال اور اسکا جواب
۱۷۹		حدیث: لا نبی بعدی
۱۸۰		قادیانی استدلال اور اسکے جوابات
		حدیث: الخلافة فیکم والنبوة

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرف آغاز

اسفار میں اور خصوصاً غیر ملکی اسفار میں ہر آدمی کے مقاصد اور خیالات اپنے اپنے ذوق کے حساب سے کارفرما ہوتے ہیں راقم سطور نے دارالعلوم دیوبند کی ڈیڑھ سو سالہ خدمات پر پشاور کے تاریخی اجلاس میں صرف اور صرف اس ذوق و جذبہ کے تحت شرکت کی کہ اجلاس میں شریک تحفظ ختم نبوت کے موضوع کے ماہرین اور بالخصوص اپنے مہربانی خصوصی حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی مدظلہ سے جس قدر بھی موقع مل سکے گا استفادہ کرینیکی بھرپور کوشش کریگا ناچیز کی یہ نیت قاضی الحاجات کے دربار میں کچھ اس طرح قبول ہوئی کہ ہزار رکاوٹوں کے باوجود ویزا ملا اور چند نکلے جیب میں ڈالکر بندہ ناچیز پشاور جا پہنچا اور توقع سے کہیں زیادہ اللہ رب العزت نے حضرت مولانا چنیوٹی اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابر سے استفادہ کا موقع عنایت فرمایا جن میں حضرت شاہ نفیس الحسنی صاحب لاہور۔ مفتی محمد جمیل خاں صاحب کراچی حضرت مولانا سعید احمد صاحب جلال پوری، حضرت مولانا عزیز الرحمن۔ حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب اور مفتی شفیق احمد بستوی کراچی مدظلہم خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ اس سفر میں اپنے اکابر سے راقم سطور کو دو تحفے ملے۔ حضرت مولانا چنیوٹی مدظلہ سے استفادہ کے دوران یہ تحفہ ملا کہ دارالعلوم دیوبند میں تربیتی کیمپ کے دوران حضرت والا نے ”محمد یہ پاکٹ بک“ کے مطالعہ کی ترغیب دلائی تھی اور اس کی اشاعت کی خواہش کا اظہار فرمایا تھا راقم سطور نے حضرت کی دیرینہ خواہش کی تکمیل کی خوش خبری سناتے ہوئے جب محمد یہ پاکٹ بک،، بخشی پیش کی تو حضرت نے ڈھیر ساری دعاؤں سے نوازتے ہوئے پاکٹ بک پر کئے گئے کام کو بنظر غائر دیکھا اور اس کے بعد فرمایا کہ اب ہماری خواہش ہے کہ پاکٹ بک مصنفہ ملک عبدالرحمن مرزائی کا جواب اسی انداز پر مرتب ہو جائے اور یہ کام ہم نے پاکستان میں کسی کے سپرد کر رکھا ہے تاہم تمہیں بھی کرنا ہے۔ حضرت نے کوشش بھی فرمائی کہ کسی طرح سے مذکورہ کتاب کہیں سے دستیاب ہو جائے مگر نہ ہو سکی۔ بالآخر اب ورنگل حیدر آباد سے

بذریعہ مولانا محمد ایوب قاسمی اور حافظ محمد ابرار صاحب دستیاب ہوئی ہے اور بندہ نے الحمد للہ اس پر کام شروع بھی کر دیا ہے خدا کرے حضرت کی زندگی میں ہی یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچ جائے۔

دوسرا تحفہ حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ سے استفادہ کے دوران ملا اس کی صورت یہ پیش آئی کہ ہندوستان میں مختلف نوعیت کے حالات اور تقاضے جو تجربے میں آئے۔ اس کی تکمیل کے پیش نظر بندہ نے رد قادیانیت کے موضوع پر علمی انداز میں کام کرنے کا ایک خاکہ تیار کیا اور وہ یہ تھا کہ قادیانیت کا فتنہ اب علمی اور مذہبی بحث سے منزلوں آگے نکل کر سیاسی اور معاشی فتنہ کی صورت اختیار کر چکا ہے تاہم اب تک قادیانیوں نے جن جن آیات و احادیث سے استدلال کیا ہے اور جن کے ذریعہ سے وہ عوام کو مغالطہ دیتے ہیں وہ تمام آیات و احادیث مع جوابات کے یکجا کر دی جائیں اور ساتھ ہی ساتھ پانچ عربی کی وہ تفسیریں من وعن جمع کر دی جائیں جو مستند اور معتبر ہیں۔ جن کی صحت کا قادیانیوں کو بھی اقرار ہے اور انھیں تفسیروں میں قادیانیوں نے حذف و اضافہ اور غت و ربود کر کے فریب کا جال تیار کیا ہے۔ نیز پانچ ان مکاتب فکر کی تفسیریں بھی شامل کی جائیں کہ جن سے ہمارا اتفاق تو نہیں لیکن ہندوستان میں ان کے معتقدین کی کچھ تعداد ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کسی کے سامنے اسکے مخالف مکتب فکر کی تفسیریں پیش کر کے قادیانی مغالطہ میں ڈال دیتے ہیں اور ناواقفیت کی وجہ سے پڑھے لکھے لوگ بھی مسلکی تضاد بیانی کے مغالطہ میں پڑ کر قادیانیوں کے سامنے لا جواب ہو جاتے ہیں۔ اس نوعیت کا مواد اگر ان کے سامنے رہے تو قادیانی اپنے اس فریب میں کامیاب نہ ہو سکیں گے۔ کیوں کہ قادیانی جس تضاد کو پیش کرتے ہیں وہ تضاد نہیں محض مغالطہ ہوتا ہے۔ مکمل مواد سامنے رہنے کی صورت میں مسلکی اختلافات سے بالاتر ہو کر قادیانی جیسے ملحدانہ عقائد و نظریات کی نسبت ایک عام قاری کی بھی حقیقت تک رسائی ہو سکتی ہے۔

یہ جمع و ترتیب جہاں قادیانیت میں پھنسے ہوئے افراد کیلئے مفید ہوگی وہیں ائمہ مساجد، خطباء، واعظین اور مقررین کی ایک ضرورت کی بھی تکمیل ہوگی کہ وہ لوگ ان آیات پر حسب ضرورت جہاں کہیں روشنی ڈالنا چاہیں گے تو ایک آیت سے متعلق مکمل مواد ان کے سامنے ہوگا اور ہر مسلک کے لوگ جو رد قادیانیت اور تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم پر متفق ہیں اس سے فائدہ اٹھا سکیں گے۔ اور کچھ نہ ہو تو یہ فائدہ تو کہیں نہ گیا کہ ایک موضوع پر ہمہ جہت مواد اکٹھا ہو جائے گا جو تحقیق حق کے لئے نہایت کارآمد اور ضروری ہوا کرتا ہے۔

بہر کیف بندہ نے اس ذہنی خاکہ کو عملی شکل دینے کے لئے پیش رفت اس طرح سے کی کہ ایک آیت پر کام کر کے نمونہ کے طور پر اپنے ہمراہ پاکستان لے بھی گیا تھا۔ جس کو دیکھ کر ہمارے اس موضوع کے شیخ الکل حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی مدظلہ نے نہ صرف یہ کہ اس کی تصویب فرمائی بلکہ حوصلہ افزائی کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ مکمل مواد انٹرنیٹ پر بھی شائع ہو، تاکہ اس کا فائدہ عام اور تام ہو جائے۔ اور آج کے دور میں یہ چنداں مشکل نہیں۔ بعض دفعہ ایک آدمی کہیں سفر میں ہوتا ہے اور قادیانی بحث و مباحثہ چھیڑ دیتے ہیں تو اس موقع سے ضرورت مند اب کتابوں اور لائبریری سے مستغنی ہو کر بذریعہ انٹرنیٹ صرف چند پیسے خرچ کر کے قادیانی مکر و فریب کا وہیں بھرپور سد باب کر دے گا۔

بندہ نے حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ کے سامنے جب اس خاکہ کو پیش کیا تو حضرت نے اپنی ایک کتاب ”قادیانی شبہات کے جوابات“ پیش کرتے ہوئے فرمایا۔ یہ لو! تمہاری آدھی ضرورت کی تکمیل ہو چکی ہے چنانچہ بندہ نے کتاب کو ایسا ہی پایا۔ ایک طالب علم کو اپنے مقصد میں کامیابی پا کر جس قدر خوشی ہونی تھی، ہوئی۔ **فللہ الحمد والشکر**۔ ایک تو بندہ نے اپنے ذہنی خاکہ کی تصویب پائی دوسرے آدھے سے زائد بوجھ اتر گیا۔ اور سب سے بڑی بات یہ کہ اپنے خاکہ کی تکمیل کے لئے اپنے اکابر کا ایک مستند راستہ مل گیا۔ کتاب اگرچہ بندہ کی ترتیب کے مطابق نہیں تاہم اس میں ۲۵ آیات اور ۱۲۰ احادیث سے متعلق بھرپور جوابات جمع ہیں

حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ نے اسی دوران فرمایا کہ یہ کتاب عجلت میں چھپی ہے اس میں مزید تصحیح و ترتیب کا کام اب تمہارے سپرد ہے۔ حضرت والا نے اس کے طریقہ کار کی بھی فہمائش کی حضرت والا نے جس مشفقانہ و مخلصانہ انداز میں بندہ کے اندر اس کام کی جرأت و ہمت پیدا کی، یقین مانئے عہد ماضی کے اکابر کی ایک یاد تازہ کردی اور اگر حوصلہ افزائی کا یہ انداز نہ ہوتا تو بندہ اپنی بے مائیگی اور کوتاہ نظری کے باعث اس کا اہل کبھی نہ تھا اور نہ ہی اس کی جرأت کر پاتا۔ بس اسی وجہ سے حضرت والا کے حکم کو اپنی سعادت سمجھتے ہوئے بندہ نے اس خدمت کو قبول کر لیا اور کام کیلئے سال بھر کی مہلت چاہی مگر صرف چار پانچ مہینہ کی مہلت ملی۔

بہر کیف حضرت کے مشورہ سے کتاب پر کام کر نیکا جو طریقہ کار طے ہوا وہ حسب ذیل ہے۔
 (۱) کتاب میں جو احادیث بسلسلہ تائید و توثیق مکرر ہیں انھیں حاشیہ میں درج کر دیا جائے تاکہ استفادہ حسب ضرورت ممکن ہو لیکن مقصود میں خلل نہ ہوں (۲) مرزائی عبارات نیز کتاب میں درج دیگر حوالہ جات کی بھی تحقیق کر لی جائے (۳) عنوانات اور ذیلی سرخیوں کو مضمون کے مطابق اور مفید بنانے کی کوشش کی جائے۔ (۴) قادیانیوں کے اُن مغالطوں کے جوابات بھی حاشیہ میں درج کر دیے جائیں جو کتاب میں نہیں ہیں۔

الحمد للہ! اب کتاب حضرت والا کے مشورہ کے مطابق بندہ ناچیز کی تصحیح، تخریج اور تحشیہ کے ساتھ مرتب کتاب مدظلہ کی نظر ثانی کے بعد ناظرین کے ہاتھوں میں ہے۔ جو کچھ خیر و بھلائی ہے وہ حضرت والا کی کی جانب منسوب، اور کوتاہی و کمی کا ذمہ دار بندہ ہے۔
 اس کتاب سے شعبہ تحفظ ختم نبوت کے تعلیمی نصاب کو کافی حد تک فائدہ پہنچتا ہے جیسا کہ شعبہ میں داخل طلباء کے سامنے سبقاً سبقاً بندہ نے پیش کر کے خوب خوب فائدہ اٹھایا "اسلام اور قادیانیت کا تقابلی مطالعہ" پڑھنے پڑھانے والوں کے لئے خاص طور و سادس کے باب میں یہ کتاب بطور شرح کام دیتی ہے۔

کتاب کی تصحیح و تخریج میں شعبہ تحفظ ختم نبوت کے طلباء عزیزم مولوی زین العابدین آسامی، مولوی نفیس احمد منوی، مولوی نظام الدین منی تالی، مولوی عبدالحلیم ہزاری باغوی سلمہم اللہ نے بھی خاصی دلچسپی کا ثبوت دیا۔ شعبہ کے سہ ماہی کورس میں داخل مولوی محی الدین اور مولوی محمد اکبر راجپوتی بھی ان کے شانہ بشانہ رہے۔ جبکہ احادیث کی تصحیح میں عزیز القدر جناب مولانا عبدالمتین صاحب گجراتی استاذ شعبہ تحفظ ختم نبوت مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور کا بھی بھرپور تعاون رہا فجزاہم اللہ خیر الجزاء۔

بڑی ناسپاسی ہوگی اگر اس موقع پر حضرت مولانا بدر الدین صاحب اجمل مدظلہ رکن شوری دارالعلوم دیوبند و صدر مرکز المعارف کا شکریہ ادا نہ کروں کہ جن کی توجہ اور حوصلہ افزائی ہمیشہ بندہ ناچیز کے ساتھ رہی ہے۔ شعبہ تحفظ ختم نبوت اور اس کے خدام سے حضرت والا کا جو گہرا اور دلی ربط ہے اُس میں صرف اور صرف یہ نسبت کارفرما ہے جس کا کبھی کبھی حضرت والا اظہار بھی فرمایا کرتے ہیں کہ میاں! اس خدمت کا تعلق براہ راست ذات نبوی ﷺ

سے ہے تمہیں اور تمہاری محنت کو اللہ رب العزت کبھی ضائع نہ کریں گے۔ اور یہی وجہ ہے کہ حضرت والا جب کبھی دارالعلوم تشریف لاتے ہیں تو اپنی ہزار مصروفیات کے باوجود از خود شعبہ تحفظ ختم نبوت میں تشریف لے آتے ہیں، ہم خدام کو گلے لگاتے ہیں اور خود ہی معلوم کر کے شعبہ کی علمی اور کتابی ضروریات پوری کرتے ہیں اور نہ صرف دیوبند بلکہ ہندوستان کے مختلف علاقوں میں اس موضوع پر ہونے والے کام کی طرف اپنے ڈائرکٹروں بالخصوص حضرت مولانا منزل صاحب آسامی ڈائرکٹر مرکز المعارف برانچ دیوبند و مہتمم جامعۃ الشیخ حسین احمد المدنی دیوبند کو توجہ رکھنے کی ہدایت کرتے رہتے ہیں۔ حضرت والا کی یہ وہ خصوصیات ہیں جو ذات نبوی ﷺ سے عشق و محبت کا پختہ ثبوت ہیں اور ہم جیسے تحفظ ختم نبوت کے ادنیٰ خدام کو ”کلاہ گوشہ دہقان بافتاب رسید“ کا مصداق بنادیتی ہیں جس سے ہم کسی طرح کی احساس کمتری میں مبتلا نہیں ہوتے اور نہ کسی حوصلہ شکنی کا اثر لیتے ہیں۔

ساتھ ہی ہم اپنے مشفق و مربی حضرت الاستاذ مفتی محمد سعید صاحب مدظلہ اور حضرت الاستاذ قاری سید محمد عثمان صاحب مدظلہ کے بھی شکرگزار ہیں کہ جن کے سایہ عاطفت میں ہمیں علمی اور تحقیقی کام کرنے اور تحفظ ختم نبوت کی خدمت کرنے کی سعادت نصیب ہو رہی ہے۔ فجزاہم اللہ خیر الجزاء

شاہ عالم گورکھپوری

نائب ناظم کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند



حضرت مولانا بدرالدین صاحب آسامی مدظلہ رکن مجلس شوریٰ دارالعلوم دیوبند

آدمی و انسان دو چیزوں کا نام ہے ایک جسم دوسری روح۔ جسم کی تعلیم و تربیت کا نظام عقل کے سپرد ہے جبکہ روح کی تعلیم و تربیت کا نظام اللہ رب العزت نے اپنے پاکباز نبیوں کے سپرد کر رکھا ہے جب یہ نظام آخری مرحلہ میں خاتم الانبیاء ﷺ لے کر دنیا میں تشریف لائے تو سب سے پہلے امت کو اس بات سے باخبر کیا کہ ثلاثون کذابون دجالون کلہم یزعم انہ نبی اللہ وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی جس کا واضح مفہوم و مطلب یہ ہے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ خدا کی جانب سے روح کی تعلیم و تربیت کا آخری نظام قیامت تک کیلئے میں لے کر آگیا اب میرے بعد اس نظام کو لانا والا کوئی نہیں۔ جو کوئی میرے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کرے گا وہ گویا روح کی تعلیم و تربیت کا نیا نظام لانے کا مدعی ہوگا جسے جھوٹا اور پکا دجال قرار دیا جائیگا۔

ظاہری بات ہے کہ اب اگر کوئی جھوٹا نبی پیدا ہوتا ہے تو اس کا سیدھا مطلب یہ ہے کہ وہ ہماری روحانی تعلیم کے نظام کو خراب کرنا چاہتا ہے۔ لہذا اس کے تحفظ کیلئے، تن، من، دھن کیساتھ اٹھ کھڑا ہونا ہم میں سے ہر فرد کی ذمہ داری بن جاتی ہے اور یہی وہ مقصد ہے جس کے پیش نظر حضور ﷺ نے امت کو پیشگی جھوٹے مدعیان نبوت کے فتنوں سے خبردار کیا ہے۔ اسلئے ہر مسلمان کو اپنا فرض اور اپنی سعادت سمجھ کر تحفظ ختم نبوت کی خدمت میں لگ جانا چاہئے اور خصوصاً اس دور میں جبکہ قادیانیت کا فتنہ یہودیانہ چالوں کے ساتھ ہندوستان میں فروغ پانے اور اپنے ہاتھ پاؤں پھیلانے کی فکر میں ہے تو اس خدمت کی مزید ضرورت اور اہمیت بڑھ جاتی ہے۔

عزیز القدر جناب مولانا شاہ عالم گورکھپوری کی محنت اور انکی اس قابل رشک خدمت، دلچسپی اور لگن سے بندہ خوب واقف ہے۔ کتاب کی پہلی پوزیشن بھی بندہ کے علم میں ہے اور اب اس میں نکھار پیدا کر کے ظاہری اور معنوی جو خوبصورتی انھوں نے بخشی ہے یہ اس فن میں موصوف کی محنت اور پختگی کی دلیل ہے۔ احقر موصوف کیلئے دعا کرتا ہے کہ رب العزت خوب محنت کی توفیق دے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست تانہ بخشد خدائے بخشدہ

(بدرالدین اجل)

واللہ الموفق والمعين

بیان حال از مرتب کتاب

خطیب درگہ میرامم پاسبان ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ وسولہ الکریم اما بعد: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اپنے سالانہ رد قادیانیت گورس چناب نگر میں علماء کرام و طلباء عزیز کو سبقاً پڑھانے کے لیے رجب ۱۴۲۰ھ میں ”قادیانی شبہات کے جوابات“ جلد اول شائع کی اس حصہ میں مسئلہ ختم نبوت کو قرآن و سنت و اجماع امت کے حوالہ سے مدلل و براہین کر کے آج تک قادیانیوں نے اس مسئلہ پر جو جو شبہات پیدا کیے تھے اور ان کے اکابرین امت و مناظرین ختم نبوت نے جو جو جوابات دیئے تھے ان کو یکجا کر دیا گیا تھا۔

کتاب جلالت میں مرتب ہوئی اس میں کافی حد تک حذف اضافہ کی گنجائش تھی جلدی میں شائع کرانے کے باعث کتابت کی اغلاط بھی رہ گئی تھیں جیسا کہ ایڈیشن اول کے پیش لفظ میں اس کی صراحت کر دی گئی تھی جمیعہ علماء اسلام پاکستان کے زیر اہتمام محرم ۱۴۲۲ھ میں دارالعلوم دیوبند کافر نس پشاور میں منعقد ہوئی اس موقعہ پر دارالعلوم دیوبند سے بھاری بھر کم وفد نے شرکت فرمائی اس میں دارالعلوم دیوبند کے فاضل مناظر اسلام اور کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند کے نائب ناظم حضرت مولانا شاہ عالم گورکھپوری بھی شامل تھے فقیر مرتب کتاب نے آپ سے درخواست کی کہ اس کتاب پر نظر ثانی حذف و اضافہ فرما کر ہمہ جہت اسے مکمل فرمادیں تاکہ اس میں جو جھول ہیں وہ دور ہو جائیں۔ مولانا موصوف نے محنت شاقہ اور عرق ریزی سے اس کے حسن کو دو بالا کر دیا ہے۔ کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ اور دارالعلوم دیوبند کے استاذ حدیث فاضل اجل محقق و متکلم اسلام حضرت مولانا مفتی سعید احمد پلپوری دامت برکاتہم نے حذف و اضافہ پر نظر فرما کر خوب خوب دعاؤں سے نوازا۔ اب اسے شاہی کتب خانہ دیوبند سے شائع کرنا چاہتے ہیں جو فقیر کے لیے باعث سعادت ہے اللہ تعالیٰ اُن کے نیک ارادوں میں برکت نصیب فرمائیں اور کتاب کو نفع خلاق کا ذریعہ بنائیں

فقیر اللہ وسایا

خادم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان ۲/ رجب ۱۴۲۲ھ / ۲۳ ستمبر ۲۰۰۱ء

تقریظ

شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم

امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم . اما بعد!

قادیانی شبہات کے جوابات نامی کتاب حصہ اول میں مسئلہ ختم نبوت کے متعلق قادیانی وساوس و شبہات کے کافی و شافی جوابات دیئے گئے۔ جسے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا اللہ وسایا صاحب نے ترتیب دیا۔ یہ معلوم ہو کر مسرت ہوئی کہ کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب ناظم حضرت مولانا شاہ عالم گورکھپوری نے اس کی ترتیب ثانی قائم فرمائی ہے اور حذف و اضافہ کے بعد اسے جامع و مانع بنا دیا ہے۔ فقیر دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں علماء کرام کی محنت کو اپنی بارگاہ میں قبولیت سے نوازیں اور کتاب کو منکرین ختم نبوت کے لئے ہدایت کا سبب بنائیں۔ اس دور میں مسلمانوں کے ایمان کے لئے سب سے زیادہ مہلک فتنہ، فتنہ قادیانیت ہے۔ اس سے نبرد آزما ہونا دفاع عن الدین میں اصل الاصول کا درجہ رکھتا ہے جو ادارے یا شخصیات تحفظ ختم نبوت کا فریضہ سرانجام دے رہیں وہ پوری امت کی طرف سے فرض کفایہ ادا کر رہے ہیں۔ اس لئے بجا طور پر وہ ہم سب کی طرف سے شکر یہ کے مستحق ہیں۔

فقیر ابو الخلیل خان محمد غنی عنہ

از خانقاہ سراجیہ کنڈیاں میانوالی

تقریظ

مخدوم الصلحی، حضرت سید انور حسین نفیس الحسینی دامت برکاتہم
نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

الحمد للہ و کفی و سلام علی سید الرسل و خاتم الانبیاء : اما بعد :
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے فاضل مبلغ اور مناظر عزیز القدر مولانا اللہ وسایا صاحب
زید مجدہ نے قادیانی شبہات کے جوابات حصہ اول ”ختم نبوت“ مرتب کیا جو شائع ہو کر علماء
کے قلوب و جگر کی ٹھنڈک بنا۔ حضرت مولانا شاہ عالم گورکھپوری مدظلہ نے اس میں ترمیم
و اضافہ کر کے موتیوں کو مالا میں پرو کر پالش کر دی ہے۔ حیات مسیح علیہ السلام اور کذب
مرزا قادیانی کے مباحث پر قادیانی شبہات کے جوابات کے دو حصے ابھی زیر ترتیب ہیں۔
خدا تعالیٰ کے فضل و احسان سے توقع ہے کہ وہ چھپ جائیں گے تو یہ اہل اسلام کی گرانقدر
خدمت ہوگی۔ حضرت مولانا شاہ عالم گورکھپوری کی مساعی جمیلہ سے ہندوستان میں پہلے
حصہ کے شائع ہونے کی خبر سے دل باغ باغ ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی ذات سے امت محمدیہ علی
صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو بہت ہی نفع نصیب فرمائیں۔ علم نافع و صحت کاملہ مستمرہ سے سرفراز
فرمائیں۔ قادیانی فتنہ کے استیصال کے لئے ان حضرات کی مساعی کو مشکور و مقبول فرمائیں۔
دنیا میں رحمت حق ان پر سایہ فگن ہو اور آخرت میں شفاعت نبوی ﷺ کی سعادت سے
مستفیض ہوں۔ آمین ثم آمین !

فقیر
احقر نفیس الحسینی لاہور !



حضرت مولانا مفتی سعید احمد پالن پوری

استاذ حدیث و جنرل سکریٹرو کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قادیانیت ایک بہتا ہوا ناسور ہے۔ ایک صدی سے زائد عرصہ گزر گیا کہ یہ ملت اسلامیہ کے جسم کو بے چین کئے ہوئے ہے۔ ہر دور میں اساطین امت نے اس کا علاج کرنے کی جدوجہد کی ہے۔ اور بڑی حد تک اس میں کامیاب ہوئے ہیں۔ اب علماء امت نے دنیا پر حجت تام کر دی ہے۔ اور کسی کے لئے اندھیرے میں بھٹکنے کا موقع نہیں رہا۔ اب جو کھڈ میں گرتا ہے وہ دیدہ و دانستہ گرتا ہے۔ کسی کے لئے یہ کہنے کا موقع نہیں ہے کہ میں جانتا نہیں تھا۔

قادیانیت کے سلسلہ میں بنیادی موضوع تین ہیں۔ مسئلہ ختم نبوت، رفع و نزول سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور کذب مرزا۔ ان تینوں موضوعات پر علماء اسلام نے ایک کتب خانہ تیار کر دیا ہے۔ مگر یہ سب مواد منتشر تھا۔ مکرم و محترم مولانا اللہ وسایا صاحب نے جو اس میدان کے شہسوار ہیں منتشر مواد کو موضوع وار جمع کرنے کا سلسلہ شروع کیا ہے، یہ کتاب جو مسئلہ ختم نبوت پر قادیانی شبہات کے جوابات ہیں، ایک جامع کتاب ہے۔ میں نے اس کو مختلف جگہ سے دیکھا ہے۔ ماشاء اللہ بہت کچھ مواد اس میں جمع ہو گیا ہے۔ پھر مولانا شاہ عالم صاحب نے مزید اس کو نکھارا ہے، جگہ جگہ مفید حواشی بڑھائے ہیں اور ترتیب و تزئین کا فریضہ بھی انجام دیا ہے۔ اب یہ کتاب تروتازہ ہو گئی ہے۔ اور امید ہے کہ اس سے امت کو خوب فائدہ پہنچے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمائیں اور امت کے حق میں نافع بنائیں۔ والسلام

سعید احمد پالن پوری

خادم دارالعلوم دیوبند

کیم شعبان ۱۴۲۲ھ

بسم الله الرحمن الرحيم

پیش لفظ

(طبع اول)

مسئلہ ختم نبوت، رفع و نزول سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور کذب مرزا پر امت محمدیہ کے علماء و اہل قلم نے گراں قدر کتب تحریر فرمائیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابر کی خواہش تھی کہ ان رشحات قلم اور بکھرے ہوئے موتیوں کی آبدار مالالتیا رکروی جائے۔ اس نئی ترتیب میں جدید و قدیم قادیانی اعتراضات کے جامع، مسکت، دندان شکن جوابات جمع کر دئے جائیں۔ اکابر و اصاغر کی خواہش کے احترام میں یہ کام مولانا اللہ وسایا صاحب کے سپرد کیا گیا۔ کام کرنے کے لئے یہ خطوط متعین کئے گئے کہ:

الف۔ عقیدہ ختم نبوت پر قرآن و سنت اور اجماع امت کے دلائل ہوں۔

ب۔ مسئلہ کذاب سے قادیانی کذاب تک تمام بے دین و بد دین افراد و جماعتوں کے جملہ اعتراضات کے جوابات میں مناظرین اسلام نے جو کچھ ارشاد فرمایا سب کو جمع کر دیا جائے۔

ج۔ مناظر اسلام حجۃ اللہ علی الارض حضرت مولانا لال حسین اختر فاح قادیان استاذ المناظرین مولانا محمد حیات کی عمر بھر کی ریاضت و فتنہ قادیانیت سے متعلق ان کی علمی محنت کو انہی کی نوٹ بکوں کی مدد سے مرتب کر دیا جائے۔

د۔ مولانا پیر مہر علی شاہ گلوڑوی مولانا سید محمد علی مونگیری، مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوری مولانا محمد شفیع مولانا محمد ادریس کاندھلوی مولانا بدر عالم میٹھی مولانا عبدالغنی بٹالوی مولانا محمد چراغ مولانا محمد مسلم دیوبندی مولانا ثناء اللہ امرتسری مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی مولانا عبداللہ معمار نے قادیانی شبہات کے جوابات میں جو کچھ فرمایا وہ

سب اس کتاب میں سمودیا جائے۔

۵۔ منہج: مام مولانا لال حسین اخترؒ سے دوران تعلیم مولانا بشیر احمدؒ نے پڑھی اور مولانا اللہ وسایا نے جو کچھ تحریری طور پر محفوظ کیا۔ اسی طرح مناظر اسلام فاتح قایان مولانا محمد حیات حکیم العصر مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ، مولانا عبدالرحیم اشعر مدظلہ مولانا خدا بخش، مولانا جمال اللہ، مولانا منظور احمد چنیوٹی مولانا محمد اسماعیل اور دیگر حضرات نے جو کچھ پڑھا، مطبوعہ یا مخطوطہ جو بھی میسر آئے موقعہ بموقعہ اس کتاب میں شامل کر دیا جائے۔ تاکہ یہ ایک ایسی دستاویز تیار ہو جائے جسے قادیانی شبہات کے جوابات کا انسائیکلو پیڈیا قرار دیا جاسکے۔

الحمد للہ ان خطوط پر مولانا موصوف نے کام کیا۔ پہلا حصہ جو ختم نبوت کے مباحث پر مشتمل ہے آپ کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ پہلے اس کا نام ختم نبوت پاکٹ بک تجویز کیا گیا تھا۔ مگر احباب کی رائے یہ ہے کہ اب پاکٹ سائز کتب کا رواج نہیں رہا۔ اس لئے اب اس کا نام (قادیانی شبہات کے جوابات) تجویز ہوا ہے۔ سالانہ رد قادیانیت کو رس چناب نگر پر سبقاً یہ پڑھائی جانی ہے۔ اس لئے اس کی فوری اشاعت ضروری ہے۔ ورنہ بہت حد تک اس میں اصلاح کی گنجائش ہوگی۔ ہمارے مخدوم مولانا محمد یوسف صاحب دامت برکاتہم^(۱) نے اس کتاب کا نام تجویز فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ مجلس کی اس خدمت کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے نوازیں۔ آمین!

طالب دعا، خاکپائے اکابرین
عزیز الرحمن جالندھری
۲۸ رجب ۱۴۲۰ھ

عقیدہ ختم نبوت اور قرآن مجید کا اسلوب بیان

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم: اما بعد

اسلوب نمبر ۱

قرآن مجید نے جہاں خدا تعالیٰ کی توحید اور قیامت کے عقیدہ کو ہمارے ایمان کا جزو لازم ٹھہرایا۔ وہاں انبیاء و رسل علیہم السلام کی نبوت و رسالت کا اقرار کرنا بھی ایک اہم جزو قرار دیا ہے۔ اور انبیاء کرام کی نبوتوں کو ماننا اور ان پر عقیدہ رکھنا ویسے ہی اہم اور لازمی ہے جس طرح خدا تعالیٰ کی توحید پر۔ لیکن قرآن مجید کو اول سے آخر تک دیکھ لیجئے۔ جہاں کہیں ہم انسانوں سے نبوت کا اقرار کرایا گیا ہو اور جس جگہ کسی وحی کو ہمارے لئے ماننا لازمی قرار دیا گیا ہو۔ وہاں صرف پہلے انبیاء کی نبوت و وحی کا ہی ذکر ملتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی کو نبوت حاصل ہوا اور پھر اس پر خدا کی وحی نازل ہو کہیں کسی جگہ پر اس کا ذکر تک نہیں۔ نہ اشارۃً نہ کنایۃً۔ حالانکہ آنحضرت ﷺ کے بعد اگر کسی فرد بشر کو نبوت عطا کرنا مقصود ہوتا تو پہلے انبیاء کی بہ نسبت اس کا ذکر زیادہ لازمی تھا اور اس پر تنبیہ کرنا از حد ضروری تھا۔ کیوں کہ پہلے انبیاء کرام اور ان کی وحیوں تو گزر چکیں۔ امت مرحومہ کو تو سابقہ پڑنا تھا آنحضرت ﷺ کے بعد کی نبوتوں سے، مگر ان کا نام و نشان تک نہیں۔ بلکہ ختم نبوت کو قرآن مجید میں کھلے لفظوں میں بیان فرمانا صاف اور روشن دلیل ہے اس بات کی کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی شخصیت کو نبوت یا رسالت عطا نہ کی جائیگی۔

مندرجہ ذیل آیات پر غور فرمائیے۔

۱- یُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ۔ بقرہ ۴

ایمان لائے اس پر کہ جو کچھ نازل ہو تیری طرف اور اس پر کہ جو کچھ نازل ہوا تجھ سے پہلے اور آخرت کو وہ یقینی جانتے ہیں۔

۲- يَا أَهْلَ الْكِتَابِ هَلْ تَتَّقُونَ مِنَ الْآنَ آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ

مِنْ قَبْلِكَ.

اے کتاب والو! کیا ضد ہے تم کو ہم سے مگر یہی کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور جو نازل ہوا ہم پر اور جو نازل ہو چکا پہلے۔ (مائدہ ۵۹)

۳- لَكِنَّ الرِّسْخُونَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُونَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ. (نساء ۱۶۲)

لیکن جو پختہ ہیں علم میں ان میں اور ایمان والے سومانے ہیں اس کو جو نازل ہوا تجھ پر اور جو نازل ہوا تجھ سے پہلے۔

۴- يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي نَزَّلَ عَلَى رَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي أُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ. (نساء ۱۳۶)

اے ایمان والو! یقین لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس کتاب پر جو نازل کی ہے اپنے رسول پر اور اس کتاب پر جو نازل کی گئی پہلے۔

۵- أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ. (نساء ۶۰)

کیا تو نے نہ دیکھا ان کو جو دعویٰ کرتے ہیں کہ ایمان لائے ہیں اس پر جو اتار تیری طرف اور جو اتار تجھ سے پہلے۔

۶- وَلَقَدْ أَوْحَىٰ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ. (زمر ۶۵)

اور حکم ہو چکا ہے تجھ کو اور تجھ سے اگلوں کو کہ اگر تو نے شرک مان لیا تو اکارتہ جائیں گے تیرے اعمال اور تو ہو گا ٹوٹے میں پڑا۔

۷- كَذَلِكَ يُوحِي إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ:

اسی طرح وحی بھیجتا ہے تیری طرف اور تجھ سے پہلوں کی طرف اللہ زبردست حکمتوں والا

ہے۔ (شوری ۳)

مندرجہ بالا تمام آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں صرف اُن کتابوں، الہاموں اور وحیوں کی اطلاع دی ہے اور ہم سے صرف اُن ہی انبیاء کو ماننے کا تقاضہ کیا ہے جو آنحضرت ﷺ سے پہلے گزر چکے ہیں۔ اور بعد میں کسی نبی کا ذکر نہیں فرمایا۔

یہ چند آیتیں لکھی گئی ہیں۔ ورنہ قرآن پاک میں اس نوعیت کی اور بہت سی آیتیں ہیں۔

مندرجہ بالا آیتوں میں 'من قبل، من قبلک' کا صریح طور پر ذکر تھا۔

اسلوب-۲

اب چند وہ آیتیں بھی ملاحظہ فرمائیے جن میں خدا تعالیٰ نے ماضی کے صیغہ میں انبیاء کا ذکر فرمایا ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ نبوت کا منصب جن لوگوں کو حاصل ہونا تھا وہ ماضی میں حاصل ہو چکا ہے۔ اور انہی کا ماننا داخل ایمان ہے۔ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی ایسی شخصیت نہیں جس کو نبوت بخشی جائے اور اس کا ماننا ایمان کا جز و لازمی قرار دیا گیا ہو۔

۱- "قُولُوا إِنَّا مِنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنزِلَ إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ"۔ (بقرہ ۱۳۶)

تم کہہ دو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور جو اتارا ہم پر اور جو اتارا ابراہیم پر۔

۲- "قُلْ إِنَّمَا بِاللَّهِ وَمَا أُنزِلَ عَلَيْنَا وَمَا أُنزِلَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ"۔ (آل عمران)

تو کہہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور جو کچھ اتارا ہم پر اور جو کچھ اتارا ابراہیم پر۔

۳- "إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَىٰ نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ"۔ (نساء ۱۶۳)

ہم نے وحی بھیجی تیری طرف جیسے وحی بھیجی نوح پر اور ان نبیوں پر جو اس کے بعد ہوئے اور وحی بھیجی ابراہیم پر اور اسماعیل پر۔

ان تینوں آیتوں میں اور ان جیسی اور آیات میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں گزشتہ انبیاء اور ماضی کی وحی کو منوانے کا اہتمام کیا ہے۔ حضور ﷺ کے بعد کسی کی نبوت و رسالت کو کہیں صراحت و کنایت سے نہ فرمایا۔ جس سے صاف ثابت ہو گیا کہ جن جن حضرات کو خلعت نبوت و رسالت سے نوازا نہ مقدر تھا، پس وہ ہو چکے اور گزر گئے۔ اب آئندہ نبوت پر مہر لگ گئی اور بعد میں نبوت کی راہ کو ہمیشہ کیلئے مسدود کر دیا گیا ہے۔ اور اب انبیاء کے شمار میں اضافہ نہ ہو سکے گا۔

اسلوب-۳

قرآن مجید میں بیان کردہ نقشہ نبوت حضرات ناظرین کرام ملاحظہ فرمائیں! اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب دنیا پیدا ہوئی تو اس وقت حکم خداوندی حضرت آدم صلی اللہ کو بدیں الفاظ پہنچایا گیا۔

”قُلْنَا اهْبِطُوا مِنْهَا جَمِيعًا فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ مِنِّي هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ“۔ (بقرہ ۳۸)

ہم نے حکم دیا نیچے جاؤ یہاں سے تم سب۔ پھر اگر تم کو پہنچے میری طرف سے کوئی ہدایت تو جو چلا میری ہدایت پر، نہ خوف ہوگا ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

”قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ مِنِّي هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقَى“۔ (طہ ۱۲۳)

فرمایا اتر دو یہاں سے دونوں اکٹھے رہو ایک دوسرے کے دشمن۔ پھر اگر پہنچے تم کو میری طرف سے ہدایت پھر جو چلا میری بتلائی راہ پر سو نہ وہ بکے گا اور نہ وہ تکلیف میں پڑے گا۔

اسی مضمون کو الفاظ کی معمولی تبدیلی کے ساتھ دوسری جگہ بھی ذکر فرمایا گیا ہے۔ جس کو آج کل مرزائی آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کو جاری ثابت کرنے کے لئے بالکل بے محل پیش کر دیا کرتے ہیں۔ حالانکہ اس آیت کا تعلق حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:

”يَا بَنِي آدَمَ إِنَّا يَأْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِي فَمَنْ اتَّقَىٰ وَ أَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ“۔ (اعراف ۳۵)

اے آدم کی اولاد اگر آئیں تمہارے پاس رسول تم میں سے۔ کہ سنائیں تم کو میری آیتیں۔ تو جو کوئی ڈرے اور نیکی پکڑے تو نہ خوف ہوگا ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

ان دونوں آیتوں میں ابتداء آفرینش کا ذکر فرمایا جا رہا ہے۔ اور دونوں کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل اور نوح انسان کو حکم دیا کہ میں آدم سے نبوت کا سلسلہ شروع کرنا چاہتا ہوں اور آدم کے بعد انبیاء و رسل بکثرت ہوں گے۔ اور لوگوں کے لئے ان کا اتباع کرنا ضروری ہوگا۔ اس جگہ رُسُل جمع کے صیغہ سے بیان فرمایا ہے اور انبیاء کی تحدید و تعین نہیں کی۔ جس سے ثابت ہوا کہ آدم صلی اللہ کے بعد کافی تعداد میں انبیاء کرام مبعوث ہوں گے۔

بعد ازاں حضرت نوح و ابراہیم علیہم الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ آیا تو اس میں بھی یہی اعلان ہوا کہ ان کے بعد بھی بکثرت انبیاء کرام ہوں گے۔

”وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا وَإِبْرَاهِيمَ وَجَعَلْنَا فِي ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ فَمِنْهُمْ مُهْتَدٍ وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ فَاسِقُونَ. ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلَىٰ آثَارِهِم بِرُسُلِنَا“

اور ہم نے بھیجا نوح اور ابراہیم کو اور ٹھہرا دی دونوں کی اولاد میں پیغمبری اور کتاب۔ پھر کوئی ان میں راہ پر ہے اور بہت ان میں نافرمان ہیں۔ پھر پیچھے بھیجے ان کے قدموں پر اپنے رسول۔ (حدید ۲۶، ۲۷)

اس آیت کریمہ میں صاف فرمایا کہ حضرت نوح اور حضرت ابراہیم علیہم السلام پر نبوت کا دروازہ بند نہیں ہو گیا تھا۔ بلکہ ان کے بعد بھی کافی تعداد میں انبیاء کرام تشریف لائے۔ اور یہاں بھی ”رسل“ کا لفظ فرمایا کوئی تحدید و تعین نہیں فرمائی۔ علیٰ ہذا القیاس یہی سنت اللہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بھی رہی۔ اور یعینہ یہی مضمون ذیل کی آیت میں صادر ہوا۔

”وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهِ بِالرُّسُلِ“ (بقرہ ۸۷)

اور بے شک دی ہم نے موسیٰ کو کتاب اور پے در پے بھیجے اس کے پیچھے رسول۔ معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں بھی نبوت کا باب بند نہیں ہوا تھا اور ان کے بعد بھی انبیاء کرام بکثرت آتے رہے جس کو اللہ تعالیٰ نے بالرسول کہہ کر بیان فرمایا ہے یہ صرف تین آیتیں اس لئے ذکر کی گئیں تاکہ ان سے معلوم ہو جائے کہ اولوالعزم انبیاء کے بعد کیا سنت خداوندی رہی ہے۔؟

لیکن جب حضرت مسیح عیسیٰ بن مریم کی باری آئی تو اس مبشر احمد نے آکر دنیا کے سامنے یہ اعلان فرمایا کہ اب میرے بعد سلسلہ نبوت اس کثرت سے اور غیر محدود نہیں جیسے پہلے انبیاء کرام کے بعد ہوتا چلا آیا ہے۔ بلکہ میرے زمانہ میں نبوت میں ایک نوع کا انقلاب ہو گیا ہے۔ یعنی بجائے اس کے کہ ”الرسل“ کے لفظ سے انبیاء کرام کی آمد کو بیان کیا جاتا تھا اب واحد کا لفظ ”برسول“ کہہ کر ارشاد کیا اور بجائے اس کے کہ حسب سابق غیر محدود اور غیر معین رسولوں کے آنے کا ذکر کیا جاتا۔ طریقہ بیان کو بدل کر صرف ایک رسول کے آنے کی اطلاع دی۔ اور اس کے اسم مبارک (احمد) کی بھی تعین فرمادی کہ کوئی شقی ازلی یہ دعویٰ نہ کرنے لگے کہ اس کا مصداق میں ہوں۔ (جیسے خاص کر مرزا قادیانی کی امت یہ ہانک دیا کرتی ہے کہ بشارت احمد کا مصداق مرزا قادیانی ہے)

ارشاد ہوا ہے:

”إِذْ قَالَ عِيسَىٰ بْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِي إِسْرَآئِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِيهِ مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ، (صف ۶)۔

اور جب کہا مریم کے بیٹے عیسیٰ نے اے بنی اسرائیل میں بھیجا ہوا آیا ہوں اللہ کا تمہارے پاس۔ یقین کرنے والا اس پر جو مجھ سے آگے ہے توریت، اور خوشخبری سنانے والا ایک رسول کی جو آئے گا میرے بعد اس کا نام ہے احمد۔

آنے والے نبی کا نام بتا کر تعین بھی کر دی اور کہا کہ اب میرے بعد ایک اور صرف ایک رسول آئے گا۔ جس کا نام گرامی احمد ہوگا۔ انبیاء سابقین نے تو اپنے بعد کے زمانہ میں بصدقہ جمع کئی رسولوں کی آمد کی خوشخبری دی تھی۔ مگر حضرت مسیح نے صرف ایک رسول احمد کی ہی بشارت و خوشخبری دی اور جب وہ رسول خاتم الانبیاء والمرسلین، آخر آمد بود فخر الالین تشریف فرما ہوئے تو خدا نے ساری دنیا کے سامنے اعلان فرمادیا کہ اب وہ رسول کریم ﷺ جس کی طرف نگاہیں تاک رہی تھیں وہ تشریف فرما ہو گیا ہے۔ وہ خاتم النبیین ہے اور اس کے بعد کوئی نیا شخص نبوت کے اعزاز سے نہیں نوازا جائے گا۔ بلکہ وہ نبوت کی ایسی اینٹ ہے جس کے بعد نبوت کے دروازہ کو بند فرمادیا گیا ہے۔ ارشاد ملاحظہ ہو: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ. (احزاب ۴۰)

یعنی آنحضرت ﷺ، جن کی آمد کی اطلاع حضرت مسیح نے دی تھی وہ آچکے اور آخر نبوت پر مہر کر دی۔ اب آپ کے بعد دنیا میں کوئی ایسی ہستی نہیں ہوگی جس کو نبوت کے خطاب سے نوازا جائے اور انبیاء کرام کی تعداد میں اضافہ کیا جائے۔ قرآن کا یہ طریقہ بیان نبوت کے سلسلہ کی ان کڑیوں کا اجمالی نقشہ تھا کہ جو حضرت آدم سے شروع ہو کر حضرت محمد ﷺ پر ختم ہو گیا

اسلوب ۴-

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے کہ آنحضرت ﷺ تمام انبیاء کرام کے بعد تشریف فرما ہوئے ہیں آپ کے بعد اب کسی کو نبوت سے نہ نوازا جائے گا۔

”وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ

رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ (آل عمران ۸۱)

اور جب لیا اللہ نے عہد نبیوں سے کہ جو پنجویں نے تم کو دیا کتاب اور علم پھر آوے تمہارے پاس کوئی رسول کہ سچا بتاوے تمہارے پاس والی کتاب کو تو اس رسول پر ایمان لاؤ گے اور اس کی مدد کرو گے۔

اس جگہ متعین کر دیا گیا کہ آنحضرت ﷺ تمام انبیاء کے بعد آئیں گے۔ اسی آیت کو مرزا قادیانی نے نقل کر کے اسکے بعد تحریر کیا ہے کہ اس آیت میں ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ سے مراد آنحضرت ﷺ ہیں۔

قرآن مجید کو اول سے آخر تک پڑھئے۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے سلسلہ نبوت حضرت آدم صلی اللہ سے شروع کیا اور آنحضرت ﷺ ختم کر دیا خود مرزا قادیانی بھی اس کا اقراری ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں:

”سیدنا و مولانا محمد ﷺ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صلی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد مصطفیٰ ﷺ پر ختم ہو گئی۔ (مجموعہ اشتہارات ۲۳۰ ج ۱)

آیات مندرجہ بالا کے علاوہ ایک ایسی آیت بھی ملے گی جو کہ آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کی ضرورت کو ہی اٹھا دیتی ہے۔ اور وہ ایسی فلاسفی بتاتی ہے کہ جس پر یقین کرنا ہر مومن اطمینان حاصل کرے کہ اب آئندہ کسی کو نبوت حاصل نہ ہوگی اور نہ ہی اس کی کوئی ضرورت ہے۔

”الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَاتَّمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا“ مائدہ ۳

آج میں پورا کر چکا تمہارے لئے تمہارا دین اور پورا کیا تم پر میں نے اپنا احسان، اور پسند کیا تمہارے واسطے اسلام کو دین۔

اس ارشاد خداوندی نے بتا دیا کہ دین کے تمام محاسن پورے ہو چکے ہیں۔ اب کسی پورا کرنے والے، مکمل کرنے والے کی ضرورت نہیں۔ ظاہر بات ہے کہ جب کسی نپوزا کرنے والے

۱۔ مرزا نے لکھا ہے ”وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ..... اور یاد کرو جب خدا نے تمام رسولوں سے عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب اور حکمت دوں گا۔ اور پھر تمہارے پاس آخری زمانہ میں میرا رسول آئے گا جو تمہاری کتابوں کی تصدیق کرے گا۔ تمہیں اس پر ایمان لانا ہوگا اور اس کی مدد کرنی ہوگی (حقیقت الوحی ص ۱۳۳ ج ۲۲)

کی ضرورت نہیں رہی تو آج کے بعد کسی کو نبی ماننے کی بھی ضرورت نہیں رہی۔

حضرت مولانا مفتی شفیع صاحبؒ نے عربی میں کتاب تحریر فرمائی تھی، ہدیۃ المہدیین اس کا اردو ترجمہ ”ختم نبوت کامل“ کے نام سے مارکیٹ میں دستیاب ہے۔ اس میں آپ نے قرآن مجید کی نانوے آیات سے مسئلہ ختم نبوت پر استدلال فرمایا ہے۔

عالم ارواح میں ختم نبوت کا تذکرہ

”وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُم مِّنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ“ (آل عمران ۸۱)

اس آیت میں اللہ رب العزت نے عہد و میثاق کا ذکر فرمایا ہے۔ جواز میں تمام انبیاء علیہم السلام سے آنحضرت ﷺ کے بارے میں لیا گیا۔ جو ایک جملہ شرطیہ کی صورت میں تھا۔ کہ اگر آپ میں سے کسی کی حیات میں محمد ﷺ تشریف لائیں تو آپ اس پر ایمان لائیں اور ان کی مدد کریں۔ یہ عہد خاص اگرچہ جملہ شرطیہ کے طور پر تھا۔ تاہم اس سے تمام انبیاء علیہم السلام پر آپ کی امتیازی جلالت شان واضح ہو گئی۔

جملہ شرطیہ کا وقوع ضابطہ میں ضروری نہیں تاہم مختلف مواقع میں خاص شان کی جلالت واضح بھی ہوئی۔

- ۱- لیلۃ المعراج میں تمام انبیاء کا آپ ﷺ کی اقتدا کرنا۔
- ۲- یوم آخرت میں سب انبیاء علیہم السلام کا آپ کے جھنڈا تلے جمع ہونا۔
- ۳- حضرت آدمؑ سے لیکر حضرت عیسیٰؑ تک تمام انبیاء کا اپنے اپنے ادوار میں آپ ﷺ کی آمد کی خبر دینا۔

- ۴- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اب تک زندہ رکھا گیا۔ وہ تشریف لا کر آپ ﷺ کی امت اور آپ کے دین کی مدد فرمائیں گے وغیرہ۔

اس آیت میں ”ثُمَّ“ کا لفظ ”ثُمَّ“ کے بعد قابل توجہ ہے۔ یعنی تمام انبیاء کے سب سے اخیر میں وہ نبی تشریف لائیں گے۔ بحان اللہ! ختم نبوت کی شان دیکھئے کہ عالم ارواح میں اس کا تذکرہ اللہ رب العزت انبیاء علیہم السلام کی ارواح سے فرما رہے ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا ”كُنْتُ أَوَّلَ النَّبِيِّينَ فِي الْخَلْقِ وَآخِرُهُمْ فِي الْبَعْثِ“ تخلیق میں سب انبیاء سے پہلے ہوں اور بعثت میں تمام انبیاء کے بعد ہوں۔

(ابن کثیر ص ۸۷ ج ۸ - کنز العمال ص ۴۱۸ ج ۱۱ حدیث نمبر ۳۲۱۲۶)

عالم دنیا میں ختم نبوت کا تذکرہ

۱- اللہ رب العزت نے عالم دنیا میں سب سے پہلے سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔ حضور پاک B کی حدیث ہے۔

”أَنِّي عِنْدَ اللَّهِ مَكْتُوبٌ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَإِنِ آدَمَ لَمُنْجِدِلٌ فِي طِينَتِهِ“
تحقیق کہ میں اللہ کے نزدیک (لوح محفوظ میں) خاتم النبیین اس وقت لکھا ہوا تھا جبکہ آدم علیہ السلام ابھی مٹی میں تھے۔

(مشکوٰۃ ص ۵۱۳ - مسند احمد ص ۱۲۷ ج ۴، کنز حدیث نمبر ۳۱۹۶)

۲- عالم دنیا میں اللہ رب العزت نے جس نبی کو بھیجا تو ان کے سامنے آپ ﷺ کی خاتمیت کا یوں تذکرہ فرمایا۔

”لَمْ يَبْعَثِ اللَّهُ نَبِيًّا آدَمَ وَمِنْ بَعْدِهِ إِلَّا أَخَذَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْعَهْدَ لَنَنْبِئَنَّ مُحَمَّدًا ﷺ وَهُوَ حَيٌّ لِيُؤْمِنَنَّ بِهِ وَلِيَنْصُرَنَّهُ“
حق تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام میں سے جس کسی کو مبعوث فرمایا تو یہ عہد ان سے ضرور لیا کہ اگر ان کی زندگی میں حضرت محمد ﷺ مبعوث ہوں تو وہ ان پر ایمان لائیں اور ان کی مدد کریں۔

(ابن جریر ص ۲۳۲ ج ۳، ابن کثیر، تاریخ ابن عساکر، فتح الباری باب کتاب الانبیاء، شرح مواہب زرقانی ص ۲۳۳ ج ۵)
۳- تخلیق باری کا پہلا شاہکار سیدنا آدم علیہ السلام ہیں۔ مگر اللہ رب العزت کی کرم فرمائیاں کے قربان جائیں پہلے شاہکار قدرت (آدم) پر بھی اللہ رب العزت نے رحمت دو عالم ﷺ کی ختم نبوت کا علم یوں ثبت فرمادیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

”بَيْنَ كَتَفَيَّ آدَمَ مَكْتُوبٌ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ“
آدم علیہ السلام کے دونوں کندھوں کے درمیان محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین لکھا ہوا تھا۔ (نصائے الکبریٰ ص ۱۹ ج ۱، بحوالہ ابن عساکر)

۴- حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ:

”بین کتفہ خاتم النبوة وهو خاتم النبیین“

آپ ﷺ کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت ہے اور آپ ﷺ

انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں۔ (شامل ترمذی ص ۲)

اللہ! اللہ! سب سے پہلے نبی آدم آئے تو بھی حضور ﷺ کی ختم نبوت کا اعلان و نشان لیکر آئے اور آپ ﷺ تشریف لائے تو سراپا ختم نبوت بن کر۔

۵- ”عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ لما نزل آدم بالہند واستوحش فنزل جبرائیل فنادی بالاذان اللہ اکبر۔ مرتین۔ اشہد ان لا الہ الا اللہ مرتین۔ اشہد ان محمد ارسل اللہ مرتین۔ قال آدم من محمد فقال هو آخر ولدک من الانبیاء“

(ابن عساکر وکنز ص ۴۵۵ ج ۱۱ حدیث نمبر ۳۲۱۳۹)

حضرت ابوہریرہؓ راوی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب آدم علیہ السلام ہند میں نازل ہوئے (تو بوجہ تنہائی) ان کو وحشت ہوئی تو جبرائیل نازل ہوئے اور اذان پڑھی اللہ اکبر دوبار، اشہد ان لا الہ الا اللہ دوبار، اشہد ان محمد الرسول اللہ دوبار، حضرت آدم علیہ السلام نے جبرائیل سے پوچھا کہ محمد کون ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ انبیاء کرام کی جماعت میں سے آپ کے آخری بیٹے ہیں۔

عالم برزخ میں ختم نبوت کا تذکرہ

ابن ابی الدنیا و ابو یعلیٰ نے حضرت تمیم داریؓ سے ایک طویل حدیث کے ذیل میں روایت کی ہے کہ جب فرشتے منکر نکیر قبر میں مردہ سے سوال کریں گے کہ تیرا رب کون ہے اور تیرا دین کیا ہے تو وہ کہے گا:

”رَبِّیَ اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِیکَ لَهُ الْاِسْلَامُ دِیْنِیْ وَمُحَمَّدٌ نَبِیِّیْ وَهُوَ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ فِیْقُولَانِ لَهُ صَدَقْتَ“۔

میرا پروردگار وحدہ لا شریک ہے اسلام میرا دین ہے اور محمد میرے نبی ہیں اور وہ آخری نبی ہیں۔ یہ منکر فرشتے کہیں گے کہ تو نے سچ کہا۔ (تفسیر درمنثور ص ۱۶۵ ج ۶)

عالم آخرت میں ختم نبوت کا تذکرہ

”عن ابی ہریرۃ فی حدیث الشفاعة فیقول لہم عیسیٰ علیہ السلام
..... اذهبوا الی غیری اذهبوا الی محمد ﷺ فیاتون محمداً ﷺ
فیقولون یا محمد انت رسول اللہ وخاتم الانبیاء۔“

حضرت ابوہریرہؓ سے ایک طویل روایت میں ذکر کیا گیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ جب لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے قیامت کے روز شفاعت کے لئے عرض کریں گے تو وہ کہیں گے کہ آنحضرت ﷺ کے پاس جاؤ۔ لوگ میرے پاس آئیں گے اور کہیں گے۔ اے اللہ کے رسول محمد خاتم النبیین۔

(بخاری ص ۶۸۵ ج ۲ مسلم ص ۱۱۱ ج ۱)

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت عیسیٰ فرمائیں گے کہ آج محمد خاتم النبیین تشریف فرما ہیں ان کے ہوتے ہوئے کون شفاعت میں پہل کر سکتا ہے۔ بہر کیف معلوم ہوا کہ عالم آخرت میں بھی حضور ﷺ کی ختم نبوت کا تذکرہ ہوگا۔

حجۃ الوداع میں ختم نبوت کا تذکرہ

”عن ابی امامۃ قال قال رسول اللہ ﷺ فی خطبۃ یوم حجۃ الوداع
ایہا الناس انہ لا نبی بعدی ولا امۃ بعدکم الا فاعبدوا ربکم وصلوا
خمسکم وصوموا شہرکم وادوا زکوۃ اموالکم طیبۃ بہا انفسکم
واطیعوا ولایۃ امورکم تدخلو جنۃ ربکم۔“

(منتخب کنز العمال بر حاشیہ مسند احمد ص ۳۹۱ ج ۲)

حضرت ابو امامہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے حجۃ الوداع کے خطبہ میں فرمایا اے لوگو! نہ میرے بعد کوئی نبی ہوگا اور نہ تمہارے بعد کوئی امت۔ خبردار اپنے رب کی عبادت کرتے رہو۔ اور پانچ نمازیں پڑھتے رہو اور رمضان کے روزے رکھتے رہو اور اپنے مالوں کی خوش دلی سے زکوۃ دیتے رہو اور اپنے خلفاء کی اطاعت کرتے رہو تم اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

درود شریف اور ختم نبوت کا تذکرہ

”عن علیؑ فی صیغ الصلوة النبی ﷺ خاتم النبیین و امام المرسلین۔
الحديث . رواه عیاض فی الشفاء“

حضرت علیؑ سے درود شریف کے صیغے جو روایت کئے گئے ہیں ان میں
اللهم صلی علی محمد خاتم النبیین و امام المرسلین بھی آیا ہے۔ قاضی
عیاض نے اپنی کتاب شفا میں اس کو نقل کیا ہے۔

شب معراج اور ختم نبوت کا تذکرہ

”فی حدیث طویل فی باب الاسراء عن ابی ہریرۃ مرفوعاً قالوا
یا جبرائیل من هذا معک قال هذا محمد رسول اللہ ﷺ
وخاتم النبیین (الی ان قال) قال اللہ ربہ تبارک و تعالیٰ قد اخذ
تک حبیباً و هو مکتوب فی التوراة محمد حبیب الرحمن
وارسلناک للناس كافة و جعلت امتک هم الاولون و هم
الاخرون و جعلت امتک لا تجوز لہم خطبة حتی یشہدوا
انک عبدی و رسولی و جعلناک اول النبیین خلقاً و آخرہم بعثاً
واتیتک سبعاً من المثنی و لم اعطاها نبیاً قبلك و اتیتک
خواتیم سورۃ البقرۃ من کنز تحت العرش لم اعطاها قبلك
و جعلتک فاتحاً و خاتماً۔

(رواہ البزار کذا فی مجمع الزوائد ص ۲۷ بحوالہ ختم نبوت کامل ص ۲۶۸)
حضرت ابو ہریرہؓ نے شب اسراء کے واقعہ کو مفصل ایک طویل حدیث میں مرفوعاً بیان کیا
ہے (جس کے چند جملے حسب ضرورت ذکر کئے جاتے ہیں) فرشتوں نے حضرت
جبرئیل سے کہا کہ یہ تمہارے ساتھ کون ہیں؟ جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ اللہ کے
رسول اور تمام انبیاء میں سے آخر محمدؐ ہیں (اس کے بعد آپؐ نے فرمایا) اللہ تعالیٰ کی جانب
سے مجھے ارشاد ہوا کہ میں نے تمہیں اپنا محبوب بنایا ہے اور تو ریت میں بھی لکھا ہوا ہے کہ

محمد اللہ کے محبوب ہیں۔ اور ہم نے تمہیں تمام مخلوق کی طرف نبی بنا کر بھیجا ہے۔ اور آپ کی امت کو اولین اور آخرین بنایا، اور آپ کی امت کو اس طرح رکھا کہ انکے لئے کوئی خطبہ جائز نہیں جب تک کہ وہ خالص دل سے گواہی نہ دیں کہ آپ میرے بندے اور میرے رسول ہیں، اور میں نے آپ کو باعتبار اصل خلقت کے سب سے اول اور باعتبار بعثت کے سب سے آخر بنایا ہے الخ۔

کلمہ شہادت کی طرح عقیدہ ختم نبوت بھی ایمان کا جزو ہے

حضرت زید بن حارثؓ اپنے ایمان لانے کا ایک طویل اور دلچسپ واقعہ بیان فرماتے ہیں۔ آخر میں فرماتے ہیں کہ جب میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آکر مسلمان ہو گیا تو میرا قبیلہ مجھے تلاش کرتا ہوا آپ ﷺ کی خدمت میں پہنچا اور مجھے آپ ﷺ کے پاس دیکھ کر کہا کہ اے زید اٹھو اور ہمارے ساتھ چلو۔ میں نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ کے بدلہ میں ساری دنیا کو کچھ نہیں سمجھتا اور نہ آپ ﷺ کے سوا کسی اور کا ارادہ رکھتا ہوں۔ پھر انھوں نے آنحضرت ﷺ سے خطاب کر کے کہا کہ اے محمد ﷺ! ہم آپ کو اس لڑکے کے بدلہ میں بہت سے اموال دینے کے لئے تیار ہیں جو آپ چاہیں طلب فرمائیں ہم ادا کر دیں گے (مگر اس لڑکے کو ہمارے ساتھ بھیج دیجئے) آپ ﷺ نے فرمایا ”اسئلکم ان تشہدوا ان لا الہ الا اللہ وانسی خاتم الانبیاء ورسلہ وارسلہ معکم“ میں تم سے صرف ایک چیز مانگتا ہوں وہ یہ ہے کہ شہادت دو اس کی کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں انبیاء و رسل کا ختم کرنے والا ہوں۔ (اس اقرار و ایمان کے بدلہ میں) زید کو تمہارے ساتھ کر دوں گا۔ (متدرک حاکم ص ۲۱۳ ج ۳)

اس حدیث میں آپ ﷺ نے عقیدہ ختم نبوت کو کلمہ شہادت کی طرح ایمان کا جزو قرار دیا ہے۔ اس لئے الاشباہ والنظائر ص ۳۹۶ میں ہے ”اذا لم يعرف الرجل ان محمدا ﷺ آخر الانبیاء فلیس بمسلم لانه من الضروریات“۔

جس شخص کو یہ معلوم نہیں کہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں تو وہ مسلمان نہیں۔ غرض ایمان کے لئے کلمہ کی طرح ختم نبوت کا اقرار بھی ضروری ہے۔

مسلمانوں کی مساجد اور ختم نبوت

رحمت دو عالم ﷺ کی امت سے قبل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت عیسائی لوگ ہیں۔ جن کی عبادت گاہوں گر جا گھروں میں صبح و شام تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔ گر جا گھر بناتے ہیں اور جب عبادت کے لئے مسیحی وہاں نہیں آتے تو گر جا گھر سے پلازہ، حمام، سبزی کی دکان، شراب خانہ، ناچ ڈانس غرض اس (گر جا گھر، چرچ) کو کسی بھی مصرف میں لے آئیں ان کی شریعت ان کو اس امر سے منع نہیں کرتی۔ بخلاف اہل اسلام کے کہ اگر وہ کہیں مسجد بنادیں تو قیامت کی صبح تک اس مسجد کی جگہ کو کسی اور مصرف میں نہیں لاسکتے۔ کبھی آپ نے سوچا کہ یہ کیوں ہے؟ پہلے انبیاء علیہم السلام کی شریعت محدود وقت کے لئے تھی۔ اس لئے ان کی عبادت گاہیں بھی محدود وقت کے لئے ہیں اور آنحضرت ﷺ کی شریعت قیامت تک کے لئے ہے اس لئے جہاں کہیں آپ کی امت کا کوئی فرد مسجد بنائے گا وہ اس جگہ کو کسی اور مصرف میں نہیں لاسکتا۔ اس اعتبار سے دیکھا جائے تو پوری دنیا کی ہر مسجد ختم نبوت کی دلیل ہے۔

حفاظ کرام اور ختم نبوت

پہلی آسمانی کتابوں میں سے کوئی کتاب جوں کی توں محفوظ نہیں۔ ان کتب میں سے کسی ایک کا بھی حافظ دنیا میں موجود نہیں۔ جبکہ قرآن مجید جیسے نازل ہوا تھا ویسا ہی قرن اول سے اس وقت تک محفوظ اور موجود ہے۔ اور قیامت تک محفوظ رہے گا۔ دنیا کا کوئی ملک ایسا نہیں جہاں قرآن مجید کے حافظ وقاری نہ ہوں اسلامی اور غیر اسلامی ممالک میں ایک ایک شہر میں ہزاروں حفاظ کا موجود ہونا کسی پر مخفی نہیں۔ آپ نے توجہ فرمائی کہ یہ کیوں ہے؟ اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ تمام سابقہ کتب اور وحی محدود وقت کے لئے تھیں۔ اس لئے قدرت نے ان کے محفوظ کرنے کا کوئی اہتمام نہیں فرمایا۔ مگر قرآن مجید آخری وحی اور آخری کتاب ہے تو قدرت نے اس کی حفاظت کا ذمہ خود اٹھایا۔ لاکھوں علماء اور مفسرین، اس کے ترجمہ اور معانی کی حفاظت کے لئے، لاکھوں قراء اس کے تلفظ اور لہجہ کی حفاظت کے لئے، لاکھوں حفاظ اس کے متن کی حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں پیدا فرمائے۔ اور قیامت تک یوں حفاظت

قرآن کا سلسلہ چلتا رہے گا۔ اس اعتبار سے دیکھا جائے تو مسجد نبوی کے اصحاب صفہ سے لیکر دنیا بھر کا ہر مدرسہ اور ہر حافظ ختم نبوت کی دلیل ہے۔

تبلیغ اسلام اور ختم نبوت

پہلے ادیان کی نشرو اشاعت ترویج و تشریح کیلئے انبیاء علیہم السلام تشریف لاتے تھے۔ تبلیغ دین کا کام انبیاء کے ذمہ تھا۔ آپ ﷺ کی ذات پر اللہ رب العزت نے نبوت کا سلسلہ ختم فرما دیا تو اب دین کی اشاعت کا جو کام انبیاء کو کرنا تھا وہ امت کے ذمہ لگا دیا۔ ختم نبوت کے صدقہ میں امت کو تبلیغ دین اور اشاعت کا کام ملا اس نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو دنیا میں ہر تبلیغی بھائی ختم نبوت کی دلیل ہے۔

قارئین کرام! عالم ارواح ہو یا عالم دنیا، عالم برزخ ہو یا عالم آخرت، سیدنا آدم علیہ السلام کی خلقت یا آپ ﷺ کی بعثت، معراج مبارک کا سفر ہو یا حجۃ الوداع، مساجد ہوں یا مدارس، تبلیغ دین ہو یا تعلیم قرآن، غرض اول سے اخیر تک آفاق سے افلاک تک ہر دور میں ختم نبوت کی صداقتیں اور بہاریں نظر آتی ہیں۔

آئیے! اب ختم نبوت کے مسئلہ کو سمجھنے کے لئے قرآن و سنت کے حوالہ سے اگلے سفر کو شروع کریں۔

آیت خاتم النبیین کی تفسیر

”مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ

وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا“ (احزاب-۴۰)

محمد باپ نہیں کسی کا تمہارے مردوں میں سے لیکن رسول ہے اللہ کا اور مہر سب نبیوں پر اور ہے اللہ سب چیزوں کا جاننے والا۔

شان نزول

اس آیت شریفہ کا شان نزول یہ ہے کہ آفتاب نبوت کے طلوع ہونے سے پہلے تمام

عرب جن مضحکہ خیز اور تباہ کن رسومات قبیحہ میں مبتلا تھے ان میں سے ایک رسم یہ بھی تھی کہ متبنی یعنی لیپا لک بیٹے کو تمام احکام و احوال میں حقیقی اور نسبی بیٹا سمجھتے تھے۔ اور اسی کا بیٹا کہہ کر پکارتے تھے۔ اور مرنے کے بعد وراثت، رشتہ نامہ، حلت و حرمت وغیرہ تمام احکام میں حقیقی بیٹا قرار دیتے تھے۔ جس طرح نسبی بیٹے کے مرجانے یا طلاق دینے کے بعد باپ کے لئے بیٹے کی بیوی سے نکاح حرام ہے اسی طرح وہ لیپا لک کی بیوی سے بھی نکاح کو حرام قرار دیتے تھے وغیرہ وغیرہ۔

اسلام جو کہ دنیا میں اسی لئے آیا ہے کہ کفر و ضلالت کی بیہودہ رسوم سے عالم کو پاک کرے۔ اس کا فرض تھا کہ وہ اس رسم کو بھی جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کی فکر کرتا۔ چنانچہ اس نے اس کے لئے دو طریق اختیار کئے۔ ایک قولی اور دوسرا عملی۔ ایک طرف تو یہ اعلان فرمادیا۔

وَمَا جَعَلَ أَدْعِيَاءَ كُمْ أَبْنَاءَ كُمْ ذَلِكَ كُمْ قَوْلُكُمْ بِأَفْوَاهِكُمْ وَاللَّهُ يَقُولُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيلَ أَدْعَوْهُمْ لِأَبْنَاءِ هُمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ .

اور نہیں کیا تمہارے لیپا لکوں کو تمہارے بیٹے، یہ تمہاری بات ہے اپنے منہ کی، اور اللہ کہتا ہے ٹھیک بات اور وہی سمجھاتا ہے راہ، پکارو لیپا لکوں کو ان کے باپ کی طرف نسبت کر کے یہی پورا انصاف ہے اللہ کے یہاں۔ (احزاب ۵۴)

اصل مدعا یہ تھا کہ شرکت نسب اور شرکت وراثت اور احکام حلت و حرمت وغیرہ میں اس کو بیٹا نہ سمجھا جائے۔ لیکن اس خیال کو باطل کرنے کے لئے یہ حکم دیا کہ متبنی یعنی لیپا لک بنانے کی رسم ہی توڑ دی جائے۔ چنانچہ اس آیت میں ارشاد ہو گیا کہ لیپا لک کو اس کے باپ کے نام سے پکارو۔ نزول وحی سے پہلے آنحضرت ﷺ نے حضرت زید بن حارثہؓ کو (جو کہ آپ کے غلام تھے) آزاد فرما کر متبنی بیٹا بنا لیا تھا اور تمام لوگ یہاں تک کہ صحابہ کرام بھی عرب کی قدیم رسم کے مطابق ان کو زید بن محمد کہہ کر پکارتے تھے۔

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جب آیت مذکورہ نازل ہوئی اس وقت سے ہم نے اس طریق کو چھوڑ کر ان کو زید بن حارثہ کہنا شروع کر دیا۔

صحابہ کرام اس آیت کے نازل ہوتے ہی اس رسم قبیح کو خیر باد کہہ چکے تھے۔ لیکن چونکہ کسی رسم و رواج کے خلاف کرنے میں اعزاء و اقارب اور اپنی قوم و قبیلہ کے ہزاروں طعن

و تشنیع کا نشانہ بنا پڑتا ہے جس کا تحمل ہر شخص کو دشوار ہے۔ اس لئے خداوند عالم نے چاہا کہ اس عقیدہ کو اپنے رسول ہی کے ہاتھوں عملًا توڑا جائے۔ چنانچہ حضرت زیدؑ نے اپنی بیوی زینبؑ کو باہمی ناچاقی کی وجہ سے طلاق دے دی تو خداوند عالم نے اپنے رسول ﷺ کو حکم فرمایا کہ ان سے نکاح کر لیں۔ تاکہ اس رسم و عقیدہ کا کلیۃً استیصال ہو جائے۔ چنانچہ ارشاد ہوا۔

”فَلَمَّا قَضَىٰ زَيْدٌ مِنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنَاهَا لِئَلَّا يَكُونَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ

خَرَجٌ فِي أَزْوَاجِ أَدْعِيَائِهِمْ“ (الاحزاب ص ۳۷)

پس جب کہ زیدؑ زینبؑ سے طلاق دے کر فارغ ہو گئے تو ہم نے ان کا نکاح آپ ﷺ سے کر دیا تاکہ مسلمانوں پر اپنے لے پالک کی بیویوں کے بارے میں کوئی تنگی واقع نہ ہو۔

آپ ﷺ نے بامر خداوندی نکاح کیا۔ ادھر جیسا کہ پہلے ہی خیال تھا۔ تمام کفار عرب نے شور مچایا کہ لو اس نبی کو دیکھو کہ اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کر بیٹھے۔ ان لوگوں کے طعنوں اور اعتراضات کے جواب میں آسمان سے یہ آیت نازل ہوئی ”مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ“

جس میں یہ بتا دیا گیا کہ حضرت محمد ﷺ کسی بھی مرد کے نسبى باپ نہیں تو حضرت زیدؑ کے بھی نسبى باپ نہ ہوئے۔ لہذا آپ ﷺ کا ان کی سابقہ بیوی سے نکاح کر لینا بلاشبہ جائز اور مستحسن ہے اور اس بارے میں آپ ﷺ کو مطعون کرنا سراسر نادانی اور حماقت ہے۔

ان کے دعوے کے رد کے لئے اتنا کہہ دینا کافی تھا کہ آپ ﷺ حضرت زیدؑ کے باپ نہیں۔ لیکن خداوند عالم نے ان مطاعن کو مبالغہ کے ساتھ رد کرنے اور بے اصل ثابت کرنے کے لئے اس مضمون کو اس طرح بیان فرمایا کہ یہی نہیں کہ آپ ﷺ زیدؑ کے باپ نہیں۔ بلکہ آپ ﷺ تو کسی بھی مرد کے باپ نہیں۔ پس ایک ایسی ذات پر جس کا کوئی بیٹا ہی موجود نہیں یہ الزام لگانا کہ اس نے اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کر لیا کس قدر ظلم اور کج روی ہے۔

اور اگر کہو کہ آنحضرت ﷺ کے چار فرزند ہوئے ہیں۔ قاسم اور طیب اور طاہر حضرت خدیجہؑ سے اور ابراہیم مارِیہ قبطیہؑ کے بطن سے۔ پھر یہ ارشاد کیسے صحیح ہوگا کہ آپ ﷺ کسی مرد کے باپ نہیں؟

تو اس کا جواب خود قرآن کریم کے الفاظ میں موجود ہے۔ کیونکہ اس میں یہ فرمایا گیا ہے کہ آپ ﷺ کسی مرد کے باپ نہیں اور آپ ﷺ کے چار فرزند بچپن میں ہی وفات پا گئے تھے۔ ان کو مرد کہے جانے کی نوبت ہی نہیں آئی۔ آیت میں ”رَجَالِكُمْ“ کی قید اسی لئے بڑھائی گئی ہیں۔ بالجملہ اس آیت کے نزول کی غرض آنحضرت ﷺ سے کفار و منافقین کے اعتراضات کا اٹھانا اور آپ ﷺ کی برأت اور عظمت شان بیان فرمانا ہے اور یہی آیت کا شان نزول ہے۔ اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے ”وَلَكِنْ رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ“ لیکن رسول ہے اللہ کا اور مہر سب نبیوں پر۔

خاتم النبیین کی قرآنی تفسیر

- اب سب سے پہلے دیکھیں کہ قرآن مجید کی رو سے اس کا کیا ترجمہ و تفسیر کیا جانا چاہئے چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ لفظ ”ختم“ کا مادہ قرآن مجید میں سات مقامات پر استعمال ہوا ہے۔
- ۱- خَتَمَ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ (بقرہ ۷۰)۔ مہر کر دی اللہ نے ان کے دلوں پر۔
 - ۲- خَتَمَ عَلَى قُلُوبِكُمْ (انعام ۱۰۶)۔ اور مہر کر دی تمہارے دلوں پر۔
 - ۳- خَتَمَ عَلَى سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ (الحجہ ۲۳)۔ مہر کر دی اس کے کان پر اور دل پر۔
 - ۴- الْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَى أَفْوَاهِهِمْ، نَبِّئِينَ ۶۵۔ آج ہم مہر لگا دیں گے ان کے منہ پر۔
 - ۵- فَإِنْ يَشَأْ اللَّهُ يُخْتِمُ عَلَى قَلْبِكَ (الشوریٰ ۱۲۳)۔ سو اگر اللہ چاہے مہر کر دے تیرے دل پر۔
 - ۶- رَحِيقٌ مَخْتُومٌ (مطففین ۲۵)۔ مہر لگی ہوئی۔
 - ۷- خَتَامُهُ مُسَكٌ (مطففین ۲۶)۔ جس کی مہر جمتی ہے مشک پر۔

ان ساتوں مقامات کے اول و آخر، سیاق و سباق کو دیکھ لیں ختم کے مادہ کا لفظ جہاں کہیں استعمال ہوا ہے ان تمام مقامات پر بقدر مشترک یہ ہے کہ کسی چیز کو ایسے طور پر بند کرنا۔ اس کی ایسی بندش کرنی کہ باہر سے کوئی چیز اس میں داخل نہ ہو سکے۔ اور اندر سے کوئی سی چیز باہر نہ نکالی جاسکے۔ وہاں پر ختم کا لفظ استعمال ہوا ہے مثلاً پہلی آیت کو دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کافروں کے دلوں پر مہر کر دی۔ کیا معنی؟ کہ کفران کے دلوں سے باہر نہیں نکل سکتا۔ اور باہر سے ایمان آنکے دلوں میں داخل نہیں ہو سکتا۔ تو فرمایا ختم اللہ علی قلوبہم۔

اب زیر بحث آیت خاتم النبیین کا اس قرآنی تفسیر کے اعتبار سے ترجمہ کریں تو اس کا معنی ہوگا کہ رحمت دو عالم ﷺ کی آمد پر حق تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے سلسلہ پر ایسی بندش کر دی، مہر لگا دی کہ اب کسی کو نہ اس سلسلہ سے نکالا جاسکتا ہے اور نہ کسی نئے شخص کو سلسلہ نبوت میں داخل کیا جاسکتا ہے۔ فہو المقصود۔

خاتم النبیین کی نبوی تفسیر

آنحضرت ﷺ نے خاتم النبیین کی تفسیر ”لابسی بعدی“ کے ساتھ وضاحت سے فرمادی۔ آپ ﷺ کی معروف حدیث شریف جس کا آخری جملہ ہے ”انا خاتم النبیین لا نبی بعدی“ اس کا حوالہ اور اس کی وضاحت آگے آرہی ہے سر دست یہاں فریق مخالف کے سامنے اس کے گرو مرزا قادیانی کے ایک حوالہ پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ مرزا لکھتا ہے۔

”قال الله عز وجل ما كان مُحَمَّدًا أَنَا أَخَذَ مِنْ رَجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ، اَلَا تَعْلَمُونَ اَنَّ الرَّبَّ الرَّحِيمَ الْمُتَفَضِّلَ سَمَّى نَبِيَّنَا ﷺ خَاتَمَ الْاَنْبِيَاءِ بِغَيْرِ اسْتِثْنَاءٍ، وَفَسَّرَهُ نَبِيَّنَا فِي قَوْلِهِ لَا نَبِيَّ بَعْدِي بَيَانٍ وَاضِحٍ لِلطَّالِبِينَ . (حملة البشرى ص ۷۲۰ ج ۷)

دیکھئے کس طرح مرزا قادیانی صراحت اور وضاحت کر رہا ہے کہ خاتم النبیین کی تفسیر حضور ﷺ نے واضح بیان کے ساتھ لانی بعدی سے کر دی ہے۔ لیکن حیرت ہے کہ قادیانی گروہ نہ اپنے گرو گھنٹال مرزا کا ترجمہ مانتا ہے اور نہ رحمت دو عالم ﷺ کے ترجمہ و تفسیر کو ماننے کے لئے آمادہ ہے۔ فیہا للعجب !

خاتم النبیین کی تفسیر صحابہ کرام سے

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور تابعین رحمہم اللہ کا مسئلہ ختم نبوت کے متعلق کیا موقف تھا۔ خاتم النبیین کا ان کے نزدیک کیا ترجمہ تھا؟ اس کے لئے مفتی محمد شفیع کی کتاب ختم نبوت کامل کے تیسرے حصہ کا مطالعہ فرمائیں۔ یہاں پر صرف دو صحابہ کرام کی آراء مبارکہ درج کی جاتی ہیں۔ امام ابو جعفر ابن جریر طبریؒ اپنی عظیم الشان تفسیر ص ۱۱ ج ۲۲ میں حضرت قتادہؓ سے خاتم النبیین کی تفسیر میں روایت فرماتے ہیں :

”عن قتادة ولكن رسول الله وخاتم النبیین اُمّی آخرهم“

حضرت قتادہ کا یہ قول شیخ جلال الدین سیوطیؒ نے تفسیر درمنثور میں عبد الرزاق اور عبد
ابن حمید اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم سے بھی نقل کیا ہے۔ (درمنثور ص ۲۰۴ ج ۵)

اس قول نے بھی صاف وہی بتلادیا جو ہم اوپر قرآن عزیز اور احادیث سے نقل کر چکے
ہیں کہ خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کے ہیں۔ کیا اس میں کہیں تشریحی، غیر تشریحی
ظلی، بروزی کی کوئی تفصیل ہے؟ نیز عبد اللہ بن مسعودؓ کی قرأت ہی اس آیت میں ”ولکن
نبیاً ختم النبیین“ ہے جو خود اسی معنی کی طرف ہدایت کرتی ہے جو بیان کئے گئے۔ اور سیوطیؒ
نے درمنثور میں بحوالہ عبد بن حمید حضرت حسنؓ سے نقل کیا ہے۔

”عن الحسن فی قوله وخاتم النبیین قال ختم الله النبیین بمحمد

ﷺ وکان آخر من بُعث“ (درمنثور ص ۲۰۴ ج ۵)

حضرت حسنؓ سے آیت خاتم النبیین کے بارے میں یہ تفسیر نقل کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے
تمام انبیاء علیہم السلام کو محمد ﷺ پر ختم کر دیا اور آپ ﷺ ان رسولوں میں سے آخری ہیں
جو اللہ کی طرف سے مبعوث ہوئے۔

کیا اس جیسی وضاحتوں، صراحتوں کے بعد بھی آیت میں کسی شک یا تاویل کی گنجائش
ہے؟ یا ظلی، بروزی وغیرہ کی تاویل چل سکتی ہے؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔

خاتم النبیین اور اصحاب لغت

خاتم النبیین (”ت“ کی زیر یا زیر) کے معنی کے سلسلہ میں قرآن وحدیث کی
تصریحات اور صحابہ وتابعین اور ائمہ سلف کی شہادتوں سے بھی صرف نظر کر لی جائے اور فیصلہ
صرف لغت عرب پر رکھ دیا جائے۔ تب بھی لغت عرب یہ فیصلہ دیتا ہے کہ آیت مذکورہ کی پہلی
قرأت پردو معنی ہو سکتے ہیں۔ آخر النبیین اور نبیوں کے ختم کرنے والے۔ اور دوسری قرأت
پرایک معنی ہو سکتے ہیں یعنی آخر النبیین۔

لیکن اگر حاصل معنی پر غور کیا جائے تو دونوں کا خلاصہ صرف ایک ہی نکلتا ہے۔ اور
بلحاظ مراد کہا جاسکتا ہے کہ دونوں قرأتوں پر آیت کے معنی لغت یہی ہیں کہ آپ ﷺ سب

انبیاء کے آخر ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ تفسیر روح المعانی میں بقرح موجود ہے۔

”وَالْخَاتَمُ اسْمُ آلَةٍ لِّمَا يُخْتَمُ بِهِ كَالطَّابَعِ لِمَا يُطْبَعُ بِهِ فَمَعْنَى خَاتَمِ

النَّبِيِّينَ الَّذِي خَتَمَ النَّبِيُّونَ بِهِ وَمَا لَهُ آخِرُ النَّبِيِّينَ (روح المعانی ص ۵۹ ج ۷)

اور خاتم بالفتح اسم آلہ کا نام ہے جس سے مہر لگائی جائے۔ پس خاتم النبیین کا معنی یہ ہوں گے ”وہ شخص جس پر انبیاء ختم کئے گئے“ اور اس معنی کا نتیجہ بھی یہی آخر النبیین ہے۔

اور علامہ احمد معروف بہ ملا جیون نے اپنی تفسیر احمدی میں اسی لفظ کے معنی کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے۔

”وَالْمَالُ عَلَى كُلِّ تَوْجِيهِ هُوَ الْمَعْنَى الْآخِرُ وَلِذَا لِكَ فَسَّرَ صَاحِبُ

الْمَدَارِكِ قِرَاءَةَ عَاصِمٍ بِالْآخِرِ وَصَاحِبُ الْبَيْضَاوِيِّ كُلَّ الْقُرَاتَيْنِ

بِالْآخِرِ“

اور نتیجہ دونوں صورتوں میں بالفتح و بالکسر صرف آخر ہی کے معنی ہیں۔ اور اسی لئے صاحب تفسیر مدارک نے قرأت عاصم یعنی بالفتح کی تفسیر آخر کے ساتھ کی ہے اور بیضاوی نے دونوں قرأتوں کی یہی تفسیر کی ہے۔

روح المعانی اور تفسیر احمدی کی ان عبارتوں سے یہ بات بالکل روشن ہو گئی۔ کہ لفظ خاتم کے دو معنی آیت میں بن سکتے ہیں۔ ان کا بھی خلاصہ اور نتیجہ صرف ایک ہی ہے۔ یعنی آخر النبیین اور اسی بنا پر بیضاوی نے دونوں قرأتوں سے ترجمہ میں کوئی فرق نہیں کیا۔ بلکہ دونوں صورتوں میں آخر النبیین تفسیر کی ہے۔

خداوند عالم ائمہ لغت کو جزاء خیر عطا فرمائے کہ انھوں نے صرف اسی پر بس نہیں کی کہ لفظ خاتم کے معنی کو جمع کر دیا۔ بلکہ تصریحاً اس آیت شریفہ کے متعلق جس پر اس وقت ہماری بحث ہے صاف طور پر بتلا دیا کہ تمام معانی میں سے جو لفظ خاتم میں لفظ محتمل ہے اس آیت میں صرف یہی معنی ہو سکتے ہیں کہ آپ ﷺ سب انبیاء کے ختم کرنے والے اور آخری نبی ہیں۔

خداے علیم وخبیر ہی کو معلوم ہے کہ لغت عرب پر آج تک کتنی کتابیں چھوٹی بڑی اور

معتبر وغیر معتبر لکھی گئیں۔ اور کہاں کہاں اور کس صورت میں موجود ہیں۔ ہمیں نہ ان سب کے جمع کرنے کی ضرورت ہے اور نہ یہ کسی بشر کی طاقت ہے۔ بلکہ صرف اُن چند کتابوں سے جو عرب و عجم میں مسلم الثبوت اور قابل استدلال سمجھی جاتی ہیں ”مشتے نمونہ از خروارے“ ہدیہ ناظرین کر کے یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ لفظ خاتم بالفتح اور بالکسر کے معنی میں سے ائمہ لغت نے آیت مذکورہ میں کون سے معنی تحریر کئے ہیں۔

مفردات القرآن

یہ کتاب امام راغب اصفہانیؒ کی وہ عجیب تصنیف ہے کہ اپنی نظیر نہیں رکھتی۔ خاص قرآن کے لغات کو نہایت عجیب انداز سے بیان فرمایا ہے۔ شیخ جلال الدین سیوطیؒ نے اتقان میں فرمایا ہے کہ لغات قرآن میں اس سے بہتر کتاب آج تک تصنیف نہیں ہوئی۔ آیت مذکورہ کے متعلق اس کے الفاظ یہ ہیں۔

”وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَآنَهُ خَتَمَ النَّبُوَّةَ أَيْ تَمَمَّهَا بِمَجِيئِهِ (مفردات راغب ص ۱۴۲)
آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپ ﷺ نے نبوت کو ختم کر دیا یعنی آپ ﷺ نے تشریف لا کر نبوت کو تمام فرمادیا۔

الحکم لا بن سیدہ

عرب کی وہ معتمد کتاب ہے جس کو علامہ سیوطیؒ نے ان معتبرات میں شمار کیا ہے جن پر قرآن کے بارے میں اعتماد کیا جاسکے۔

”وَخَاتَمُ كُلِّ شَيْءٍ وَخَاتَمَتُهُ عَاقِبَتُهُ وَآخِرُهُ“ از لسان العرب -
اور خاتم اور خاتمہ ہر شے کے انجام اور آخر کو کہا جاتا ہے۔

تہذیب الازہری

اس کو بھی سیوطیؒ نے معتبر لغات میں شمار کیا ہے۔ اس میں لکھا ہے۔

”وَالْخَاتِمُ وَالْخَاتِمُ مِنْ أَسْمَاءِ النَّبِيِّ ﷺ وَفِي التَّنْزِيلِ الْعَزِيزِ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ
ای آخرہم“ از لسان العرب

خاتم بالکسر اور خاتم بالفتح دونوں نبی کریم ﷺ کے ناموں میں سے ہیں اور قرآن عزیز میں ہے کہ نہیں ہے محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ لیکن اللہ تعالیٰ کے رسول اور خاتم النبیین یعنی سب نبیوں میں آخری نبی ہیں۔

اس میں کس قدر صراحت کے ساتھ بتلایا گیا کہ خاتم بالکسر اور خاتم بالفتح دونوں آنحضرت ﷺ کے نام ہیں۔ اور قرآن مجید میں خاتم النبیین سے آخر النبیین مراد ہے۔ کیا ائمہ لغت کی اتنی تصریحات کے بعد بھی کوئی منصف اس معنی کے سوا اور کوئی معنی تجویز کر سکتا ہے؟

لسان العرب

لغت کی مقبول کتاب، عرب و عجم میں مستند مانی جاتی ہے۔ اس کی عبارت یہ ہے:

”خَاتِمُهُمْ وَخَاتَمُهُمْ آخِرُهُمْ عَنِ اللَّحْيَانِ وَمُحَمَّدٌ ﷺ خَاتَمُ

الانبياء عليه وعليهم الصلوة والسلام۔

خاتم القوم بالکسر اور خاتم القوم بالفتح کے معنی آخر القوم ہیں اور انھیں معانی پر لحيائی سے نقل کیا جاتا ہے محمد ﷺ خاتم الانبياء یعنی آخر الانبياء ہیں۔

اس میں بھی بوضاحت بتلایا گیا کہ بالکسر کی قرأت پڑھی جائے یا بالفتح کی ہر صورت میں خاتم النبیین اور خاتم الانبياء کے معنی آخر النبیین اور آخر الانبياء ہوں گے۔

لسان العرب کی اس عبارت سے ایک قاعدہ بھی مستفاد ہوتا ہے کہ اگرچہ لفظ خاتم بالفتح اور بالکسر دونوں کے بحیثیت نفس لغت بہت سے معانی ہو سکتے ہیں لیکن جب قوم یا جماعت کی طرف اس کی اضافت کی جاتی ہے تو اس کے معنی صرف آخر اور ختم کرنے والے کے ہوتے ہیں۔ غالباً اسی قاعدہ کی طرف اشارہ کرنے کے لئے لفظ خاتم کو تنہا نہیں۔ بلکہ قوم اور جماعت کی ضمیر کی طرف اضافت کے ساتھ بیان کیا ہے۔

لغت عرب کے تتبع (تلاش) کرنے سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ لفظ خاتم بالکسر یا بالفتح جب کسی قوم یا جماعت کی طرف مضاف ہو تو اس کے معنی آخر ہی کے ہوتے ہیں۔ آیت مذکورہ میں بھی خاتم کی اضافت جماعت ”نبیین“ کی طرف ہے۔ اسی لئے اس کے معنی آخر النبیین اور نبیوں کے ختم کرنے والے کے علاوہ اور کچھ نہیں ہو سکتے۔ اس قاعدہ کی تائید تاج العروس شرح قاموس سے بھی ہوتی ہے۔ وهو هذا۔

تاج العروس

تاج العروس شرح قاموس (للعلاء الزبیدی) نے لویانی سے نقل کیا ہے رحمۃ اللہ علیہ
 ”ومن اسمائه عليه السلام الخاتم والخاتم وهو الذي ختم النبوة بمجيئه“
 اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء مبارکہ میں سے خاتم بالکسر اور خاتم بالفتح بھی ہے
 اور خاتم وہ شخص ہے جس نے اپنے تشریف لانے سے نبوت کو ختم کر دیا ہو۔

مجمع البحار

جس میں لغات حدیث کو معتد طریق سے جمع کیا گیا ہے۔ اس کی عبارت درج ذیل ہے۔
 ”الخاتم والخاتم من اسمائه صلی اللہ علیہ وسلم بالفتح اسم ای آخرهم وبالکسر
 اسم فاعل۔ (مجمع البحار ص ۱۵ ج ۲)

خاتم بالفتح اور خاتم بالکسر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموں میں سے ہے۔ بالفتح اسم ہے جس
 کے معنی آخر کے ہیں۔ اور بالکسر اسم فاعل کا صیغہ ہے جس کے معنی تمام کرنے
 والے کے ہیں۔

”خاتم النبوة بكسر التاء ای فاعل الختم وهو الاتمام وفتحها بمعنى
 الطابع ای شيء يذُلُّ على أنه لا نبي بعده۔ (مجمع البحار ص ۱۵ ج ۳)
 خاتم النبوة ”تا“ کے کسرہ کیساتھ بمعنی تمام کرنے والا اور ”ت“ کے فتح کیساتھ
 بمعنی مہر یعنی وہ شے جو اس پر دلالت کرے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

قاموس میں ہے

”والخاتم آخر القوم کا لخاتم ومنه قوله تعالى وخاتم النبيين ای آخرهم
 اور خاتم بالکسر اور بالفتح قوم میں سب سے آخر کو کہا جاتا ہے اور اسی معنی میں
 ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد خاتم النبيين یعنی آخر النبيين۔

اس میں لفظ قوم بڑھا کر قاعدہ مذکورہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ نیز مسئلہ زیر بحث کا
 بھی نہایت وضاحت کے ساتھ فیصلہ کر دیا ہے۔

کلیات ابی البقاء

لغت عرب کی مشہور و معتمد کتاب ہے اس میں مسئلہ زیر بحث کو سب سے زیادہ واضح کر دیا ہے۔ ص ۳۱۹ پر ملاحظہ ہو:

وتسمية نبينا خاتم الانبياء لان الخاتم آخر القوم قال الله تعالى ما كان محمدا با احد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين .

اور ہمارے نبی ﷺ کا نام خاتم الانبیاء اس لئے رکھا گیا کہ خاتم آخر قوم کو کہتے ہیں۔ (اور اسی معنی میں) خداوند عالم نے فرمایا ہے ما کان محمد الا یہ۔

اس میں نہایت صاف کر دیا گیا ہے کہ آپ ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور خاتم النبیین نام رکھنے کی وجہ ہی یہ ہے کہ ”خاتم“ خاتم القوم کو کہا جاتا ہے اور آپ ﷺ آخر النبیین ہیں۔ نیز ابوالبقاء نے اس کے بعد کہا ہے کہ۔

”و نفی العام يستلزم نفی الاخص“ اور عام کی نفی خاص کی نفی کو بھی مستلزم ہے جس کی غرض یہ ہے کہ نبی عام ہے۔ تشریحی ہو یا غیر تشریحی۔ رسول خاص تشریحی کے لئے بولا جاتا ہے۔ اور آیت میں جبکہ عام یعنی نبی کی نفی کر دی گئی تو خاص یعنی رسول کی بھی نفی ہونا لازمی ہے۔ لہذا معلوم ہوا کہ اس آیت سے تشریحی اور غیر تشریحی ہر قسم کے نبی کا اختتام اور آپ ﷺ کے بعد پیدا ہونے کی نفی ثابت ہوتی ہے۔ جو لوگ آیت میں تشریحی اور غیر تشریحی کی تقسیم گھڑتے ہیں علامہ ابوالبقاء نے پہلے ہی سے ان کے لئے رد تیار رکھا ہے۔

صحاح العربیۃ للجوہری

جس کی شہرت محتاج بیان نہیں۔ اس کی عبارت یہ ہے

”والخاتم والخاتم بكسر التاء وفتحها الخِتَامُ والخِتام كله بمعنى والجمع الخواتيم وخاتمة الشيء آخره ومحمد ﷺ خاتم الانبياء عليهم السلام .

اور خاتم اور خاتم ”ت“ کے زیر اور زبردنوں سے اور ایسے ہی خیتام اور خاتام سب کے معنی ایک ہیں۔ اور جمع خواتیم آتی ہے اور خاتمہ کے معنی آخر کے ہیں

اور اسی معنی میں محمد ﷺ کو خاتم الانبیاء علیہم السلام کہا جاتا ہے۔
اس میں تصریح کر دی گئی ہے کہ خاتم اور خاتم بالکسر و بالفتح دونوں کے ایک معنی ہیں۔
یعنی آخر قوم۔

منتہی الارب

میں خاتم کے متعلق لکھا ہے ”خاتم کصاحب المہر و انگشتی و آخر ہر چیزے
و پایاں آں و آخر قوم و خاتم بالفتح مثله و محمد خاتم الانبیاء ﷺ و علیہم اجمعین“
صراح

میں لکھا ہے ”خاتمة الشیء آخره و محمد خاتم الانبیاء بالفتح صلوات
اللہ علیہ و علیہم اجمعین“
خاتمہ شے کے معنی آخر شے کے ہیں اور اسی معنی میں محمد ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔

لغت عرب کے غیر محدود دفتر میں سے یہ ائمہ لغت کے چند اقوال بطور نمونہ پیش کئے
گئے ہیں۔ جن سے انشاء اللہ تعالیٰ ناظرین کو یقین ہو گیا ہوگا کہ از روئے لغت عرب آیت
مذکورہ میں خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتے۔ اور لفظ خاتم کے
معنی آیت میں آخر اور ختم کرنے والے کے علاوہ ہرگز مراد نہیں بن سکتے۔

یہاں تک بحمد اللہ یہ بات بالکل روشن ہو چکی ہے کہ آیت مذکورہ میں خاتم بالفتح اور
بالکسر کے حقیقی معنی صرف دو ہو سکتے ہیں۔ اور اگر بالفرض مجازی معنی بھی مراد لئے جائیں تو
اگرچہ اس جگہ حقیقی معنی کے درست ہوتے ہوئے اس کی ضرورت نہیں لیکن بالفرض اگر ہوں
تب بھی خاتم کے معنی مہر کے ہونگے۔ اور اس وقت آیت کے معنی یہ ہونگے کہ آپ ﷺ
انبیاء پر مہر کرنے والے ہیں۔

۱۔ قادیانی اس موقع پر مغالطہ دیتے ہیں کہ خاتم ت کے فتح کے ساتھ کے معنی ختم کرنے والا نہیں ہو سکتے۔ کیوں کہ یہ
اسم فاعل نہیں ہے چونکہ فتح کے ساتھ ہے اس لئے اس کے معنی ”افضل“ کے ہونگے۔ الجواب۔ زبان عرب کے جملہ محققین
میں سے کسی ایک نے بھی لفظ خاتم کا معنی افضل نہیں لکھا۔ خواہ ت کے زبر کے ساتھ ہو یا زیر کے ساتھ چونکہ قادیانی اپنی
نادانی اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے بعض عبارتوں اور ردایتوں میں لفظ خاتم کا ترجمہ ”افضل“ بیان کر کے۔ مغالطہ دیتے ہیں، اس
لئے محققین زبان نے زیر بحث آیت میں بوضاحت زیر اور زبر دونوں کا معنی ”آخر“ اور ختم کرنے والا بیان کر کے،
مرزا نیوں کے منہ پر ایک زنا نے دارطمانچہ رسید کیا ہے۔

خاتم النبیین اور قادیانی جماعت

قرآن و سنت صحابہ کرامؓ اور اصحاب لغت کی لفظ خاتم النبیین کی وضاحت کے بعد اب قادیانی جماعت کے موقف کو دیکھیں۔ ان کا کہنا یہ ہے کہ خاتم النبیین کا معنی ”نبیوں کی مہر“ کے ہیں یعنی پہلے اللہ تعالیٰ نبوت عنایت فرماتے تھے، اب اللہ تعالیٰ کی مرضی کا دخل نہیں بلکہ حضور ﷺ کی اتباع ادخل ہے اب آنحضرت کی اتباع سے نبوت ملا کرے گی، جو شخص حضورؐ کی کامل اتباع کرے گا آپؐ اس پر مہر لگا دیں گے۔ تو وہ نبی بن جائے گا۔

ہمارے نزدیک قادیانی جماعت کا یہ موقف سراسر فاسد، باطل، بیدینی، تحریف و جعل و افتراء، کذب و جعل سازی پر مبنی ہے حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نے اس موقع پر کیا خوب چیلنج کیا، آپ فرماتے ہیں:

”اگر مرزا صاحب اور انکی امت کوئی صداقت رکھتے ہیں تو لغت عرب اور قواعد عربیت سے ثابت کریں کہ خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ آپ ﷺ کی مہر سے انبیاء بنتے ہیں۔ لغت عرب کے طویل و عریض دفتر میں سے زائد نہیں صرف ایک نظیر اس کی پیش کر دیں، یا کسی ایک لغوی اہل عربیت کے قول میں یہ معنی دکھلا دیں۔ اور مجھے یقین ہے کہ ساری مرزائی جماعت مع اپنے نبی اور این نبی کے اس کی ایک نظیر کلام عرب یا اقوال لغویین میں نہ دکھاسکیں گے“ (ختم نبوت کامل)

خود مرزا صاحب نے (اپنی کتاب برکات الدعا، در روحانی خزائن ص ۱۷، ۱۸، ج ۶ میں) جو تفسیر قرآن کے معیار میں سب سے پہلے نمبر پر قرآن مجید کو اور دوسرے پر احادیث نبی کریم اور تیسرے پر اقوال صحابہ کرامؓ کو رکھا ہے، اگر یہ صرف ہاتھی کے دکھانے کے دانت نہیں تو خدا را خاتم النبیین کی اس تفسیر کو قرآن کی کسی ایک آیت میں دکھلائیں۔ اور اگر یہ نہیں ہو سکتا تو

احادیث نبویہ کے اتنے وسیع و عریض دفتر میں ہی کسی ایک حدیث میں یہ تفسیر دکھلائیں۔ پھر ہم یہ بھی نہیں کہتے کہ صحیحین کی حدیث ہو یا صحاح ستہ کی بلکہ کسی ضعیف سے ضعیف میں دکھلا دو کہ نبی کریم ﷺ نے خاتم النبیین کے یہ معنی بتلائے ہوں کہ آپ کی مہر سے انبیاء بنتے ہیں۔ اور اگر یہ بھی نہیں ہو سکتا (اور ہرگز نہ ہو سکے گا) تو کم از کم کسی صحابی کسی تابعی کا قول ہی پیش کرو جس میں خاتم النبیین کے یہ معنی بیان کیے ہوں، لیکن مجھے معلوم ہے۔ نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

مرزائیوں کو کھلا چیلنج

اے مرزائی جماعت اور اس کے مقتدر ارکان! اگر تمہارے دعوے میں کوئی صداقت کی ہو اور قلب میں کوئی غیرت ہے تو اپنی ایجاد کردہ تفسیر کا کوئی شاہد پیش کرو۔ اس کی کوئی نظیر پیش کرو! اور اگر ساری جماعت مل کر قرآن کے تیس پاروں میں سے کسی ایک آیت میں، احادیث کے غیر محصور دفتر میں سے کسی ایک حدیث میں اگرچہ ضعیف ہی ہو، صحابہ کرام و تابعین کے بے شمار آثار میں سے کسی ایک قول میں یہ دکھلا دے کہ خاتم النبیین کے یہ معنی ہیں کہ آپ کی مہر سے انبیاء بنتے ہیں تو وہ نقد انعام وصول کر سکتے ہیں

صلائے عام ہے یاران نکتہ واں کے لئے

لیکن میں بحول اللہ وقوتہ اعلاناً کہہ سکتا ہوں کہ اگر مرزا صاحب اور ان کی ساری امت مل کر ایڑی چوٹی کا زور لگائیں گے تب بھی ان میں سے کوئی ایک چیز پیش نہ کر سکیں گے "وَلَوْ كُنَّا بُغْضُهُمْ لَبَغِضُوهُمْ أَفْوَاجًا" بلکہ اگر کوئی دیکھنے والی آنکھیں اور سننے والے کان رکھتا ہے تو قرآن عزیز کی نصوص اور احادیث نبویہ کی تصریحات اور صحابہ کرام اور تابعین کے صاف صاف آثار و سلف صالحین اور ائمہ تفسیر کے کھلے کھلے بیانات اور لغت عرب اور قواعد عربیت کا واضح فیصلہ، سب کے سب اس تحریف کی تردید کرتے ہیں۔ اور اعلان کرتے ہیں کہ آیت خاتم النبیین کے وہ معنی جو مرزائی فرقہ نے گھڑے ہیں باطل ہیں۔

۱۔ یاد رکھئے مرزا کا اصول ہے "ج کی یہی نشانی ہے کہ اسکی کوئی نظیر بھی ہوتی ہے اور جھوٹ کی یہ نشانی ہے کہ اسکی کوئی نظیر نہیں ہوتی (خ ص ۹۵ ج ۱) لہذا مرزا کا من گھڑت معنی اسکے اصول کے مطابق غلط ہے تا آنکہ کوئی نظیر پیش کرے۔

قادیانی ترجمہ کے وجوہ ابطال

نمبر ۱- اول اس لئے کہ یہ معنی محاورات عرب کے بالکل خلاف ہیں ورنہ لازم آئے گا کہ خاتم القوم اور آخر القوم کے بھی یہی معنی ہوں کہ اس کی مہر سے قوم بنتی ہے اور خاتم المہاجرین کے یہ معنی ہوں کہ اس کی مہر سے مہاجرین بنتے ہیں۔

نمبر ۲- خود مرزا غلام احمد قادیانی نے خاتم النبیین کا معنی کیا ہے۔

”اور ختم کرنے والا ہے نبیوں کا“ (ازالہ ابہام ص ۴۳۱ ج ۳)

نمبر ۳- مرزا قادیانی نے اپنی تحریروں میں مختلف مقامات پر لفظ خاتم کو جمع کی طرف مضاف کیا ہے ملاحظہ فرمائیے اس کی ایک مثال۔

”میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی جس کا نام جنت تھا اور پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد اسکے میں نکلا تھا اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکی یا لڑکا نہیں ہوا۔ اور میں ان کے لئے خاتم الاولاد تھا“ (تریق القلوب ص ۴۷۹ ج ۱۵)

اگر خاتم الاولاد کا ترجمہ ہے کہ مرزا اپنے ماں باپ کے ہاں آخری ولد تھا مرزا کے بعد اسکے ماں باپ کے یہاں کوئی لڑکی یا لڑکا، صحیح یا بیمار، چھوٹا یا بڑا، ظلی، بروزی کسی قسم کا پیدا نہیں ہوا تو خاتم النبیین کا بھی یہی ترجمہ ہوگا کہ رحمت دو عالم ﷺ کے بعد کوئی ظلی بروزی مستقل غیر مستقل کسی قسم کا کوئی نبی نہیں بنایا جائے گا۔

اور اگر خاتم النبیین کا معنی ہے کہ حضور ﷺ کی مہر سے نبی بنیں گے تو خاتم الاولاد کا بھی یہی ترجمہ مرزائیوں کو کرنا ہوگا کہ مرزا کی مہر سے مرزا کے والدین کے ہاں بچے پیدا ہوں گے۔ اس صورت میں مرزا کے بعد مرزا کا باپ فارغ۔ اب مرزا صاحب مہر لگاتے جائیں گے اور مرزا صاحب کی ماں نے بچے جنتی چلی جائے گی۔ ہے ہمت تو کریں مرزائی یہ ترجمہ۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں

۱۔ مرزائی امت کے بعض جہلچلچلیں دیا کرتے ہیں کہ ”عربی زبان کا کوئی مستعمل محاورہ پیش کیا جائے جس میں ”خاتم“ کسی جمع کے صیغہ کی طرف مضاف ہوا ہو اور پھر اس کے معنی بند کرنے والے کے ہوں۔ انھیں چاہئے کہ مرزا کی تحریروں کے آئینہ میں اپنا منہ دیکھیں اور پہلے اپنی اصلاح کریں یا پھر اپنے جھوٹے نبی کی! الفتین، محمد شین اور مفسرین سے قطع نظر خود مرزا سے خدائے کار ساز نے آیت اور محاورہ دونوں طور پر لفظ خاتم کا استعمال کرا دیا ہے، جس کے معنی آخر کے ہی بنتے ہیں۔ فلاح

نمبر ۴:- پھر قادیانی جماعت کا موقف یہ ہے کہ رحمت دو عالم ﷺ سے لیکر مرزا قادیانی تک کوئی نبی نہیں بنا خود مرزا نے لکھا حقیقت الوحی خ ص ۲۰۶ ج ۲۲ پر ہے:

”غرض اس حصہ کثیر وحی الہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں انکو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں“

اس عبارت سے یہ ثابت ہوا کہ چودہ سو سال میں صرف مرزا کو ہی نبوت ملی اور پھر مرزا کے بعد قادیانیوں میں خلافت نام نہاد ہے نبوت نہیں اس لحاظ سے بقول قادیانیوں کے حضور ﷺ کی مہر سے صرف مرزا ہی نبی بنا تو گویا حضور خاتم النبیین ہوئے خاتم النبیین نہ ہوئے، چنانچہ مرزا محمود نے لکھا ہے:

”ایک بروز محمدی جمیع کمالات محمدیہ کے ساتھ آخری زمانہ کے لئے مقدر تھا سو وہ ظاہر ہو گیا“ (ضمیمہ حقیقت المنبت ص ۲۶۸)

نمبر ۵:- خاتم النبیین کے معنی اگر نبیوں کی مہر لیا جائے اور حضور ﷺ کی مہر سے نبی بننے مراد لئے جائیں تو آپ آئندہ کے نبیوں کے لئے خاتم ہوئے سیدنا آدم علیہ السلام سے لیکر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تک کے لئے آپ ﷺ خاتم النبیین نہ ہوئے اس اعتبار سے یہ بات قرآنی منشاء کے صاف صاف خلاف ہے۔

نمبر ۶:- مرزا غلام احمد قادیانی نے رحمت دو عالم ﷺ کی اتباع کی تو نبی بن گیا، یہ ہے خاتم النبیین کا قادیانی معنی۔ یہ اس لحاظ سے بھی غلط ہے کہ خود مرزا قادیانی لکھتا ہے:

”اب میں ہو جب آیہ کریمہ واما بنعمۃ ربک فحدث اپنی نسبت بیان کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اُس تیسرے درجہ میں داخل کر کے وہ نعمت بخشی ہے کہ جو میری کوشش سے نہیں بلکہ شکم مادر میں ہی مجھے عطا کی گئی ہے“

لیجئے! خاتم النبیین کا معنی نبیوں کی مہر۔ وہ لگے گی اتباع کرنے سے۔ وہ صرف مرزا پر لگی۔ اس لئے آپ خاتم النبی ہوئے۔ اب اس حوالہ میں مرزا نے کہہ دیا کہ جناب اتباع سے نہیں بلکہ شکم مادر میں مجھے یہ نعمت ملی۔ تو گویا خاتم النبیین کی مہر سے آج تک کوئی نبی نہیں بنا تو خاتم النبیین کا معنی نبیوں کی مہر کرنے کا کیا فائدہ ہوا؟

قادیانیوں سے ایک سوال

ایک دفعہ مناظرہ میں فقیر نے ایک قادیانی سے سوال کیا کہ اگر آنحضرت ﷺ کی اتباع سے نبوت مل سکتی ہے تو آنحضرت ﷺ کی اتباع سے نجات بھی مل سکتی ہے یا نہیں؟ قادیانی نے کہا ہو سکتی ہے۔ تو میں نے کہا جب آنحضرت ﷺ کی اتباع سے نجات ہو سکتی ہے تو پھر مرزا کو ماننے کی کیا ضرورت ہے؟ وہ چکرا گیا اور کہنے لگا نہیں ہو سکتی، تو میں نے کہا مرزا اگر حضور کی اتباع کرے تو نبوت اسے مل جائے۔ اور امت محمدیہ اگر حضور کی اتباع کرے تو نجات بھی نہ ہو! فُهِتَ الذِّیْ کَفَرَ۔

ختم نبوت اور احادیث نبویہ متواترہ

آنحضرت ﷺ نے متواتر احادیث میں اپنے خاتم النبیین ہونے کا اعلان فرمایا اور ختم نبوت کی ایسی تشریح بھی فرمادی کہ اسکے بعد آپ کے آخری نبی ہونے میں کسی شک و شبہ اور تاویل کی گنجائش نہیں رہی۔ متعدد اکابر نے احادیث ختم نبوت کے متواتر ہونے کی تصریح کی ہے۔ چنانچہ حافظ ابن حزم طاہری لکھتے ہیں:

وقد صح عن رسول الله ﷺ بنقل الكواف التي نقلت نبوته واعلامه

و كتابه انه اخبر انه لا نبی بعده؛

وہ تمام حضرات جنہوں نے آنحضرت ﷺ کی نبوت، آپ کے معجزات اور آپ کی کتاب (قرآن مجید) کو نقل کیا ہے۔ انہوں نے یہ بھی نقل کیا ہے کہ آپ نے یہ خبر دی تھی

کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ (کتاب الفضل ص ۷۷ ج ۱)

حافظ ابن کثیر آیت خاتم النبیین کے تحت لکھتے ہیں:

وبذا لک وردت الاحادیث المتواترة عن رسول الله ﷺ من حدیث
جماعة من الصحابة

اور ختم نبوتؐ پر آنحضرتؐ سے احادیث متواترہ وارد ہوئی ہیں جن کو صحابہ کرامؓ کی ایک

بڑی جماعت نے بیان فرمایا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر ص ۴۹۳ ج ۳)

اور علامہ سید محمد آلوسی، زیر آیت خاتم النبیین لکھتے ہیں۔

”وكونه ﷺ خاتم النبیین مما نطق به الكتاب وصدعت به السنة
واجمعت عليه الامة فيكفر مدعى خلافه ويقتل ان اصر.

اور آنحضرت ﷺ کا خاتم النبیین ہونا ایسی حقیقت ہے جس پر قرآن ناطق ہے،

احادیث نبویہ نے جس کو واشگاف طور پر بیان فرمایا ہے، اور امت نے جس پر اجماع کیا

ہے، پس جو شخص اسکے خلاف کا مدعی ہو، اسکو کافر قرار دیا جائیگا اور اگر اس پر اصرار کرے تو

اس کو قتل کیا جائے گا۔ (روح المعانی ص ۴۱ ج ۲۲)

پس عقیدہ ختم نبوتؐ جس طرح قرآن کریم کے نصوص قطعیہ سے ثابت ہے، اسی طرح

آنحضرت ﷺ کے احادیث متواترہ سے بھی ثابت ہے۔ یہاں اختصار کے پیش نظر چند

احادیث ذکر کی جاتی ہیں۔

حدیث نمبر ۱

عن ابی ہریرۃؓ أن رسول الله ﷺ قال إن مثلي ومثل الانبياء من قبلي

كمثل رجل بنى بيتاً فأحسنه وأجمله إلا موضع لبنة من زاوية فجعل الناس

يطوفون به ويتعجبون له ويقولون هلا وضعت هذه اللبنة قال فانا اللبنة وانا خاتم

النبیین: (بخاری کتاب المناقب ص ۵۰۱ ج ۱، مسلم ص ۲۳۸ ج ۲)

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری اور مجھ

سے پہلے انبیاء کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص نے بہت ہی حسین و جمیل محل بنایا مگر اسکے کونے

میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی، لوگ اسکے گرد گھومنے اور عیش عیش کرنے لگے اور یہ کہنے لگے کہ یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ لگا دی گئی؟ آپ ﷺ نے فرمایا میں وہی۔ (کونے کی آخری اینٹ ہوں اور میں نبیوں کو ختم کرنے والا ہوں)۔

اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے ختم نبوت کی ایک محسوس مثال بیان فرمادی ہے اور اہل عقل جانتے ہیں کہ محسوسات میں کسی تاویل کی گنجائش نہیں ہوتی۔

حدیث نمبر ۲

عن ابی ہریرۃؓ ان رسول اللہ ﷺ قال فضلت علی الانبیاء بست اعطیت جوامع الکلم ونصرت بالرعب واحلت لی الغنائم وجعلت لی الارض طهورا ومسجدا وارسلت الی الخلق كافة وختم بی النبیون (صحیح مسلم ص ۱۹۹ ج ۱ مشکوٰۃ ص ۱۲)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے چھ چیزوں میں انبیا کرام پر فضیلت دی گئی ہے (۱) مجھے جامع کلمات عطا کئے گئے ہیں (۲) رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے (۳) مال غنیمت میرے لئے حلال کر دیا گیا ہے (۴) روئے زمین کو میرے لئے مسجد اور پاک کرنے والی چیز بنا دیا گیا ہے (۵) مجھے تمام مخلوق کی طرف مبعوث کیا گیا ہے (۶) مجھ پر تمام نبیوں کا سلسلہ ختم کر دیا گیا ہے۔

اس مضمون کی ایک حدیث صحیحین میں حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں۔ اس کے آخر میں ہے ”وکان النبی یبعث الی قومہ خاصۃ وبعثت الی الناس عامۃ“ (مشکوٰۃ ص ۵۱۲) پہلے انبیا کو خاص انکی قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا اور مجھے تمام انسانوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہے۔

یہ حدیث حضرت ابوہریرہؓ کے علاوہ مندرجہ ذیل صحابہ کرام سے بھی مروی ہے (۱)۔ حضرت جابر بن عبد اللہ کے الفاظ صحیح مسلم میں اس طرح ہیں ”قال رسول اللہ ﷺ فانا موضع اللبنة جنت فتمت الانبیاء“ منہ احمد ص ۳۶۱ ج ۳۔ بخاری ص ۵۰۱ ج ۱۔ مسلم ص ۱۳۸ ج ۲۔ ترمذی ص ۱۰۹ ج ۱ (۲)۔ حضرت ابی ابن کعب کے الفاظ یہ ہیں: مثلی فی النبیین کمثل رجل بنی دارا فاحسنها واکملها واجملها وترك منها موضع لبنة فجعل الناس یطوفون بالبناء ویعجبون منه ویقولون لو تم موضع تلك اللبنة، وانا فی النبیین موضع تلك اللبنة. (قال الترمذی هذا حدیث حسن صحیح غریب) ص ۲۰۱ ج ۲۔ منہ احمد ص ۱۳۷ ج ۵ (۳)۔ حضرت ابوسعید خدریؓ سے منہ احمد میں حدیث کے یہ الفاظ منقول ہیں۔ مثلی ومثل النبیین من قبلی کمثل رجل بنی دارا فاتمها الالبنة واحذت، فتمت انافتمت تلك اللبنة. منہ احمد ص ۹ ج ۳ واللفظ لہ۔ مسلم ص ۲۴۸ ج ۱۔ جامع الاسول ص ۵۲۹ ج ۸

حدیث نمبر ۳

عن سعد بن ابی وقاص قال قال رسول اللہ ﷺ لِعَلِيٍّ اَنْتَ مِنْيْ بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى اِلَّا اَنْهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي ' وفی روایۃ ، انه لانبوة بعدی (مسلم ج ۲۸ ص ۲۷)
سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؑ سے فرمایا: تم مجھ سے وہی نسبت رکھتے ہو جو ہارون کو موسیٰ علیہ السلام سے تھی مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں اور مسلم کی ایک اور روایت میں ہیکہ میرے بعد نبوت نہیں۔

واضح رہے کہ جو حدیث دس سے زیادہ صحابہ کرام سے مروی ہو حضرات محدثین اسے احادیث متواترہ میں شمار کرتے ہیں۔ چونکہ یہ حدیث دس سے زیادہ صحابہ سے مروی ہے اسلئے مسند الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے اسے حدیث متواتر میں شمار کیا ہے!
حضرت شاہ صاحب ”ازالۃ الخفا“ میں ”ماثر علیؑ“ کے تحت لکھتے ہیں:

”فمن التواتر انت منی بمنزلۃ ہارون من موسی“ (ص ۴۴۴ ج ۴ مترجم)
متواتر احادیث میں سے ایک حدیث یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؑ سے فرمایا ”تم مجھ سے وہی نسبت رکھتے ہو جو ہارون کو موسیٰ علیہ السلام سے تھی۔“

حدیث نمبر ۴

”عن ابی ہریرۃؓ یُحَدِّثُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ کَانَ بَنُو اِسْرَآئِیْلَ تَسُوْسُهُمُ الْاَنْبِیَاءُ کُلُّمَا هَلَکَ نَبِیٌّ خَلَفَهُ نَبِیٌّ وَاِنَّ لَانَبی بَعْدِی وَسیکون خلفاء فیکثرون
(بخاری ص ۴۹۱ ج ۱)

۱۔ چند صحابہ کے نام حسب ذیل ہیں (۱) حضرت جابر بن عبد اللہؓ (مسند احمد ص ۳۳۸ ج ۳، ترمذی ص ۲۱۴ ج ۲، ابن ماجہ ص ۱۲) (۲) حضرت عمرؓ (کنز العمال ص ۶۰۷ ج ۱۱ حدیث نمبر ۳۲۹۳۳) (۳) حضرت علیؓ (کنز ص ۱۵۸ ج ۱۳ حدیث نمبر ۳۶۳۸۸ ج ۳، مجمع الزوائد ص ۱۱۰ ج ۹) (۴) اسامہ بنت عیسٰیؓ (مسند احمد ص ۴۳۸ ج ۶، مجمع ص ۱۰۹ ج ۹، کنز ص ۶۰۷ ج ۱۱ حدیث نمبر ۳۲۹۳۷) (۵) ابوسعید خدریؓ (کنز ص ۶۰۳ ج ۱۱ حدیث نمبر ۳۲۱۹۱۵ ج ۳، مجمع الزوائد ص ۱۰۹ ج ۹) (۶) ابو ایوب انصاریؓ (مجمع الزوائد ص ۱۱۱ ج ۹) (۷) جابر بن سمرہؓ (ایضاً ص ۱۱۰ ج ۹) (۸) ام سلمہؓ (ایضاً ص ۱۰۹ ج ۹) (۹) براء بن عازبؓ (ایضاً ص ۱۱۱ ج ۹) (۱۰) زید بن ارقمؓ (ایضاً ص ۱۱۱ ج ۹) (۱۱) عبد اللہ بن عمرؓ (ایضاً ص ۱۱۰ ج ۹، خصائص کبریٰ سیوطی ص ۲۳۹ ج ۲) (۱۲) حبشی بن جنادہؓ (کنز ص ۱۹۲ ج ۱۳ حدیث نمبر ۳۶۵۷۷ ج ۳، مجمع ص ۱۰۹ ج ۹) (۱۳) مالک بن حسن بن حویرثؓ (کنز ص ۶۰۶ ج ۱۱ حدیث نمبر ۳۲۹۳۲) (۱۴) زید بن ابی اوفیؓ (کنز ص ۱۰۵ ج ۱۳ حدیث نمبر ۳۶۳۴۵)

حضرت ابوہریرہؓ رسول اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کی قیادت خود ان کے انبیاء کیا کرتے تھے جب کسی نبی کی وفات ہوتی تھی تو دوسرا نبی اسکی جگہ آجاتا تھا لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں البتہ خلفا ہونگے اور بہت ہونگے۔
بنی اسرائیل میں غیر تشریحی انبیاء آتے تھے جو موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کی تجدید کرتے تھے مگر آنحضرت ﷺ کے بعد ایسے انبیاء کی آمد بھی بند ہے۔

حدیث نمبر ۵

”عن ثوبانؓ قال قال رسول اللہ ﷺ انه سيكون في امتي كذابون ثلاثون كلهم يزعم انه نبي وانا خاتم النبيين لا نبي بعدي (ابوداؤد ص ۵۹۵ ج ۲۔ ترمذی ص ۳۵ ج ۲)

حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہونگے، ہر ایک کہے گا کہ میں نبی ہوں، حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں یعنی میرے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں۔
یہ حدیث بھی متواتر ہے اور حضرت ثوبانؓ کے علاوہ دس سے زائد صحابہ کرام سے مروی ہے۔

حدیث نمبر ۶

عن انس ابن مالکؓ قال قال رسول اللہ ﷺ ان النبوة والرسالة قد انقطعت فلا رسول بعدي ولا نبي (ترمذی ص ۵۳ ج ۲)
حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رسالت و نبوت ختم ہو چکی ہے پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہے نہ نبی۔

امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے اور حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ اسکو امام احمد نے مسند میں بھی روایت کیا ہے حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں بروایت ابو یعلیٰ اتنا

۱۔ حضرت ثوبان کے علاوہ بقیہ صحابہ کے نام حسب ذیل ہیں (۱) حضرت ابوہریرہؓ، بخاری ص ۵۰۹ ج ۱۔ مسلم ص ۳۹۷ ج ۲
(۲) حضرت نعیم بن مسعودؓ کنز العمال ص ۱۹۸ ج ۱۴ حدیث نمبر ۳۸۳۷ (۳)۔ حضرت ابوبکرہؓ ہشکل لا حارص ۱۰۴ ج ۴
(۴) عبد اللہ بن زبیرؓ فتح الباری ص ۶۱۷ ج ۶ حدیث نمبر ۳۶۰۹ (۵)۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ فتح الباری ص ۸۷ ج ۱۳ حدیث نمبر ۱۲۱۷ (۶) عبد اللہ بن مسعود، (۷) حضرت علیؓ (۸) حضرت سمرةؓ (۹) حضرت حذیفہؓ ایضاً (۱۰) حضرت انسؓ ایضاً (۱۱)
حضرت نعمان بن بشیرؓ مجمع الزوائد ص ۳۳۳ ج ۷ ان تمام احادیث کا متن مجمع الزوائد ص ۳۳۲ ج ۷ میں درج ہے

اضافہ نقل کیا ہے ”ولاكن بقيت المبشرات قالوا اما المبشرات قال روي المسلمين جزء من اجزاء النبوة (فتح الباری ص ۷۵ ج ۱۲)
لیکن مبشرات باقی رہ گئے ہیں صحابہ نے پوچھا مبشرات کیا ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا مومن کا خواب جو نبوت کے اجزا میں سے ایک جز ہے۔

اس مضمون کی حدیث متعدد صحابہ کرام سے مروی ہے۔

حدیث نمبر ۷

عن ابی ہریرۃؓ انه سمع رسول اللہ ﷺ يقول نحن الآخرون السابقون يوم القيامة بيد انهم اوتوا الكتاب من قبلنا (بخاری ج ۱۲)
حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا ہم سب کے بعد آئے اور قیامت کے دن سب سے آگے ہونگے۔ صرف اتنا ہوا کہ انکو کتاب ہم سے پہلے دی گئی۔
اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے اپنا آخری نبی ہونا اور اپنی امت کا آخری امت ہونا بیان فرمایا ہے یہ مضمون بھی متعدد احادیث میں آیا ہے۔

حدیث نمبر ۸

عن عقبۃ بن عامر قال قال رسول اللہ ﷺ لو كان بعدی نبی لكان عمر بن الخطاب (ترمذی ص ۲۰۹ ج ۲)

۱۔ مثلاً (۱)۔ حضرت ابو ہریرہؓ، بخاری ص ۱۰۳۵ ج ۲ (۲)۔ حضرت عائشہؓ، کنز العمال ص ۳۷۰ ج ۱۵ حدیث نمبر ۳۱۳۱۹۔ مجمع الزوائد ص ۷۲ ج ۷ (۳)۔ حضرت حذیفہ بن اسیدؓ، مجمع (۴)۔ حضرت ابن عباسؓ، مسلم ص ۱۹۱ ج ۱ سنن نسائی ص ۱۷۸۔ ابوداؤد ص ۱۲۷ ج ۱۔ ابن ماجہ ص ۲۷۸ (۵)۔ حضرت ام کرز الکعبیہؓ، ابن ماجہ ۲۷۸ مسند احمد ص ۳۸۱ ج ۶۔ فتح الباری ص ۷۵ ج ۱۲ (۶)۔ حضرت ابو طفیلؓ، مسند احمد ص ۳۵۴ ج ۵۔ مجمع الزوائد ص ۷۳ ج ۷
۲۔ مثلاً (۱)۔ عن حذیفۃ قال قال رسول اللہ ﷺ... ونحن الآخرون من اهل الدنيا والاولون يوم القيامة المقضى لهم قبل الخلاق (مسلم ص ۲۸۲ ج ۱ نسائی ص ۲۰۲ ج ۱) (۲)۔ عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ ﷺ (فذكر حديث الشفاعة فيه) نحن الآخرون الاولون نحن آخر الامم واول من يحاسب (مسند احمد ص ۲۸۲ ج ۱) (۳)۔ عن عائشہؓ عن النبی ﷺ قال انا خاتم الانبياء ومسجدی خاتم مساجد الانبياء (کنز العمال ص ۲۸۰ ج ۱۲ حدیث نمبر ۳۳۹۹۹) (۴)۔ (بتیاریہ ص ۶۲)

حضرت عقبہ ابن عامر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتے!

لو کہ لفظ فرض محال کے لئے آتا ہے حدیث کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عمرؓ میں نبوت کی صلاحیت کامل طور پر پائی جاتی تھی مگر چونکہ آپ ﷺ کے بعد کسی کا نبی ہونا محال ہے اس لئے باوجود صلاحیت کے حضرت عمرؓ نبی نہیں بن سکے۔ امام ربانی مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں۔

”در شان حضرت فاروق فرمودہ است علی آلہ الصلوٰۃ والسلام لو کان بعدی نبی لکان عمر یعنی لوازم و کمالاتیکہ در نبوت در کار است ہمہ را عمر دارد اما چون منصب نبوت بخاتم رسل ﷺ ختم شدہ است علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام بدولت منصب نبوت مشرف نکشت۔ (مکتوب ۲۳ ص ۲۳ دفتر سوم)

حضرت فاروق اعظمؓ کی شان میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا ”اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتے“ یعنی وہ تمام لوازم و کمالات جو نبوت کے لئے درکار ہیں سب حضرت عمرؓ میں موجود ہیں، لیکن چونکہ منصب نبوت خاتم الرسل ﷺ پر ختم ہو چکا ہے اس لئے وہ منصب نبوت کی دولت سے مشرف نہ ہوئے۔

(بقیہ گزشتہ صفحہ کا)۔ عن ابی ہریرۃ مرفوعاً لما خلق اللہ عزوجل آدم خبرہ ببنیہ فجعل یری فضائل بعضهم علی بعض فری نوراً سطعاً فی اسفلہم فقال یا رب من هذا قال هذا ابنک احمد هو الاول هو الآخر وهو اول شافع اول مشفع (کنز ص ۳۳۸ ج ۱) حدیث نمبر ۳۲۰۵۶ (۵)۔ عن ابی اسید (فی حدیث الاسراء) ثم سار حتی اتی بیت المقدس فنزل فربط فرسہ الی صخرۃ ثم دخل فصلى مع الملائکۃ فلما قضیت الصلوۃ قالوا یا جبریل من هذا معک قال هذا محمد خاتم النبیین ۲ (المواہب اللدنیہ ص ۱ ج ۲) (۶)۔ عن ابی امامۃ الباہلی عن النبی ﷺ... قال انا آخر الانبیاء وانتم آخر الامم (ابن ماجہ ص ۲۹۷) (۷)۔ حضرت ابوقیلہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع میں فرمایا ”لانیسی بعدی ولا امة بعدکم“ (مجمع الزوائد ص ۲۷۳ ج ۳)۔ کنز العمال ص ۹۳۷ ج ۱۰ حدیث نمبر ۳۲۳۸ (۸)۔ عن ابی ذر قال قال رسول اللہ ﷺ یا ابا ذر اول الرسل آدم و آخرہم محمد (کنز العمال ص ۳۸۰ ج ۱) حدیث نمبر ۳۲۲۶۹۔

۱۔ یہ حدیث حضرت عقبہ بن عامر کے علاوہ مندرجہ ذیل صحابہ سے مروی ہے (۱)۔ حضرت ابو سعید خدری، فتح الباری ص ۵۱ ج ۷۔ مجمع الزوائد ص ۲۸ ج ۹ (۲)۔ حضرت عاصم بن مالک، مجمع الزوائد ص ۲۸ ج ۹۔

حدیث نمبر ۹

عن جبر بن مطعم قال سمعت النبی ﷺ يقول ان لی اسماء، انا محمد وانا احمد، وانا الماحی الذی یمحو اللہ بی الکفر، وانا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی، وانا العاقب الذی لیس بعده نبی. (مشکوٰۃ ص ۵۱۵)

حضرت جبر بن مطعمؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو خود یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میرے چند نام ہیں میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی یعنی مٹانے والا ہوں کہ میرے ذریعہ اللہ تعالیٰ کفر کو مٹائیں گے، اور میں حاشر یعنی جمع کرنے والا ہوں کہ لوگ میرے قدموں پر اٹھائے جائیں، اور میں عاقب یعنی سب کے بعد آنے والا ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

اس حدیث میں دو اسماء گرامی آپ ﷺ کے خاتم النبیین ہونے پر دلالت کرتے ہیں، اول ”الحاشر“ حافظ ابن حجر فتح الباری میں اسکی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

بشارة الى انه ليس بعده نبی ولا شريعة فلما كان لا امة بعد امته لانه

لانبي بعده نسب الحشر اليه لانه يقع عقبه (فتح الباری ص ۵۵۷ ج ۶)

یہاں اس طرف اشارہ ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں اور کوئی شریعت نہیں۔۔۔

چونکہ آپ کی امت کے بعد کوئی امت نہیں اور آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں، اسلئے حشر کو

آپ کی طرف منسوب کر دیا گیا۔ کیوں کہ آپ ﷺ کی تشریف آوری کے بعد حشر

ہوگا۔

دوسرا اسم گرامی ”العاقب“ جس کی تفسیر خود حدیث میں موجود ہے یعنی کہ ”الذی

لیس بعده نبی“ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اس مضمون کی حدیث متعدد صحابہ سے

مروی ہے!

۱۔ مثلاً (۱)۔ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے مروی حدیث کے الفاظ حسب ذیل ہیں ”کان رسول اللہ ﷺ یسمی لنا

نفسه اسماء فقال انا محمد و احمد و المقفی و الحاشر و نبی التوبه و نبی الرحمة (مسلم ص ۲۶۱ ج ۲)

(۲)۔ حضرت حذیفہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں ”قال انا محمد وانا احمد (بقیہ اگلے صفحہ پر)

حدیث نمبر ۱۰

متعدد احادیث میں یہ مضمون آیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: بعثت انا والساعة کھاتین ”مجھے اور قیامت کو ان دو انگلیوں کی طرح بھیجا گیا ہے۔“

اور آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ مجھے اور قیامت کو ان دو انگلیوں کے طرح بھیجا گیا ہے اسکے معنی یہ ہیں کہ میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں، میرے بعد بس قیامت ہے۔ جیسا کہ انگشت شہادت درمیانی انگلی کے متصل واقع ہے، دونوں کے درمیان کوئی انگلی نہیں۔ اسی طرح میرے اور قیامت کے درمیان کوئی نبی نہیں۔

علامہ سندھی حاشیہ نسائی میں لکھتے ہیں: ”التشبيه في المقارنة بينهما ای ليس بينهما اصبع اخرى كما انه لا نبی بينه وبين الساعة (حاشیہ سندھی بر نسائی ص ۲۳۴ ج ۱) تشبیہ دونوں کے درمیان اتصال میں ہے یعنی جس طرح ان دونوں کے درمیان کوئی انگلی نہیں اسی طرح آنحضرت ﷺ اور قیامت کے درمیان کوئی اور نبی نہیں۔“

وانا الرحمة ونبی التوبه وانا المقفی وانا العاشر ونبی الملاحم (شمائل ترمذی ص ۲۶۔ مجمع الزوائد ص ۸۴ ج ۸) (۳)۔ حضرت جابر بن عبد اللہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں ”انا احمد وانا محمد وانا العاشر الذی یحشر الناس علی قدمی (مجمع الزوائد ص ۲۸۴ ج ۸) (۴)۔ حضرت ابن عباس کی روایت اس طرح ہے ”وانا احمد ومحمد والعاشر والمقفی والحاکم (مجمع الزوائد ص ۲۸۴ ج ۸) (۵)۔ مرسل مجاہد کی روایت کے الفاظ حسب ذیل ہیں ”انا محمد واحمد انا رسول الرحمة انا رسول الملحمة انا المقفی والعاشر بعثت بالجهاد ولم ابعث بالزراعی (طبقات ابن سعد ص ۱۰۵ ج ۱) (۶)۔ حضرت ابو طفیل سے بھی فتح الباری ص ۵۵۵ ج ۶ میں یہی روایت منقول ہے۔“

۱۔ اس مضمون کی احادیث مندرجہ ذیل صحابہ سے مروی ہیں (۱)۔ ہبل بن سعد، بخاری ص ۹۶۳ ج ۹۔ مسلم ص ۳۰۶ ج ۲ (۲)۔ ابو ہریرہ، بخاری ص ۹۶۳ ج ۲ (۳)۔ حضرت انس بن مالک، بخاری ص ۹۶۳ ج ۲ (۴)۔ حضرت مستورد بن شداد، ترمذی ص ۴۴۴ ج ۲ (۵)۔ حضرت جابر بن عبد اللہ، مسلم ص ۲۸۴ ج ۱۔ نسائی ص ۲۳۴ ج ۱ (۶)۔ حضرت ہبل بن خنیف، جامع الاصول ص ۸۵ ج ۱۰ (۷)۔ حضرت بریدہ، مسند احمد ص ۳۴۸ ج ۵ (۸)۔ حضرت ابی جبرہ، مجمع الزوائد ص ۳۱۲ ج ۱۰ (۹)۔ حضرت جابر بن سمرہ، مسند احمد ص ۱۰۳ ج ۵ (۱۰)۔ حضرت وہب السوائی، مجمع الزوائد ص ۳۱۱ ج ۱۰ (۱۱)۔ حضرت ابو حنیفہ، کنز ص ۱۹۵ ج ۱۴۔ مسند احمد ص ۳۰۹ ج ۴۔

ان احادیث میں آنحضرت ﷺ کی بعثت اور قیامت کے درمیان اتصال کا ذکر کیا گیا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی تشریف آوری قرب قیامت کی علامت ہے اور اب قیامت تک آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ چنانچہ امام قرطبی ”تذکرہ“ میں لکھتے ہیں:

”واما قوله بعثت انا والساعة كهاتين فمعناه انا النبي الاخير فلا يليني نبى آخر وانما تلينى القيامة كما تلى السبابة الوسطى وليس بينها اصبع آخر وليس بينى وبين القيامة نبى (التذكرة فى احوال الموتى وامور الآخرة ۱۷۱)

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے اپنی کتاب ”ختم نبوت کامل“ کے حصہ دوم میں دو سو دس احادیث مبارکہ رحمت دو عالم ﷺ کی ختم نبوت پر نقل فرمائی ہیں حضرت مفتی صاحب کے زمانہ میں بہت کم احادیث شریف کے انڈکس تیار ہوئے تھے آج کل بہت زیادہ انڈکس احادیث پر مشتمل کئی کئی جلدوں کے مل جاتے ہیں ان سے اس موضوع ”ختم نبوت“ کا کام لیا جائے تو دو سو دس احادیث سے کہیں زیادہ ذخیرہ احادیث ختم نبوت کے موضوع پر تیار ہو سکتا ہے۔ کم ترک الاولون لا آخرون۔

اجماع کی حقیقت اور اس کی عظمت

خدا تعالیٰ کے ہزاروں درود اس ذات مقدس پر جسکے طفیل میں ہم جیسے سراپا گناہ اور سراسر خطا و قصور، بھی خیر الامم، امت وسطی، امت مرحومہ، شہداء خلق کے القاب گرامی کے ساتھ پکارے جاتے ہیں:

کہ دار دزیر گردوں میر سامانے کہ من دارم:

”وہ بے شمار خداوندی انعام و اکرام جو ہمارے آقاء نامدار ﷺ کی بدولت ہم پر مبذول ہوئے ہیں، اجماع امت بھی ان میں سے ایک امتیازی فضیلت ہے جس کی حقیقت یہ ہے کہ اس امت کے علماء مجتہدین اگر کسی مسئلہ میں ایک حکم پر اتفاق کر لیں تو یہ حکم بھی ایسا ہی واجب الاتباع اور واجب التعمیل ہوتا ہے جیسے قرآن و حدیث کے شرعی احکام۔ جسکی حقیقت دوسرے عنوان سے یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ پر جب نبوت ختم کر دی گئی تو آپ ﷺ کے بعد

کوئی ہستی معصوم باقی نہیں رہتی جس کے حکم کو غلطی سے پاک اور ٹھیک حکم خداوندی کا ترجمان کہا جاسکے، اس لئے رحمت خداوندی نے امت محمدیہ کے مجموعہ کو ایک نبی معصوم کا درجہ دیدیا۔ کہ ساری امت جس چیز کے اچھے یا برے ہونے پر متفق ہو جائے وہ علامت اس کی ہے کہ یہ کام اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسا ہی ہے جیسا امت کے مجموعہ نے سمجھا ہے۔“

اسی بات کو رسول کریم ﷺ نے ان الفاظ میں فرمایا ہے کہ ”لن تجتمع امتی علی الضلالة“ یعنی میری امت کا مجموعہ کبھی گمراہی پر متفق نہیں ہو سکتا۔

اسی لئے اصول کی کتابوں میں اس کے حجت ہونے اور اس کے شرائط و لوازم پر مفصل بحث کی جاتی ہے۔ اور احکام شریعہ کی حجتوں میں قرآن و حدیث کے بعد تیسرے نمبر پر اجماع کو رکھا جاتا ہے۔

اجماع بھی دراصل دلیل ختم نبوت ہے

درحقیقت اجماع کا شرعی حجتوں میں داخل ہونا اور اس امت کے لئے مخصوص ہونا بھی ہمارے زیر بحث مسئلہ ختم نبوت کی روشن دلیل ہے۔ جیسا کہ صاحب توضیح لکھتے ہیں:

”وما اتفق علیہ المجتہدون من امة محمد ﷺ فی عصر علی امر فہذا من خواص امة محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام فانہ خاتم النبیین لا وحی بعدہ وقد قال اللہ تعالیٰ الیوم اکملت لکم دینکم ولا شک ان احکام التی تثبت بصریح الوحی بالنسبۃ الی الحوادث الواقعة قليلة غایۃ القلة فلو لم تعلم احکام تلک الحوادث من الوحی الصریح وبقیت احکامها مهملة لا یكون الدین کاملا فلا بد ان یكون للمجتہدین ولایۃ استنباط احکامها من الوحی (توضیح مصری ص ۴۹ ج ۱)

اور وہ حکم جس پر محمد ﷺ کی امت کے مجتہدین کا کسی زمانہ میں اتفاق ہو جائے اس کا واجب التعمیل ہونا اس امت کے خصوصیات میں سے ہے۔ کیوں کہ آپ خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد کسی پر وحی نہیں آئے گی اور ادھر یہ ارشاد خداوندی ہے کہ ہم نے تمہارا دین کامل کر دیا ہے۔ اور اس میں بھی شک نہیں کہ جو احکام صریح وحی سے ثابت ہوئے ہیں وہ نسبت روزمرہ کے پیش آنے والے واقعات کے نہایت قلیل ہیں۔ پس

جب ان واقعات کے احکام وحی صریح سے معلوم نہ ہوئے اور شریعت میں ان واقعات سے متعلق احکام نہ ہوں تو دین کامل نہیں رہتا۔ اسلئے ضروری ہے کہ اس امت کے مجتہدین کو وحی سے ان احکام کے استنباط کرنے کا حق حاصل ہو۔

الغرض جس طرح قرآن و احادیث سے احکام شرعیہ ثابت ہوئے ہیں اسی طرح بتصریح قرآن و احادیث، اور باتفاق علماء امت، اجماع سے قطعی احکام ثابت ہوتے ہیں۔ البتہ اس میں چند درجات ہیں۔ جن میں سب سے مقدم اور سب سے زیادہ قطعی صحابہ کرام کا اجماع ہے۔ جس کے متعلق علماء اصول کا اتفاق ہے کہ اگر کسی مسئلہ پر تمام صحابہ کی آراء بالتصریح جمع ہو جائیں تو وہ بالکل ایسا ہی قطعی ہے جیسا کہ قرآن مجید کی آیات۔ اور اگر یہ صورت ہو کہ بعض نے اپنی رائے بیان فرمائی اور باقی صحابہ کرام نے اسکی تردید نہ کی بلکہ سکوت اختیار کیا تو یہ بھی اجماع صحابہ میں داخل ہے اور اس سے جو حکم ثابت ہو وہ بالکل ایسا ہی قطعی ہے جیسے احادیث متواترہ کے احکام قطعی ہوتے ہیں۔ بلکہ اگر غور سے کام لیا جائے تو تمام ادلہ شرعیہ میں سب سے زیادہ فیصلہ کن دلیل ہے اور بعض حیثیات سے تمام حج شرعیہ پر مقدم ہے۔ کیونکہ قرآن و سنت کے معنی و مفہوم متعین کرنے میں آراء مختلف ہو سکتی ہیں، اجماع میں اسکی بھی گنجائش نہیں۔ چنانچہ حافظ حدیث علامہ ابن تیمیہ تحریر فرماتے ہیں۔

”و اجماعهم حجة قاطعة يجب اتباعها بل هي اوكد الحجج وهي مقدمة على غيرها وليس هذا موضع تقرير ذالك فان هذا الاصل مقرر في موضعه وليس فيه بين الفقهاء ولا بين سائر المسلمين الذين هم الامم منون خلاف (اقلہ الدلیل ص ۱۳۰ ج ۳)

اور اجماع صحابہ حجت قطعیہ ہے بلکہ اسکا اتباع فرض ہے بلکہ وہ تمام شرعی حجتوں میں سب سے زیادہ موکد اور سب سے مقدم ہے۔ یہ موقع اس بحث کا نہیں۔ کیونکہ ایسے موقعے (یعنی کتب اصول) میں یہ بات باتفاق اہل علم ثابت ہو چکی ہے اور اس میں تمام فقہاء اور تمام مسلمانوں میں جو واقعی مسلمان ہیں کسی کا اختلاف نہیں۔

صحابہ کرامؓ کا سب سے پہلا اجماع

اسلامی تاریخ میں یہ بات درجہ تو اتر کو پہونچ چکی ہے کہ مسئلہ کذاب نے آنحضرت ﷺ کی موجودگی میں دعویٰ نبوت کیا، اور ایک بڑی جماعت اسکی پیرو ہو گئی۔ آنحضرت

ﷺ کی وفات کے بعد سب سے پہلی مہم جہاد جو صدیق اکبرؓ نے اپنی خلافت میں کی وہ اسی کی جماعت پر تھا۔ جمہور صحابہ کرامؓ نے اس کو محض دعوائے نبوت کی وجہ سے، اور اسکی جماعت کو اسکی تصدیق کی وجہ سے کافر سمجھا۔ اور باجماع صحابہؓ و تابعینؓ انکے ساتھ وہی معاملہ کیا گیا جو کفار کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ اور یہی اسلام میں سب سے پہلا اجماع تھا۔ حالانکہ مسیلہ کذاب بھی مرزا قادیانی کی طرح آنحضرت ﷺ کی نبوت اور قرآن کا منکر نہ تھا بلکہ بعینہ مرزا قادیانی کی طرح آپؐ کی نبوت پر ایمان لانے کے ساتھ اپنی نبوت کا مدعی تھا۔ یہاں تک کہ اس کی اذان میں برابر ”اشہدان محمد رسول اللہ“ پکارا جاتا تھا اور وہ خود بھی بوقت اذان اس کی شہادت دیتا تھا۔ تاریخ طبری ص ۲۴۴ ج ۳ میں ہے۔

”کان یوء ذن للنبی ﷺ وشہد فی الاذان ان محمدًا رسول اللہ وکان الذی یوء ذن لہ عبد اللہ بن النواحہ وکان الذی یقیم لہ حجیر بن عُمیر ویشہد لہ وکان مسیلمۃ اذا ذنی حجیر من الشہادۃ قال صرح حجیر فیزید فی صوت ویبالغ التصدیق فی نفسہ“

وہ (مسیلہ) نبی کریم ﷺ کے لئے اذان میں یہ گواہی دیتا تھا کہ محمد اللہ کے رسول ہیں اور اس کا موذن عبد اللہ بن نواحہ اور اقامت کہنے والا حجیر بن عمیر تھا اور جب حجیر شہادت پر پہنچتا تو مسیلہ باواز بلند کہتا کہ حجیر نے صاف بات کہی اور پھر اس کی تصدیق کرتا تھا۔

الغرض نبوت و قرآن پر ایمان، نماز روزہ سب ہی کچھ تھا۔ مگر ختم نبوت کے بدیہی مسئلہ کے انکار اور دعویٰ نبوت کی وجہ سے باجماع صحابہ کرامؓ کا کافر سمجھا گیا اور حضرت صدیق اکبرؓ نے صحابہ کرامؓ، مہاجرین، انصار، اور تابعینؓ کا ایک عظیم الشان لشکر حضرت خالد بن ولید کی امارت میں مسیلہ کے ساتھ جہاد کے لئے یمامہ کی طرف روانہ کیا۔

تمام صحابہ میں سے کسی ایک نے بھی اس کا انکار نہ کیا اور کسی نے نہ کہا کہ یہ لوگ اہل قبلہ ہیں، کلمہ گو ہیں، نماز روزہ، حج زکوٰۃ، ادا کرتے ہیں ان کو کیسے کافر سمجھ لیا جائے حضرت فاروق اعظمؓ کا ابتداء خلاف کرنا جو روایات میں منقول ہے وہ بھی اس واقعہ میں نہیں تھا بلکہ مانعین زکوٰۃ پر جہاد کرنے کے معاملہ میں تھا۔

بعض لوگوں نے آنحضرت ﷺ کے بعد زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کیا تھا۔ صدیق اکبرؓ نے ان سے جہاد کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت فاروق اعظمؓ نے وقت کی نزاکت اور

مسلمانوں کی قلت وضعف کا عذر پیش کر کے ابتداء ان کی رائے سے خلاف ظاہر فرمایا تھا لیکن حضرت صدیق اکبرؓ کے ساتھ تھوڑے سے مکالمہ کے بعد انکی رائے بھی موافق ہو گئی۔

الغرض حضرت فاروق اعظمؓ کا ابتداء میں اختلاف کرنا بھی مسیلمہ کذاب کے واقعہ میں ثابت نہیں۔ اس طرح حضرت اسامہؓ کے لشکر کی روانگی کے مسئلہ پر بھی حضرت عمرؓ نے اختلاف کیا مگر مسیلمہ کذاب جھوٹے مدعی نبوت کے خلاف جہاد کرنے کے مسئلہ پر کسی ایک صحابی نے بھی اختلاف نہیں کیا۔ یہ دلیل ہے کہ سب سے پہلا اجماع اسی مسئلہ پر منعقد ہوا۔ امت کو اجماع ختم نبوت کے صدقے ملا۔ امت نے بھی سب سے پہلا اجماع اسی مسئلہ پر کیا۔ بارہ سو صحابہ کرام اسی جگہ میں شہید ہوئے۔ جن میں سات سو قرآن مجید کے حافظ و قاری تھے۔ رحمت دو عالم ﷺ کی امت کا سب سے قیمتی اثاثہ صحابہ کرامؓ اس مسئلہ پر شہید ہوئے جس سے سمجھ میں آ سکتا ہے کہ ختم نبوت کی صحابہ کرام کے نزدیک کتنی اہمیت تھی۔

نیز مسک الختام فی ختم نبوة سید الانام، کے ص ۱۰ پر حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ نے صراحت فرمائی ہے کہ ”امت محمدیہ میں سب سے پہلا اجماع جو ہوا وہ اسی مسئلہ پر ہوا کہ مدعی نبوت قتل کیا جائے“ (احساب قادیانیت ج ۲ مجموعہ رسائل مولانا ادریس کاندھلوی ص ۱۰)

مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں ”اور سب سے پہلا اجماع جو اس امت میں منعقد ہوا وہ مسیلمہ کذاب کے قتل پر اجماع تھا۔ جس کا سبب صرف اس کا دعویٰ نبوت تھا۔ اس کی دیگر گھناؤنی حرکات کا علم صحابہ کرام کو اس کے قتل کے بعد ہوا تھا۔ جیسا کہ ابن خلدون نے نقل کیا ہے۔ (خاتم النبیین مترجم ص ۱۹۷)

اجماع امت کے حوالہ جات

۱۔ ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں:

”دَعَوَى النُّبُوَّةَ بَعْدَ نَبِيِّنَا ﷺ كُفْرٌ بِالْإِجْمَاعِ“ (شرح فقہ اکبر ص ۲۰۲)

ہمارے نبی ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا بالاجماع کفر ہے۔

۲۔ حجت الاسلام امام غزالیؒ ”الاقتصاد“ میں فرماتے ہیں۔

”ان الامة فهمت بالاجماع من هذا اللفظ و من قرائن احواله انه افهم

عدم نبي بعده ابدا.... وانه ليس فيه تاويل ولا تخصيص فمكرر هذا لا

يكون الا منكر الاجماع (الاقتصاد في الاعتقاد ص ۱۲۳)

بیشک امت نے بالا جماع اس لفظ (خاتم النبیین) سے یہ سمجھا ہے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ آپ ﷺ کے بعد نہ کوئی نبی ہوگا اور نہ رسول۔ اور اس پر اجماع ہے کہ اس لفظ میں کوئی تاویل و تخصیص نہیں۔ پس اس کا منکر یقیناً اجماع امت کا منکر ہے۔

۳- حضرت قاضی عیاضؒ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ”شفاء“ میں خلیفہ عبد الملک بن مروان کے عہد خلافت کا واقعہ نقل کیا ہے کہ ان کے زمانہ میں حارث نامی ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا تو خلیفہ نے وقت کے علماء (جو صحابہ کرام اور تابعین تھے) کے فتویٰ سے اسے قتل کر دیا۔ اور سولی پر چڑھایا۔ قاضی عیاض صاحبؒ اس واقعہ کو نقل کر کے لکھتے ہیں۔

”وَفَعَلَ ذَلِكَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الْخُلَفَاءِ وَالْمُلُوكِ بِأَسْبَاطِهِمْ
وَأَجْمَعَ عُلَمَاءُ وَقَبَّحُوا عَلَى صَوَابِ فَعْلِهِمْ وَالْمُخَالَفَ فِي ذَلِكَ
مِنْ كُفْرِهِمْ كَافِرٌ (شفاء ص ۲۵۸، ۲۵۷ ج ۲)“

اور بہت سے خلفاء، سلاطین نے ان جیسے مدعیان نبوت کے ساتھ یہی معاملہ کیا ہے۔ اور اس زمانہ کے علماء نے ان سے اس فعل کے درست ہونے پر اجماع کیا ہے۔ اور جو شخص ایسے مدعیان نبوت کی تکفیر میں خلاف کرے وہ خود کافر ہے۔

۴- قاضی عیاضؒ اپنی کتاب شفاء میں اسی اجماع کی تصریح ان الفاظ میں فرماتے ہیں:

”لَا نَحْبِرُ إِلَّا أَنَّهُ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ وَاخْبِرَ عَنِ اللَّهِ تَعَالَى أَنَّهُ خَاتَمُ
النَّبِيِّينَ وَانَّهُ أَرْسَلَ كَافَّةً لِلنَّاسِ وَأَجْمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلَى حَمْلِ هَذَا الْكَلَامِ عَلَى
ظَاهِرِهِ وَانَّهُ مَفْهُومُهُ الْمُرَادُ بِهِ دُونَ تَاوِيلٍ وَلَا تَخْصِصٍ فَلَا شَكَّ فِي كُفْرِ
هَؤُلَاءِ الطَّوَائِفِ كُلِّهَا قَطْعًا أَجْمَاعًا وَسَمْعًا“ (شفاء ص ۲۴۷ ج ۲)

اس لئے کہ آپ ﷺ نے خبر دی ہے کہ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خبر دی ہے کہ آپ ﷺ انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں اور اس پر امت کا اجماع ہے کہ یہ کلام بالکل اپنے ظاہری معنوں پر محمول ہے۔ اور جو اس کا مفہوم ظاہری الفاظ سے سمجھ میں آتا ہے وہ یہی بغیر کسی تاویل یا تخصیص کے مراد ہے۔ پس ان لوگوں کے کفر میں کوئی شبہ نہیں جو اس کا انکار کرے۔ اور یہ قطعی اور اجماعی عقیدہ ہے۔

۵۔ اور علامہ سید محمود آلوسی "مفتی بغداد اپنی تفسیر روح المعانی ص ۳۹ ج ۲۲ میں اسی اجماع کو الفاظ ذیل میں نقل فرماتے ہیں۔

"وَيَكُونُ ﷺ خَاتَمَ النَّبِيِّينَ مِمَّا نَطَقَتْ بِهِ الْكِتَابُ وَصَدَعَتْ بِهِ السَّنَةُ وَاجْتَمَعَتْ عَلَيْهِ الْأُمَّةُ فَيَكْفُرُ مَدْعَى خِلَافِهِ وَيُقْتَلُ إِنْ أَصَرَّ"
اور آنحضرت ﷺ کا خاتم النبیین ہونا ان مسائل میں سے ہے جس پر کتاب (بلکہ تمام آسمانی کتابیں) ناطق ہے اور احادیث نبوی ﷺ اس کو بوضاحت بیان کرتی ہیں۔ اور تمام امت کا اس پر اجماع ہے۔ پس اسکے خلاف کا مدعی کافر ہے۔ اگر توبہ نہ کرے تو قتل کر دیا جائے۔

۶۔ اور اسی مضمون کو علامہ ابن حجر مکی نے اپنے فتاویٰ میں اس طرح بیان فرمایا ہے۔
"وَمَنْ اعْتَقَدَ وَحْيًا بَعْدَ مُحَمَّدٍ ﷺ كَفَرَ بِاجْمَاعِ الْمُسْلِمِينَ"
اور جو شخص آنحضرت ﷺ کے بعد کسی وحی کا معتقد ہو وہ باجماع المسلمین کافر ہے۔
۷۔ کتاب الفصل فی الملل والنحل میں ہے۔

"صَحَّ الْاجْمَاعُ عَلَى أَنَّ كُلَّ مَنْ جَحَدَ شَيْئًا صَحَّ عِنْدَنَا بِالْاجْمَاعِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ آتَى بِهِ فَقَدْ كَفَرَ"

رسول اللہ ﷺ سے کسی چیز کے اجماعی طور پر ثابت ہو جانے سے اس کا انکار کرنے والا بھی بالاجماع کافر ہے۔

خلاصہ بحث

- ۱۔ مسئلہ ختم نبوت قرآن مجید کے ننانوے آیات و بینات سے ثابت ہے۔
- ۲۔ مسئلہ ختم نبوت دو سو دس احادیث مبارکہ سے ثابت ہے۔
- ۳۔ مسئلہ ختم نبوت تو اتر سے ثابت ہے۔
- ۴۔ مسئلہ ختم نبوت اجماع امت سے ثابت ہے۔
- ۵۔ مسئلہ ختم نبوت پر امت کا سب سے پہلا اجماع منعقد ہوا۔
- ۶۔ مسئلہ ختم نبوت کے لئے بارہ سو صحابہ کرام نے جام شہادت نوش فرمایا، جس میں سات سو حافظ و قاری اور بدری صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین تھے۔
- ۷۔ مسئلہ ختم نبوت کی وجہ سے اللہ رب العزت نے امت کو اجماع کی نعمت سے نوازا۔

۸- مسئلہ ختم نبوت کی وجہ سے رحمت دو عالم ﷺ پر نازل شدہ وحی قرآن مجید کی حفاظت کا اللہ نے وعدہ فرمایا۔

۹- ختم نبوت کے تحفظ کی پہلی جنگ کے بعد قرآن مجید کو جمع کرنے کا صدیق اکبرؑ کے زمانہ میں امت نے اہتمام کیا۔

۱۰- ختم نبوت کے منکر یعنی جھوٹے مدعی نبوت سے اس کے دعویٰ نبوت کی دلیل طلب کرنے والا بھی کافر ہے۔ نیز یہ کہ جھوٹے مدعی نبوت اور اس کے پیروکاروں کی شرعی سزا قتل ہے

۱۱- دنیا میں کہیں کسی آسمانی کتاب کے حافظ موجود نہیں جب کہ قرآن مجید کے حافظ و قاری ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں ہیں، یہ اس لئے کہ پہلی کتب عارضی اور محدود دور کے لئے تھیں۔ قرآن مجید قیامت تک کے لئے ہے اس اعتبار سے تو اصحاب صفہؓ سے لیکر اس وقت تک دنیا کے ہر خطہ میں حافظ قاری ختم نبوت کی دلیل ہیں۔

۱۲- مسیحی قوم اپنی عبادت گاہوں کو فروخت کر کے دوسرے مقاصد، دکان و مکان، کے لئے استعمال کرتی ہیں۔ جہاں مسجد بن جاوے امت محمدیہ ﷺ اس جگہ کو دوسرے مقصد کے لئے استعمال نہیں کر سکتی۔ پہلے انبیاء کی شریعت محدود وقت کے لئے تھیں ان کی عبادت گاہیں بھی محدود وقت کے لئے تھیں۔ آپ ﷺ کی نبوت قیامت تک کیلئے ہے تو مساجد بھی قیامت تک کے لئے ہیں۔ اس اعتبار سے دیکھئے تو مسجد نبوی ﷺ سے لیکر کائنات کے ہر خطہ کی ہر مسجد ختم نبوت کی دلیل نظر آتی ہے ان تمام امور پر نظر کریں تو گویا پورا دین ختم نبوت کے گرد گھومتا نظر آتا ہے۔

قادیانی شبہات اور ان کے جوابات

ختم نبوت کے موضوع پر مرزائی شبہات اور ان کے جوابات ملاحظہ کرنے سے پہلے اس سلسلہ میں تنقیح موضوع کے طور پر چند اصولی باتیں ذہن نشین کر لینی چاہئیں، جن سے موضوع کی تفہیم کے ساتھ ساتھ قادیانی دجل و فریب بھی خوب خوب آشکارا ہو جائیگا۔

۱۔ خاتم النبیین کون؟

ہمارے اور قادیانیوں کے درمیان ختم نبوت یا اجراء نبوت نزاع کا سبب نہیں۔ کیونکہ مسلمان بھی نبوت کو ختم مانتے ہیں اور مرزائی بھی۔ فرق دونوں میں یہ ہے کہ مسلمان رحمت دو عالم ﷺ پر نبوت کو ختم اور بند مانتے ہیں جبکہ قادیانی مرزا غلام احمد پر نبوت کو ختم اور بند مانتے ہیں۔ اہل اسلام کے نزدیک حضور ﷺ کے بعد قیامت تک کوئی نیا نبی نہیں بن سکتا جبکہ مرزائیوں کے نزدیک حضور ﷺ کے بعد مرزا غلام احمد نبی بنا اور مرزا کے بعد اب قیامت تک کوئی نبی نہیں بن سکتا۔ مسلمانوں کے نزدیک نبوت کی عمارت میں لگنے والی آخری اینٹ محمد ﷺ ہیں جبکہ مرزائیوں کے نزدیک آخری اینٹ مرزا غلام احمد ہے۔

اب فرق واضح ہو جانے کے بعد معلوم ہوا کہ مرزائیوں سے ختم نبوت، اجراء نبوت پر بحث کرنا ہی سخت غلطی ہے۔ لہذا اس وضاحت کے بعد اب قادیانیوں سے ہمیشہ یہ مطالبہ ہونا چاہئے کہ سارے قرآن و حدیث میں سے ایک آیت یا ایک بھی ایسی حدیث مرزائی دکھا دیں جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ نبوت حضور ﷺ پر نہیں بلکہ مرزا قادیانی پر ختم ہوئی ہے۔ اور قیامت تک مرزا قادیانی کے بعد اب کوئی نبی نہیں بنے گا؟

قیامت تک تمام زندہ مردہ قادیانی اکٹھے ہو کر ایک آیت اور ایک حدیث بھی اس سلسلہ میں نہیں دکھا سکتے "هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا النَّارَ"

مرزا قادیانی کی امت جتنی آیات و احادیث وغیرہ سے ختم نبوت کا انکار ثابت کرنے کے لئے تحریفات کیا کرتے ہیں ان تحریفات کو صحیح اگر تسلیم کر لیا جائے تو ان سب سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد بہت سے نبی آیا کریں گے۔ گویا نبیوں کا ایک پھاٹک کھول دیا کرتے ہیں۔

لیکن ان کا چیف گرو مرزا غلام احمد قادیانی تو آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت صرف اپنے لئے ہی محفوظ اور مخصوص رکھتا ہے۔ اس سے تو امت اور نبی کے درمیان ایک زبردست اختلاف ثابت ہوتا ہے کہ نبی نبوت کو بس اپنی ذات تک ہی محدود رکھنا چاہتا ہے جبکہ امت، نبوت کی کہیں حد بندی ہی نہیں کرتی۔

اور صرف مرزا قادیانی ہی نہیں بلکہ اس کا بیٹا مرزا محمود اور تاحال اسکی ذریت یہی ثابت کر رہی ہے کہ بس حضور ﷺ کے بعد میرا با ہی نبوت سے سرفراز ہوا ہے۔ تو گویا مرزا کی ذریت اور اس کے نام نہاد خلفا بھی قادیانی امت کے خلاف ہیں! فیاللعجب!!!

مرزا قادیانی نبوت کو صرف اپنے لئے مخصوص کرتا ہے اسکے حوالجات ملاحظہ ہوں۔

۱- ”غرض اس حصہ کثیر وحی الہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقارب اس امت میں سے گذر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کیلئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں“ (حقیقت الوحی، خ ص ۴۰۶ ج ۲۲)

۲- ”چونکہ وہ بروز محمدی جو قدیم سے موعود تھا۔ وہ میں ہوں۔ اسلئے بروز زری رنگ کی نبوت مجھے عطا کی گئی اور اس نبوت کے مقابل پر اب تمام دنیا بے دست و پا ہے۔ کیوں کہ نبوت پر میر ہے۔ ایک بروز محمدی جمع کمالات محمدیہ کے ساتھ آخری زمانہ کے لئے مقرر تھا۔ سو وہ ظاہر ہو گیا۔ اب بجز اس کھڑکی کے اور کوئی کھڑکی نبوت کے چشمہ سے پانی لینے کے لئے باقی نہیں (ایک غلطی کا ازالہ، ص ۲۱۵ ج ۱۸ ضمیر حقیقت الہیہ، ۲۶۸۶)

۳- ”اس لئے ہم اس امت میں صرف ایک ہی نبی کے قائل ہیں۔ پس ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ اس وقت تک اس امت میں کوئی اور شخص نبی نہیں گذرا“ (حقیقت الہیہ، ۳۱۸۰)

۴- ”ہلاک ہو گئے وہ جنہوں نے ایک برگزیدہ رسول کو قبول نہ کیا۔ مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا۔ میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں اور میں اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں بد قسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیوں کہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔“ (کشتی نوح، ج ۶۱ ص ۱۹)

۵- ”فَارَادَ اللّٰهُ اَنْ يُتِمَّ الْبِنَاءَ وَيَكْمَلَ الْبِنَاءُ بِالْبِنَةِ الْاٰخِرَةِ فَاَنَّا بَلَكُ الْبِنَةِ۔ پس خدا نے ارادہ فرمایا کہ اس پیشگوئی کو پورا کرے اور آخری اینٹ کے ساتھ بنا کو کمال تک پہنچا دے۔ پس میں وہی اینٹ ہوں۔ (خطبہ البامیہ ج ۸ ص ۱۷۸)

۶- ”مسیح موعود کے کئی نام ہیں منجملہ ان کے ایک نام خاتم الخلفاء ہے یعنی ایسا خلیفہ جو سب سے آخر آنے والا ہے“ (چشمہ معرفت - ج ۳۳ ص ۲۳)

۷- ”امت محمدیہ میں ایک سے زیادہ نبی کسی صورت میں نہیں آ سکتے۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت سے صرف ایک نبی اللہ کے آنے کی خبر دی ہے جو مسیح موعود ہے اور اسکے سوا قطعاً کسی کا نام نبی اللہ یا رسول اللہ نہیں رکھا جائے گا اور نہ کسی اور نبی کے آنے کی خبر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔ بلکہ لانا نبی بعدی فرما کر اوروں کی نفی کر دی اور کھول کر بیان فرمادیا کہ مسیح موعود کے سوا قطعاً کوئی نبی یا رسول نہیں آئے گا۔“

(رسالہ تحذیر الاذہان قادیان، ماہ ۱۹۱۴ء)

ان اقتباسات کا ماحصل یہ ہے کہ مرزا قادیانی اپنے آپ کو ہی آخری نبی اور خاتم النبیین قرار دیتا ہے۔ مرزا کے بعد اب کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ اس سے معلوم یہ ہوا کہ مرزائی نبوت پر ایمان لانے والوں کے نزدیک نبوت مرزا پر ختم ہوئی اور آخری نبی مرزا اٹھہرا، پھر اجراء نبوت یا ختم نبوت پر بحث کرنے سے کیا حاصل؟

لہذا اب ہمیشہ بحث اس پر ہونی چاہئے کہ آخری نبی کون ہے؟ آیا حضور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یا مرزا غلام احمد قادیانی ہے؟

ہمارا دعویٰ ہے کہ اپنے من گھڑت عقائد و نظریات کی صداقت کیلئے نہ مرزا قادیانی کوئی ایک آیت یا ایک حدیث پیش کر سکا ہے اور نہ آج تک اسکی امت پیش کر سکی ہے اور نہ قیامت تک پیش کر سکتی ہے۔ قیامت آ سکتی ہے لیکن قادیانی ہمارا چیلنج قبول نہیں کر سکتے۔

نبوت کی اقسام اور دعوی نبوت میں قادیانی مغالطہ

ایک عام قاعدہ ہے کہ دعوی اور دلیل میں مطابقت ضروری ہے۔ دلیل اگر دعوی کے مطابق نہ ہو تو وہ دلیل نہیں بلکہ ہفوات کہلائیگی۔

قادیانی جس قسم کی نبوت جاری ہونے کے قائل ہیں وہ ایک خاص قسم کی نبوت ہے جسکو ظلی، بروزی نبوت کہتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ وہ نبوت حضور ﷺ کے بعد جاری ہوئی ہے۔ تیسرے یہ کہ وہ نبوت رسول کی اطاعت و محبت اور رسول میں فنا نیت سے حاصل ہوتی ہے گویا وہ کسی ہے وہی نہیں۔

اب ہمارے لئے ضروری ہے کہ قادیانیوں سے ان کے خاص دعوی کے مطابق خاص دلیل طلب کریں۔ عموماً قادیانی دھوکہ یہ دیتے ہیں کہ دعوی کرتے ہیں خاص قسم کی نبوت کے جاری ہونے کا اور جب دلیل دینے کی باری آتی ہے تو عام دلیل پیش کر دیتے ہیں جس میں انکے خاص دعوے کا کوئی تذکرہ نہیں ہوتا۔ ذیل میں قادیانیوں کے خاص دعوی کے حوالجات ملاحظہ ہوں۔

۱۔ ”میں نبیوں کی تین اقسام مانتا ہوں۔ ایک جو شریعت والے ہوں۔ دوسرے جو شریعت تو نہیں لاتے لیکن نبوت ان کو بلا واسطہ ملتی ہے اور کام وہ پہلی امتوں کا ہی کرتے ہیں۔ جیسے سلیمان و یحییٰ اور زکریا علیہم السلام۔ اور تیسرے وہ جو نہ شریعت لاتے ہیں اور نہ ان کو بلا واسطہ نبوت ملتی ہے، لیکن وہ پہلے نبی کی اتباع سے نبی ہوتے ہیں۔“ (قول فیصل، مرزا بشیر الدین ص ۱۳۴)

۲۔ ”اس جگہ یاد رہے کہ نبوت مختلف نوع پر ہے اور آج تک نبوت تین قسم پر ظاہر ہو چکی ہے نمبر ۱۔ تشریحی نبوت، ایسی نبوت کو مسیح موعود نے حقیقی نبوت سے پکارا ہے۔ نمبر ۲۔

وہ نبوت جس کے لئے تشریحی یا حقیقی ہونا ضروری نہیں ایسی نبوت حضرت موعود کی

اصطلاح میں مستقل نبوت ہے۔ نمبر ۳۔ ظلی اور امتی نبی ہے حضور ﷺ کی آمد سے

مستقل اور حقیقی نبوتوں کا دروازہ بند کیا گیا اور ظلی نبوت کا دروازہ کھولا گیا۔“ (مسئلہ کفر

و اسلام کی حقیقت، مرزا بشیر احمد ایم اے ص ۳۱۔ کلمہ، الفصل ص ۱۱۹)

۳۔ ”انبیاء علیہم السلام دو قسم کے ہوتے ہیں۔ نمبر ۱۔ تشریحی۔ نمبر ۲۔ غیر تشریحی۔ پھر غیر

تشریحی بھی دو قسم کے ہوتے ہیں نمبر ۱۔ براہ راست نبوت پانے والے نمبر ۲۔ نبی تشریحی کی

اتباع سے نبوت کے حاصل کرنے والے۔ آنحضرت ﷺ سے پیشتر صرف پہلے دو قسم

کے نبی آتے تھے۔ (مباحثہ راول پنڈی ص ۱۷۵)

ان حوالوں سے قادیانیوں کا یہ دعویٰ واضح ہو گیا کہ انکے نزدیک نبوت کی تین قسمیں ہیں جن میں دو بند ہیں اور ایک خاص قسم یعنی ”ظلی بروزی“ نبوت جو آنحضرت ﷺ کی اتباع سے حاصل ہوتی ہے جاری ہے۔ نیز نبوت کی یہ خاص قسم آنحضرت ﷺ سے پہلے نہیں پائی جاتی تھی آپ کے بعد ظہور میں آئی۔ اور یہ وہی نہیں بلکہ کسی ہے۔ کیونکہ اس میں اتباع کا دخل ہے۔

تو گویا دعویٰ کے تین جز ہوئے۔ نمبر ۱۔ ظلی بروزی نبوت۔ نمبر ۲۔ یہ نبوت آنحضرت ﷺ کے بعد جاری ہوئی۔ نمبر ۳۔ یہ نبوت کسی ہے وہی نہیں۔ اب تینوں اجزا کی تنقیح، وضاحت کے بعد دیکھنا یہ چاہئے کہ مرزائی اپنے عقیدہ کے ثبوت میں جو دلیل پیش کریں وہ انکے خاص دعویٰ سے مطابقت رکھتی ہے یا نہیں۔ یعنی اس پیش کردہ آیت میں ظلی بروزی کی قید لگی ہوئی ہے؟ اور اس میں کسب سے حاصل ہونے اور حضور ﷺ کی اتباع سے ملنے کا ذکر ہے؟ اگر یہ تینوں شرطیں اس دلیل میں پائی جا رہی ہوں تو ٹھیک! ورنہ اسے رد کر دیا جائے کیوں کہ وہ دلیل دعویٰ کے مطابق نہیں۔ اور ہمارا دعویٰ ہے کہ قیام قیامت تک سارے مرزائی مل کر بھی اپنے من گھڑت دعویٰ کے مطابق دلیل نہیں پیش کر سکتے۔ ہاتوا برہانکم ان کنتم صادقین۔

ظلی بروزی کی اصطلاح

قادیانی ظلی، بروزی کی اصطلاح استعمال کر کے مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ مرزا غلام احمد کا دعویٰ عین محمد ہونے کا ہے اور رتبہ اور درجہ کے اعتبار سے تو محمدؐ سے بھی بڑھا ہوا ہونے کا ہے۔ ظل، اور بروز کا نام لیکر تو انکا مقصد صرف اور صرف یہ ہے کہ اس کی آڑ میں قادیانی نبوت کو فریب کا چولا پہنایا جائے اور آسانی سے اس فریب کاری کے ذریعہ مسلمانوں کا شکار کیا جاسکے۔ چنانچہ ملاحظہ فرمائیے مرزا قادیانی لکھتا ہے۔

”خدا ایک اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسکا نبی ہے اور وہ خاتم الانبیاء ہے اور سب سے بڑھ کر ہے اب بعد اسکے کوئی نبی نہیں مگر وہی جس پر بروزی طور سے محمدیت کی چادر پہنائی گئی۔ جیسا کہ تم جب آئینہ میں اپنی شکل دیکھو تو تم دو نہیں ہو سکتے بلکہ ایک ہی ہو اگرچہ بظاہر دو نظر آتے ہیں صرف ظل اور اصل کا فرق ہے“ (کشتی نوح ص ۱۶-۱۹)

قارئین محترم! مرزا قادیانی کا کفر یہاں ننگا ناچ رہا ہے۔ اسکا یہ کہنا کہ میں ظلی بروزی ہوں، کیا مطلب؟ جب آئینہ میں حضورؐ کی شکل دیکھو تو وہ غلام احمد ہے، اور جو غلام احمد آئینہ میں دکھائی دے رہا ہے وہ غلام احمد نہیں محمد ہی ہے۔ دونوں ایک ہیں پھر ظل اور بروزی کی دھکوسلہ بازی کیسی؟ یہ تو صرف عوام کو مغالطہ دینا ہے اور بس!

قطع نظر اس خبث و بد باطنی کے مجھے یہاں یہ عرض کرنا ہیکہ ظلی بروزی کہہ کر مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت کو قادیانی جو فریب کا چولا پہناتے ہیں وہ بھی اصولی طور پر غلط ہے۔ کیونکہ مرزا لکھتا ہے

”نقطہ محمد یہ ایسا ہی ظل الوہیت کی وجہ سے مرتبہ الہیہ سے اسکو ایسی مشابہت ہے جیسے آئینہ کے عکس کو اپنی اصل سے ہوتی ہے۔ اور امبات صفات الہیہ یعنی حیات، علم، ارادہ، قدرت، سمع، بصر، کلام مع اپنے جمیع فروع کے اتم و اکمل طور پر اس (آنحضرت ﷺ) میں انعکاس پذیر ہیں“ (سرمہ چشم آریہ ص ۲۲۲ ج ۲ درحاشیہ)

ایک دوسری جگہ لکھتا ہے:

”حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وجود ظلی طور پر گویا آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ہی تھا“ (ایام الصلح ص ۲۶۵ ج ۱۳)

ایک اور جگہ لکھتا ہے:

”خليفة در حقیقت رسول کا ظل ہوتا ہے“ (شہادت القرآن، ص ۳۵۳ ج ۶)

تو اب سوال یہ ہے کہ کیا کسی قادیانی کی ہمت ہے کہ مرزا قادیانی کے فلسفہ کے مطابق حضور ﷺ کو خدا کہہ دے؟ اور حضرت عمرؓ اور دیگر خلفا کو نبی اور رسول کہہ دے؟ قادیانی اس موقع پر قیامت تک مرزا قادیانی کا فلسفہ نہ قبول کریں گے۔ معاملہ یہ ہیکہ ظل اور بروزی کا جو معنی، مطلب اور جو فلسفہ محمد ﷺ اور مرزا کے درمیان ہے جس کی بنیاد پر اسے نبوت مل جاتی ہے۔ وہی معنی، مطلب اور وہی فلسفہ بقول مرزا حضور ﷺ اور خدا تعالیٰ کے درمیان ہے تو پھر حضور ﷺ کو خدائی کا درجہ کیوں نہیں دیا جاتا؟ یا حضرت عمرؓ اور دیگر خلفا کو نبی کا درجہ کیوں نہیں دیا جاتا؟

معلوم یہ ہوا کہ ظل و بروزی کا فلسفہ محض دھکوسلہ بازی اور مرزا کی جھوٹی نبوت کو فریب کا چولا پہنانے کی خاطر ہے۔ اس سے زیادہ اسکی کوئی حقیقت اور حیثیت نہیں ہے۔

امکان کی بحث

اکثر اوقات مرزائی امکان نبوت کی بحث چھیڑ دیتے ہیں۔ یہاں امکان کی بحث نہیں ہے، وقوع کی بحث ہے اگر وہ امکان کی بحث چھیڑیں تو تریاق القلوب کی درجہ ذیل عبارت پیش کریں۔

”مثلاً ایک شخص جو قوم کا چوہڑہ یعنی بھنگی ہے اور ایک گاؤں کے شریف مسلمانوں کی تیس چالیس سال سے یہ خدمت کرتا ہے کہ دو وقت انکے گھروں کی گندی نالیوں کو صاف کرنے آتا ہے۔ اور انکے پانچانو کی نجاست اٹھاتا ہے اور ایک دو دفعہ چوری میں بھی پکڑا گیا اور چند دفعہ زنا میں بھی گرفتار ہو کر اسکی رسوائی ہو چکی ہے اور چند سال جیل خانہ میں قید بھی رہ چکا ہے اور چند دفعہ ایسے برے کاموں پر گاؤں کے نمبرداروں نے اس کو جوتے بھی مارے ہیں اور اسکی ماں اور دادیاں اور نانیاں ہمیشہ سے ایسے ہی نجس کام میں مشغول رہی ہیں اور سب مردار کھاتے اور گوہ اٹھاتے ہیں۔ اب خدا تعالیٰ کی قدرت پر خیال کر کے ممکن تو ہے کہ وہ اپنے کاموں سے تائب ہو کر مسلمان ہو جائے اور پھر یہ بھی ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ کا ایسا فضل اس پر ہو کہ وہ رسول اور نبی بھی بن جائے اور اسی گاؤں کے شریف لوگوں کی طرف دعوت کا پیغام لیکر آوے اور کہے کہ جو شخص تم میں سے میری اطاعت نہیں کریگا خدا اسے جہنم میں ڈالے گا۔ لیکن باوجود اس امکان کے جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے کبھی خدا نے ایسا نہیں کیا۔ (تریاق القلوب ص ۲۸ ج ۱۵)

جب یہ عبارت پڑھیں تو ساری پڑھ دیں کیوں کہ عموماً تھوڑی سی عبارت پڑھنے کے بعد قادیانی کہتے ہیں کہ آگے پڑھو اور مجمع پر برا اثر ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔

یہاں پر یہ واقعہ بھی ملحوظ خاطر رہے کہ جب حضرت ابوسفیان زمانہ جاہلیت میں تجارتی سفر پر روم گئے تھے اور قیصر روم نے انھیں اپنے دربار میں بلا کر سوال پوچھے تھے جن میں سے ایک سوال حضور ﷺ کے خاندان کے بارے میں تھا۔ جس کا انھوں نے جواب دیا تھا کہ وہ ایک بلند مرتبہ خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور قیصر روم کا اس پر تبصرہ یہ تھا کہ انبیاء عالی نسب قوموں سے ہی مبعوث کئے جاتے ہیں۔ (بخاری ص ۱۴ ج ۱)

معلوم ہوا کہ نبی کا عالی نسب ہونا یہ ایسا امر ہے جس پر کافروں کو بھی اتفاق تھا مگر غلام احمد قادیانی ایسا بدترین کافر تھا کہ وہ اپنے جیسے ہر ذلیل و کمینہ و بدکار کے لئے نبوت کی گنجائش اور امکان پیدا کر رہا ہے۔ دراصل وہ اپنے ذلیل خاندان کیلئے منصب نبوت کی گنجائش نکالنے کے چکر میں ہے۔

قرآنی آیات میں قادیانی تاویلات و تحریفات کے جوابات

آیت خاتم النبیین

تاویل نمبر ۱۔ خاتم النبیین کے معنی نبیوں کی مہر کے ہیں۔ جیسا کہ مرزا قادیانی نے لکھا ہے۔

”اللہ جل شانہ نے آنحضرت ﷺ کو صاحب خاتم بنایا، یعنی آپ کو افاضہ کمال کے لئے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اسی وجہ سے آپ ﷺ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا۔ یعنی آپ ﷺ کی پیروی کمالات نبوت بخشی ہے۔ اور آپ ﷺ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے“ (حقیقت الوحی ص ۱۰۰ ج ۲۲)

جواب ۱۔ مرزا قادیانی کا بیان کردہ یہ معنی اس کے دجل و کذب کا شاہکار، اور قرآن و سنت کے سراسر خلاف ہے۔ محض اپنی جھوٹی نبوت کو سیدھی کرنے کی غرض سے مرزا نے جو معنی بیان کئے ہیں، لغت عرب میں ہرگز ہرگز مستعمل نہیں۔ قادیانیوں میں غیرت و حمیت نام کی اگر کوئی چیز ہے، تو اپنے معنی کی تائید میں قرآن و حدیث یا لغت عرب سے کوئی ایک نظیر پیش کر دیں؟

جواب ۲۔ اگر مرزا کا من گھڑت ترجمہ مان لیا جائے تو ”خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ“ کے معنی مہمل ہو گئے، اور پھر تو خاتم الاولاد کے معنی ہو گئے کہ اس کی مہر سے اولاد بنتے ہیں اور خاتم القوم کے معنی ہو گئے اسکی مہر سے قوم بنتی ہے۔ اگر قادیانیوں میں ہمت ہے تو اس ترجمہ کے ماننے کا اعلان کریں؟

جواب ۳۔ مرزا نے حقیقت الوحی میں لکھا ہے کہ نبوت کا نام پانے کیلئے صرف مرزا ہی مخصوص کیا گیا اور چودہ سو سال میں اور کوئی نبی نہیں بنا کیونکہ نبوت کی مہر ٹوٹنے کا خطرہ لاحق ہے (خلاصہ ص ۳۰۶ ج ۲۲) تو اگر خاتم النبیین کا یہی معنی ہے کہ آپ ﷺ کی مہر سے

نبی بنتے ہیں، تو کسی کے نبی بننے سے مہر کے ٹوٹنے کا خطرہ کیوں لاحق ہے؟ بلکہ پھر تو جتنے زیادہ نبی بنیں گے اسی میں اس مہر کا کمال ہے۔ یہ کیسی مہر ہے کہ بنتے بنتے بنا بھی تو ایک نبی اور وہ بھی ناقص ظنی، بروزی اور ایک آنکھ کا کاٹا؟

تاویل ۲: خاتم النبیین کا ترجمہ آخر النبیین ہے لیکن آپ ﷺ اپنے سے پہلوں کے خاتم اور آخری ہیں۔

جواب: اس معنی کے لحاظ سے ہر نبی آدم علیہ السلام کے علاوہ اپنے سے پہلے انبیاء کا خاتم ہے پھر خاتم النبیین ہونے میں آنحضرت ﷺ کی خصوصیت کیا رہی؟۔ جبکہ حضور ﷺ فرماتے ہیں مجھے چھ چیزوں کے ساتھ تمام انبیاء پر فضیلت دی گئی، ان میں سے ایک اُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً وَخُتِمَ بِي السَّيِّئُونَ آپ کا وصف خاصہ ہے اور قاعدہ ہے خَاصَّةُ الشَّيْءِ يُوجَدُ فِيهِ وَلَا يُوجَدُ فِي غَيْرِهِ لَهَذَا مَرَزَا قَادِيَانِي کا من گھڑت معنی بے سود اور باطل ہے۔

تاویل ۳: خاتم النبیین کا معنی آخر النبیین ہے لیکن الف لام اس میں عہد کا ہے نہ کہ استغراق کا۔ جس کا معنی یہ ہے کہ آپ انبیاء شریعت جدیدہ کے خاتم ہیں نہ کہ کل نبیوں کے۔

جواب ۱:- اگر الف لام عہد کا ہوتا تو معبود کلام میں مذکور ہونا چاہئے تھا اور کلام سابق میں انبیاء تشریحی کا کہیں ذکر نہیں ملتا۔ بلکہ اگر ذکر آیا ہے تو مطلق انبیاء کا جو اس امر کی لیل ہے تمام انبیاء کے آپ ﷺ خاتم ہیں۔

جواب ۲:- قادیانی اخبار الحکم اگست ۱۸۹۹ء میں لکھا ہے ”خدا نے اپنے تمام نبوتوں اور رسالتوں کو قرآن شریف اور آنحضرت ﷺ پر ختم کر دیا“ سوال یہ ہے کہ اس کا کیا مفہوم ہے؟ کیا ”تمام نبوتوں“ میں تشریحی اور غیر تشریحی شامل نہیں؟

جواب ۳:- مرزا غلام احمد نے لکھا ہے ”ہست او خیر الرسل خیر الانام۔ ہر نبوت رابرود شد اختتام“ (سراج منیر ص ۹۵ ج ۱۲) قادیانی دنیا میں اگر انصاف نام کی کوئی چیز ہے تو خود غور کریں کہ ”ہر نبوت“ میں یا تشریحی اور غیر تشریحی سب شامل نہیں؟

معلوم ہوا کہ آیت بالا میں الف لام عہد کا بتانا قادیانی بکو اس اور مرزا کے بیان کردہ تفسیری معیار کی روشنی میں قرآن مجید میں کھلی تحریف معنوی ہے۔

تاویل ۴- خاتم النبیین میں الف لام استغراق عربی کے لئے ہے استغراق حقیقی کے لئے نہیں۔ جیسا کہ ”وَيَقْتُلُونَ النَّبِينَ“ میں استغراق عربی ہے، حقیقی نہیں۔

جواب ۱- پہلے تو استغراق عربی اور حقیقی کی تعریف دیکھیں کیا ہے؟ الف لام استغراق حقیقی، اصطلاح میں اس کو کہا جاتا ہے کہ وہ جس لفظ پر داخل ہو اس کے تمام افراد بے کم و کاست مراد لئے جاسکیں۔ مثلاً عالم الغیب میں لفظ غیب جس پر الف لام داخل ہے اس سے اسکے تمام افراد مراد ہیں، یعنی تمام غائبات کا عالم۔ اور استغراق عربی میں تمام افراد مراد نہیں ہو سکتے۔ مثلاً جَمَعَ الْأَمِيرُ الصَّاعَةَ یعنی بادشاہ نے سناروں کو جمع کیا۔ یہاں صاعہ جس پر الف لام داخل ہے اس کے تمام افراد مراد نہیں، بلکہ مراد یہ ہے کہ اپنے شہر یا قلم رو کے تمام سناروں کو جمع کیا۔ کیوں کہ پوری دنیا کے سناروں کو جمع کرنا مراد بھی نہیں اور ممکن بھی نہیں

باتفاق علماء عربیت و اصول استغراق عربی اس وقت مراد لیا جاتا ہے جب استغراق حقیقی نہ بن سکتا ہو، یا عرفا اس کے تمام افراد مراد نہ لئے جاسکتے ہوں۔ اس اصول کے اعتبار سے خاتم النبیین میں جب استغراق حقیقی مراد لیا جاسکتا ہے تو ظاہری بات ہے کہ استغراق عربی مراد لینا جائز نہ ہوگا۔ خاتم النبیین کے بلا تکلف استغراق حقیقی کے ساتھ یہ معنی صحیح ہیں کہ آپ ﷺ تمام انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں، پھر کیا وجہ ہے کہ استغراق حقیقی کو چھوڑ کر بلا دلیل و قرینہ اور بلا کسی وجہ کے استغراق عربی مراد لیا جائے!!

باقی رہا یہ مسئلہ کہ آیت کریمہ ”وَيَقْتُلُونَ النَّبِينَ“ کو اپنے دعویٰ کی تائید میں پیش کرنا، تو ہم عرض کر چکے ہیں کہ جب استغراق حقیقی نہ بن سکے گا تو استغراق عربی کی طرف ہم جائیں گے۔ اور اس آیت میں کھلی ہوئی بات ہے کہ ”وَيَقْتُلُونَ النَّبِينَ“ کا الف لام استغراق حقیقی کیلئے کسی طرح نہیں ہو سکتا۔ ورنہ آیت کے یہ معنی کرنے پڑیں گے کہ بنی اسرائیل تمام انبیاء علیہم السلام کو قتل کرتے تھے۔ حالانکہ یہ بات کسی طرح درست نہیں ہو سکتی، بلکہ کذب محض ہوگی۔ کیوں کہ اول تو بنی اسرائیل کے زمانہ میں تمام انبیاء موجود نہ تھے، بہت سے ان میں سے پہلے گزر چکے تھے اور بعض ابھی پیدا بھی نہ ہوئے تھے پھر انکا تمام انبیاء کو قتل کرنا کیا مطلب رکھتا ہے؟

دوسرے یہ کہ یہ بھی ثابت نہیں کہ بنی اسرائیل نے اپنے زمانہ کے تمام انبیاء کو بلا استثناء قتل ہی کر ڈالا ہو۔ بلکہ قرآن عزیز ناطق ہے کہ ”فَفَرِّقُوا كَذِبُكُمْ وَفَرِّقُوا تَقْتُلُونَ“ جس سے واضح طور پر معلوم ہو گیا کہ بنی اسرائیل نے تمام انبیاء موجودین کو بھی قتل نہیں کیا۔ اس اعلان کے بعد بھی اگر ”وَيَقْتُلُونَ النَّبِيْنَ“ کے الف لام کو استغراق حقیقی کے لئے رکھا جاوے تو جس طرح واقعات اور مشاہدات اسکی تکذیب کریں گے اسی طرح خود قرآن کریم بھی اس کو غلط ٹھہرائے گا۔ اس لئے یہاں استغراق عرفی ہی مراد لیا جائے گا، حقیقی نہیں۔

بخلاف آیت خاتم النبیین کے کہ اس میں تخصیص کرنے کی کوئی وجہ نہیں، اس میں معنی حقیقی لینا بلا تامل درست ہیں۔ یعنی حضور سید عالم تمام انبیاء علیہم السلام کے ختم کرنے والے ہیں۔ یہاں یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ قادیانی اگر یوں ہی نفس پرستی اور خود غرضی کی بنیاد پر جہاں چاہیں استغراق عرفی مراد لے سکتے ہیں تو ہمارا ان سے سوال ہے کہ مندرجہ ذیل آیتوں میں بھی الف لام ”النَّبیین“ پر داخل ہے، کیا اس جگہ بھی استغراق عرفی مراد لیں گے؟ اگر ہمت ہے تو اس کا اعلان کریں؟

”وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ“
لیکن نیکی تو یہ ہے کہ جو کوئی ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر اور ملائکہ پر اور سب کتابوں پر اور پیغمبروں پر۔ (بقرہ ۱۷۷)

کیا یہاں استغراق عرفی مراد لیکر قادیانی یہ معنی مطلب بیان کریں گے کہ تمام انبیاء پر ایمان لانا ضروری نہیں؟

اسی طرح آیت فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيِّنَ مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ میں کیا استغراق عرفی مراد لیکر یہ معنی مطلب بیان کریں گے کہ اللہ نے بعض انبیاء کو بشیر و نذیر بنایا ہے اور بعض کو نہیں؟

۱۔ اس قسم کی مثالیں قرآن مجید میں بے شمار ہیں جہاں الف لام النبیین پر داخل ہے لیکن وہاں استغراق عرفی کسی طرح مراد نہیں لیا جاسکتا مثلاً ”وَلَا يَأْتِ فَرْحًا أَنْ تَخْلُذُوا الْمَلَائِكَةَ وَالنَّبِيِّينَ أَرْبَابًا“ آل عمران ۸۰ (۲) مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین، (۳) وَوَضَعَ الْكِتَابَ بِالْإِنْبِیِّیْنَ وَالشَّهَادَةِ (۴) وَآذَ أَخَذَ اللّٰهُ مِثْقَالَ النِّبِیِّیْنَ (۵) وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ الْبِیِّیْنَ عَلَى بَعْضٍ ۚ لَا ئَتِ

اگر آیات مذکورۃ الصدر اور ان کی امثال میں استغراق عرفی مراد نہیں لیا جاسکتا تو کوئی وجہ نہیں کہ خاتم النبیین میں استغراق عرفی مراد لیا جائے۔ یا للعجب!! سارا قرآن اول سے آخر تک خاتم النبیین کے نظائر سے بھرا ہوا ہے ان میں سے کوئی نظیر پیش نہ کی گئی اور کسی پر ان کو قیاس نہ کیا گیا۔ قیاس کے لئے ملی تو آیت وَيَقْتُلُونَ النَّبِيْنَ جس میں بداہت اور مشاہدہ نے آفتاب کی طرح استغراق حقیقی کو غیر ممکن بنا دیا ہے۔ اور پھر قرآن کریم نے اسکا اعلان صاف صاف لفظوں میں کر دیا ہے۔

جواب ۲۔ سب سے زیادہ قابل غور بات یہ ہے کہ اگر ان سب امور سے قطع نظر کریں اور قواعد عربی سے بھی آنکھیں بند کر لیں اور آیت میں کسی طرح استغراق عرفی مراد لے لیں تو پھر آیت خاتم النبیین کے معنی ہونگے۔ آنحضرت ﷺ تمام انبیاء کے خاتم نہیں ہیں۔ لیکن جس شخص کو خداوند تعالیٰ نے سمجھ بوجھ سے کچھ حصہ دیا ہے وہ بلا تامل سمجھ سکتا ہے کہ اس صورت میں خاتم النبیین ہونا آنحضرت ﷺ کی کوئی خصوصی فضیلت نہیں رہتی بلکہ آدم علیہ السلام کے بعد ہر نبی اپنے سے پہلے انبیاء کا خاتم ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے سے پہلے انبیاء کیلئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے سے پہلے انبیاء کیلئے (اور اسی طرح سلسلہ بسلسلہ) حالانکہ آیت مذکورہ کا سیاق بتلا رہا ہے کہ خاتم النبیین ہونا آپ ﷺ کی مخصوص فضیلت ہے علاوہ بریں خود آنحضرت ﷺ نے ختم نبوت کو اپنے ان فضائل میں شمار فرمایا ہے جو آپ ﷺ کے لئے مخصوص ہیں اور آپ ﷺ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں۔ چنانچہ حدیث مسلم بروایت ابو ہریرہؓ پہلے گزر چکی ہے جس میں آپ ﷺ نے اپنی چھ مخصوص فضیلتیں شمار کرتے ہوئے فرمایا ہے 'وَأَرْسَلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةٍ وَخُتِمَ بِي النَّبِيُّونَ' اور منجملہ مخصوص فضائل کے یہ ہے کہ میں تمام مخلوقات کی طرف مبعوث ہوا ہوں۔ اور مجھ پر انبیاء ختم کر دیئے گئے۔ (رواہ مسلم)

جواب ۳۔ اگر ان تمام چیزوں سے آنکھیں بند کر لیں اور اپنی دھن میں اسکا بھی خیال نہ کریں کہ آیت میں استغراق عرفی کے ساتھ بعض انبیاء یعنی اصحاب شریعت مراد لینے سے آیت کے معنی درست ہو گئے یا غلط۔ بفرض محال اس احتمال کو نافذ اور جائز قرار دیں، تب

بھی مرزا قادیانی اور انکے اذئاب کا مقصد ”ہنوز دلی دور است“ کا مصداق ہے۔ کیوں کہ ہم اوپر عرض کر چکے ہیں کہ قرآن مجید کی تفسیر محض احتمالات عقلیہ اور لغویہ سے نہیں ہو سکتی جب تک کے مذکورہ سابقہ اصول تفسیر سے اسکی صداقت پر شہادت نہ لے لی جائے۔

لیکن مرزا قادیانی اور انکی ساری امت ملکر قرآن مجید کی کسی ایک آیت میں یہ نہیں دکھلا سکتے (اور ہرگز نہ دکھلا سکیں گے)، (وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا) کہ آیت خاتم النبیین میں فقط انبیاء تشریفی یعنی اصحاب شریعت جدیدہ مراد ہیں؟

اسی طرح انکی تمام ذریت، احادیث کے اتنے وسیع دفتر میں کسی ایک صحیح بلکہ ضعیف حدیث میں بھی آیت خاتم النبیین کی یہ تفسیر نہیں دکھلا سکتے ہیں کہ اس سے خاتم النبیین التشریعیین مراد ہیں۔

اسی طرح مرزا قادیانی اور انکے تمام اذئاب، آثار صحابہ اور تابعین کے وسیع تر میدان میں سے کوئی ایک بھی اثر اس تفسیر کے ثبوت میں پیش نہیں کر سکتے ہیں اور ہرگز نہیں۔

اور اگر یہ سب کچھ نہیں تو ائمہ تفسیر کی مستند اور معتبر تفاسیر ہی میں سے کوئی تفسیر پیش کریں جس میں خاتم النبیین کی مراد بیان کی گئی ہو۔ کہ ختم کرنے والے تشریفی انبیاء کے۔ مرزا قادیانی اور انکی ساری امت ایڑی چوٹی کا زور لگا کر بھی قیامت تک اصول مذکورہ میں سے کسی ایک اصل کو بھی اپنی گھڑی ہوئی اور مخترع تفسیر، بلکہ تحریف کی شہادت میں پیش نہ کر سکیں گے۔

جواب ۴۔ ہم علاوہ تفسیر اور اصول کے خود اسی آیت کے سیاق و سباق پر نظر ڈالتے ہیں تو بلا تامل آیت بول اٹھتی ہے کہ خاتم النبیین میں نبیین سے تمام انبیاء مراد ہیں۔ جمہور عربیت و اصول کا مذہب یہی ہے کہ لفظ نبی عام ہے اور لفظ رسول خاص۔ یعنی رسول صرف اس نبی کو کہا جاتا ہے کہ جس پر شریعت مستقلہ نازل ہوئی ہو اور نبی اس سے عام ہے، صاحب شریعت مستقلہ کو بھی نبی کہتے ہیں اور اس کو بھی جس پر شریعت مستقلہ نازل نہیں ہوئی۔ اور ظاہر ہے کہ آیت میں آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین کہا گیا ہے، خاتم المرسلین نہیں فرمایا۔ کیوں کہ اس سے پہلے آپ ﷺ کی نسبت لفظ رسول فرمایا گیا ہے ”وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ“ لفظ رسول کے ساتھ ظاہر ہے کہ خاتم المرسلین بنسبت خاتم النبیین کے زیادہ چسپاں ہے۔ مگر

سبحان اللہ! خدا علیم وخبیر کا کلام ہے وہ جانتا ہے کہ امت میں وہ لوگ بھی پیدا ہونگے جو آیت میں تحریف کریں گے، اس لئے یہ اسلوب بدل کر اس تحریف کا دروازہ بند کر دیا۔ چنانچہ امام المفسرین ابن کثیرؒ نے اس پر متنبہ فرمایا ہے۔

وقوله تعالى ولكن رسول الله وخاتم النبيين وكان الله بكل شيء عليماً. فهذه الآية. نص في انه لا نبي بعده واذا كان لا نبي بعده فلا رسول بعده بالطريق الا ولى والاخرى لان مقام الرسالة اخص من مقام النبوه فان كل رسول نبي ولا ينعكس وبذلك وردت الاحاديث المتواترة عن رسول الله ﷺ من حديث جماعته من الصحابة (تفسير ابن كثير ۸۹ ج ۸)

اور فرمان اللہ تعالیٰ آیت ”ولكن رسول الله وخاتم النبيين وكان الله بكل شيء عليماً“ اس بارہ میں صاف وصریح ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور جب کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں، تو رسول بھی بدرجہ اولیٰ نہ ہوگا۔ اس لئے کہ مقام رسالت بہ نسبت مقام نبوت خاص ہے کیوں کہ ہر رسول کے لئے نبی ہونا شرط ہے اور نبی کے لئے رسول ہونا ضروری نہیں۔ اور اسی پر وارد ہوئی ہیں رسول اللہ ﷺ کی احادیث، جن کو صحابہ کرام کی ایک بڑی جماعت نے روایت کی ہے۔

اسی طرح سید محمد آلوسیؒ نے اپنی تفسیر میں بیان فرمایا ہے:

والمراد بالنبي ما هو اعم من الرسول فيلزم من كونه ﷺ خاتم النبيين خاتم المرسلين۔ اور نبی سے وہ مراد ہے جو رسول سے عام ہے اور اس لئے آپ ﷺ کے خاتم النبيين ہونے سے خاتم المرسلين (یعنی اصحاب شریعت انبیاء کا خاتم) ہونا بھی لازم آتا ہے (روح المعانی ص ۶۰ ج ۸)

اور کلیات ابوالبقاء میں ہے کہ آیت میں نفی نبوت نفی رسالت کو بھی شامل ہے۔

تاویل ۵: قادیانی کہتے ہیں کہ حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کے لئے خاتم المحدثین بعض حضرات کیلئے خاتم المفسرین کے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں اور وہ سب مجاز پر محمول کیا جائے گا۔ لہذا اسی محاورہ کی طرح یہاں بھی خاتم النبيين کا معنی و مطلب ہوگا۔

جواب ۱- خاتم المحدثین: خاتم المحققین: خاتم المفسرین وغیرہ انسان کا کلام ہے جس کو کل کی کچھ خبر نہیں کہ کل کیا ہونے والا ہے۔ کتنے آدمی پیدا ہوں گے، کتنے

میں گے، کتنے عالم ہوں گے، کتنے جاہل ہوں گے، کتنے محدث و مفسر ہوں گے، اور کتنے آوارہ پھریں گے۔ اس لئے اس کو کوئی حق نہیں کہ وہ کسی کو خاتم النبیین کہے۔ اگر کہیں کسی کے کلام میں ایسے الفاظ پائے جائیں تو سوائے اس کے چارہ نہیں کہ اسے مجاز یا مبالغہ پر محمول کیا جائے۔ ورنہ یہ کلام لغو اور بے معنی ہو جائے گا۔ لیکن کیا عالم الغیب ذات کے کلام کو بھی اس پر قیاس کیا جائے گا؟ جس کے علم محیط سے کوئی چیز باہر نہیں اور جو اپنے علم اور اختیار کے ساتھ انبیاء کرام کو مبعوث فرماتا ہے۔ پس علیم و خیر اور حکیم ذات کے کلام میں اگر کسی کی ذات کے متعلق خاتم النبیین کا لفظ جو ارشاد کیا گیا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ اس کے حقیقی معنی مراد نہ لئے جائیں جو کہ بلا تکلف مراد لئے جاسکتے ہیں اور ان کو چھوڑ کر مجاز و مبالغہ پر حمل کرنا صریحاً ناجائز ہے۔ الغرض انسان کے کلام میں ہم مجبور ہیں کہ ان کلمات کو ظاہری معنی سے پھیر کر مبالغہ یا مجاز پر محمول کریں۔ مگر خداوند قدوس کے کلام میں ہمیں اس کی ضرورت نہیں اور بلا ضرورت حقیقی معنی کو چھوڑ کر مجاز کی طرف جانا اصول مسلم کے خلاف ہے۔

امام غزالی فرماتے ہیں

”ليس فيه تاويل ولا تخصيص ومن اوله بتخصيص فكلامه من انواع

الهديان لا يمنع الحكم بتكفيره لانه مكذب لهذه النص الذي اجتمعت

الامة على انه غير ماول ولا مخصوص“ (الاقتصاد ص)

آیت خاتم النبیین میں نہ کوئی تاویل ہے اور نہ تخصیص۔ اور جو شخص اس میں کسی قسم کی

تخصیص کرے اس کا کلام ہدیان کی قسم سے ہے۔ اور یہ تاویل اس کو کافر کہنے کے حکم سے

روک نہیں سکتی کیوں کہ وہ اس آیت (خاتم النبیین) کی تکذیب کر رہا ہے جس کے متعلق

امت کا اجماع ہے کہ وہ ماول یا مخصوص نہیں

الغرض چونکہ قرآن عزیز اور احادیث نبویہ اور اجماع صحابہ اور اقوال سلف نے

اس کا قطعی فیصلہ کر دیا کہ خاتم النبیین اپنے حقیقی معنی پر محمول ہے۔ نہ اس میں مجاز ہے نہ

کوئی مبالغہ اور نہ تاویل و تخصیص۔ اب اسے کسی مجازی معنی پر محمول کرنے کیلئے قیاس کے

انگل پچو چلانا ناجائز نہیں۔

مخفی نہیں رہے کہ حق تعالیٰ کے ارشاد ”وَلَكِنْ رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ“ کو عوام

الناس کے قول پر قیاس کرنا انتہائی جہالت و نادانی کا کرشمہ ہے۔ کیونکہ اول تو یہ مقولہ ایک

عامی محاورہ ہے جو تحقیق پر مبنی نہیں۔ بہت سے محاورات مقامات خطابہ میں استعمال ہوتے ہیں جن کا مدار تحقیق پر نہیں ہوتا۔ بخلاف ارشاد خداوندی کے کہ وہ سراسر تحقیق ہے اور حقیقت واقعہ سے سرمو متجاوز نہیں بلکہ قرآن کریم کے وجوہ اعجاز میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس کے ایک کلمہ کی جگہ مخلوق دوسرا کلمہ نہیں لاسکتی۔ کیونکہ اس مقام کے حق اور حقیقت غرض کی گہرائی کا احاطہ انسانی طاقت سے خارج ہے۔

جواب ۲۔ یہ کہ اس فقرہ کے قائل نے خود بھی تحقیق کا ارادہ نہیں کیا۔ کیونکہ نہ تو اسے غیب کا علم ہے اور نہ وہ غیب کے پردہ میں چھپی ہوئی چیزوں سے باخبر ہے کہ دوام کی رعایت رکھ کر بات کہتا۔ بخلاف باری تعالیٰ کے کہ اس کے لئے ماضی اور مستقبل یکساں ہیں۔

جواب ۳۔ یہ کہ یہ فقرہ ہر شخص اپنے گمان کے موافق کہتا ہے۔ اور ایک ہی زمانہ میں متعدد لوگ کہتے ہیں اور انہیں ایک دوسرے کے قول کی خبر نہیں ہوتی۔ بلکہ ایک شخص اس اطلاع کے باوجود کہ اس زمانہ میں دیگر اصحاب کمال بھی موجود ہیں، اس لفظ کا اطلاق کرتا اور قطعی قرینہ پر اعتماد کرتا ہے کہ دوسرے لوگ خود مشاہدہ کرنے والے ہیں اس لئے میرے سامعین ایک ایسی چیز کے بارے میں جسے وہ خود اپنی آنکھوں سے دیکھتے اور اپنی کانوں سے سنتے ہیں، میرے کلام کی وجہ سے غلط فہمی میں مبتلا نہیں ہونگے۔

جواب ۴۔ یہ کہ ہر شخص کی مراد اپنے زمانہ کے لوگوں تک محدود ہوتی ہے، مستقبل سے اسے کوئی سروکار نہیں ہوتا۔

جواب ۵۔ اس قادیانی دجال کے خیال کے مطابق نعوذ باللہ آئندہ آنے والے ہر نبی پر ایک اعتبار سے خاتم کا اطلاق کر سکتے ہیں اندریں حالت آیت کے مضمون کا کوئی حاصل اور نتیجہ ہی نہیں نکلتا۔

جواب ۶۔ یہ کہ جس صورت میں کہ (دجال قادیان کے بقول) خاتم کے معنی مہر لگانے والے کے لئے جائیں تو اس صورت میں اگر خاتم الانبیا کا زمانہ تمام انبیاء کرام سے مقدم ہوتا، جب بھی آپ ﷺ خاتم بالمعنی المذکور ہوتے۔ حالانکہ یہ قطعاً بے معنی بات ہے۔ ایسی حالت میں مقدم النبیین بولتے ہیں نہ کہ خاتم النبیین۔

جواب ۷۔ یہ کہ اس تقدیر پر اگر خاتم النبیین ﷺ کو امت مرحومہ کے ساتھ کوئی زائد خصوصی تعلق باقی نہیں رہ جاتا۔ حالانکہ آیت کا سیاق یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کو امت کیساتھ ابوت کے بجائے خاتم نبوت کا علاقہ ہے۔ اور شاید آنحضرت ﷺ کی زینہ اولاد اسی واسطے نہیں رہی تاکہ آپ ﷺ کے بعد نبوت کی طمع کلی طور پر منقطع ہو جائے۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ سے علاقہ ابوت مت تلاش کرو بلکہ اس کی جگہ علاقہ نبوت ڈھونڈو اور وہ بھی ختم نبوت کا علاقہ۔ اور آپ ﷺ کی زینہ اولاد کے زندہ نہ رہنے میں یہ ارشادہ تھا کہ آپ ﷺ کے بعد سلسلہ نبوت باقی نہیں رہے گا۔ جیسا کہ بعض صحابہ مثلاً عبد اللہ ابن ابی اوفیٰؓ اور ابن عباسؓ کے الفاظ سے سمجھا جاتا ہے۔ دیکھئے شرح مواہب جلد ثالث۔ ذکر ابراہیم اور وراثت نبوت کے لئے جامع البیان اوائل سورۃ مریم مع حاشیہ اور مواہب لدنیہ میں خصائص کی بحث دیکھئے۔

غرض یہ کہ محاورہ عامیہ، تحقیقی کلام نہیں ہے بلکہ تسابیل اور تسامح پڑنی ہے۔ اور اس کے نظائر احیاء العلوم (مصنفہ امام غزالیؒ) کے ”باب آفات لسان“ میں ملاحظہ کئے جائیں۔ نیز جو کلام انہوں نے فخریہ القاب۔ مثلاً شہنشاہ پر کیا ہے اسے بھی ملاحظہ کئے جائیں۔ اور ممدوحین کے روبرو ان کی تعریف و توصیف کی ممانعت معلوم ہی ہے۔ پس یہ محاورات تو تحقیقی ہیں اور نہ شرعی ہیں۔ (اس نوعیت کے غیر ذمہ دارانہ القاب و محاورات تو کیا شرعی ہوتے ہیں) چہ جائیکہ شارع علیہ السلام نے برہ نام کو بھی پسند نہیں فرمایا (کہ اس میں تزکیہ و توصیف کی جھلک تھی۔)

جواب ۸۔ یہ کہ لفظ ختم کا مدلول یہ ہے کہ خاتم کا حکم و تعلق اس کے ماقبل پر جاری ہوتا ہے۔ اور سابقین اس کی سیادت و قیادت کے ماتحت ہوتے ہیں۔ جس طرح کہ بادشاہ موجودین کا قائد ہوتا ہے۔ نہ کہ ان لوگوں کا جو هنوز پردہ عدم میں ہوں اور اس کی سیادت کا ظہور اور اس کے عمل کا آغاز عایا کے جمع ہونے کے بعد ہوتا ہے۔ نہ کہ اس سے پہلے۔ گویا اجتماع کے بعد کسی قوم کا کسی کی آمد کے لئے منتظر اور چشم براہ ہونا اس امر کا اظہار ہے کہ معاملہ اس کی فائت پر موقوف ہے۔ بخلاف اس کی عکس صورت کے کہ (قائد آئے اور چلا جائے اور ماتحت عملہ اس کے بعد آئے۔ اس صورت میں کسی قرینے سے اس امر کا اظہار نہیں ہوتا۔ بلکہ اس پیشرو کی برتری اور سیادت کا تصور) محض ایک معنوی اور ذہنی چیز ہے۔ (جس کا خارج

میں کوئی اثر و نشان نہیں ہوتا۔ نہ اس پر کوئی دلیل و برہان ہے) یہی وجہ ہے کہ عاقب‘ حاشرا اور مقفیٰ جو سب آنحضرتؐ کے اسمائے گرامی ہیں مابعد کے لحاظ سے نہیں (بلکہ ماقبل لحاظ سے ہیں۔ جیسا کہ ان کے معانی پر غور کرنے سے بادی تامل معلوم ہو سکتا ہے) اور خاتمیت سے یہ مراد لینا کہ چونکہ آپؐ کی نبوت بالذات ہے اور دوسروں کی نبوت بالعرض۔

لہذا آپ ﷺ سے استفادہ کے ذریعہ اب بھی نبوت مل سکتی ہے۔ خاتمیت کا یہ مفہوم غلط ہے کیوں کہ مابالذات اور مابالعرض کا ارادہ فلسفہ کی اصطلاح ہے۔ نہ تو یہ قرآن کریم کا عرف ہے۔ نہ زبان عرب ہی اس سے آشنا ہے۔ اور نہ قرآن کریم کی عبارت میں اس کی جانب کسی قسم کا اشارہ یا دلالت موجود ہے۔ پس اس آیت میں ”استفادہ نبوت“ کا اضافی مضمون داخل کرنا محض خود غرضی اور مطلب براری کے لئے قرآن پر زیادتی ہے۔ البتہ سنت اللہ یہی واقع ہوئی ہے کہ ختم زمانی کا منصب عالی اسی شخصیت کے لئے تجویز فرمایا گیا جو قطعی طور پر امتیازی کمال میں سب سے فائق تھی اور تمام سابقین کو اس کی سیادت و قیادت کے ماتحت رکھا گیا۔ اور انبیاء کرام کو نبوت پیدا کرنے کے لئے نہیں بھیجا جاتا (کہ مہر لگا لگا کر نبی پیدا کریں) بلکہ سیادت و قیادت اور سیاست درسیاست کیلئے مبعوث کیا جاتا ہے۔ قوم نماز کیلئے پہلے جمع ہو تو اس کے بعد امام مقرر کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے یہی محمل ہے حق تعالیٰ کے ارشاد: ”يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ“ (بنی اسرائیل ۷) کا پہلی امتوں میں انبیاء کرام تکمیل کار کیلئے رسولوں کے ماتحت ہوتے تھے چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کی دعا ہے: ”اَسْئَلُكَ بِهٖ اَذْرٰی وَاَسْئَرُكَ فِیْ اَمْرِی“ (طہ ۲۰) نیز موسیٰ علیہ السلام کی درخواست کے جواب میں ارشاد خداوندی ہے: ”سَنَسْئَلُكَ عَصَدُكَ بِاَخِيكَ“ اور حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کے مقام میں کمال کا کوئی جزء باقی نہیں چھوڑا گیا (بلکہ کار نبوت کی تکمیل من کل الوجوہ آپ ﷺ کی ذات گرامی سے کرا دی گئی لہذا اب کوئی منصب باقی نہ رہا جس کے لئے کسی نئے نبی کو مبعوث کیا جاتا۔ چنانچہ آپ ﷺ کی شان تو یہ ہے)

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری ☆ آنچہ خواہاں ہمہ دارند تو تنہا داری
تاویل۔ ۶ خاتم کا معنی انگشتی ہے۔ قادیانی کہتے ہیں خاتم النبیین میں خاتم بمعنی
غلینہ ہے اگر یہاں نگینہ مراد لیکر زینت کا معنی مراد لیا جائے اور کلام کا معنی یہ ہوں کہ آپ ﷺ
سب انبیاء کی زینت ہیں تو اس صورت میں آیت کو ختم نبوت سے کوئی تعلق ہی باقی نہیں رہتا۔

جواب ۱- لیکن جب ہم اسکو اصول تفسیر پر رکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ محض قرآن پر افترا ہے۔ اسکی ہرگز وہ مراد نہیں، جو قادیانی لینا چاہتے ہیں۔

اول تو اس وجہ سے کہ خاتم بمعنی زینت مراد لینا مجازی معنی ہیں۔ اور جبکہ اس جگہ حقیقی معنی بلا تکلف درست ہیں تو حسب تصریحات علماء لغت و بلاغت و اصول، معنی مجازی کی طرف جانکی کوئی وجہ نہیں۔ دوسرے احادیث متواترہ نے جو تفسیر اس آیت کی صاف صاف بیان کی ہے یہ اسکے خلاف ہے۔

جواب ۲- یہ تفسیر اجماع اور آثار سلف کے بھی خلاف ہے۔ جیسا کہ ہم نے اوپر مفصل عرض کیا ہے۔

جواب ۳- ائمہ تفسیر کی شہادتیں بھی اسکے خلاف ہیں۔ پھر کیا کوئی مسلمان قرآن عزیز کے ایسے معنی تسلیم کر سکتا ہے؟ جو قواعد عربیت کے بھی خلاف ہوں اور خود تصریحات قرآن مجید کے بھی۔ احادیث متواترہ اور آثار سلف بھی اسکو رد کرتے ہوں اور ائمہ تفسیر بھی۔

جواب ۴- اور اگر اسی طرح ہر کس و ناکس کے خیالات اور ہر حقیقی یا مجازی معنی قرآن عزیز کی تفسیر بن سکتے ہیں تو کوئی یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ تمام قرآن مجید میں جہاں کہیں اقیمو الصلوٰۃ وغیرہ کے الفاظ سے نماز کی فرضیت کی تاکید کی گئی ہے سب جگہ محض درود بھیجنا اور دعا کرنا مراد ہے جو لفظ صلوٰۃ کے لغوی معنی ہیں۔

اسی طرح آیت کریمہ ”فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ“ (البقرہ ۱۸۵) وغیرہ جو میں روزہ کی فرضیت ثابت ہے۔ اسکا لغوی ترجمہ اور مطلب یہ ہے کہ جب رمضان کا مہینہ آئے تو تم رک جاؤ کیوں کہ لغت عرب میں صوم کے لغوی معنی صرف رک جانا ہیں۔

اسی طرح حج اور زکوٰۃ وغیرہ کے الفاظ میں ان سب کے معنی اگر احادیث اور آثار سلف وغیرہ سے آنکھیں بند کر کے صرف از روئے لغت کئے جائیں تو مرزا قادیانی اور انکے اذنا ب کی عنایت سے سارے فرائض سے چھٹی ہو جائے گی۔ بلکہ عجب نہیں کہ خود دین اسلام سے بھی آزادی مل جائے۔ (والعیاذ باللہ تعالیٰ)

لیکن آیات مذکورہ میں صوم و صلوٰۃ اور حج وغیرہ کے الفاظ سے انکے معنی لغوی کو اس لئے چھوڑا جاتا ہے کہ قرآن عزیز کی دوسری آیت اور احادیث متواترہ اور آثار سلف سے جو تعبیر انکی ثابت ہے اس کے خلاف ہے۔ اور اگر آج کوئی ان آیات کے وہ لغوی معنی بتلا کر لوگوں کو ان فرائض کی پابندیوں سے آزاد کرنا چاہے تو بحمد اللہ مسلمانوں کا ہر جاہل و عالم یہی جواب دے گا ”اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا“ (الفرقان ۶۳)

غرض کوئی جاہل سے جاہل بھی اس قسم کی تحریفات کے ماننے پر تیار نہیں ہو سکتا۔ ٹھیک اسی طرح اگرچہ خاتم بمعنی زینت مجاز امراد لینا محتمل ہے، لیکن چونکہ یہ احتمال نصوص قرآن وحدیث اور تفاسیر سلف کے خلاف ہے۔ اس لئے اسی طرح مردود اور ناقابل قبول ہوگا، جس طرح صوم، صلوٰۃ، حج، زکوٰۃ، وغیرہ ارکان دین کے مشہور لغوی معنی لینا باتفاق مردود ہیں۔

لفظ خاتم کا مرزا قادیانی کے یہاں استعمال

مرزا قادیانی نے سیکڑوں مرتبہ لفظ خاتم استعمال کیا اور ان مقامات کے بغیر جہاں خاتم التبيين کی تفسیر ”نبی ساز“ کرتے ہیں باقی ہر مقام پر اس لفظ کو ”آخری“ کے معنوں میں استعمال کیا ہے۔ مثلاً

نمبر ۱- خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں بارہ موسوی خلیفوں کا ذکر فرمایا۔ جن میں سے ہر ایک حضرت موسیٰ کی قوم میں سے تھا اور تیرواں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر فرمایا جو موسیٰ کی قوم کا خاتم الانبیاء تھا۔ (تحفہ گولڈیہ ص ۱۲۳ ج ۱۷)

نمبر ۲- ”یہ ماننا ضروری ہے کہ وہ (خود مرزا قادیانی) اس امت کا خاتم الاولیاء ہے۔ جیسا کہ سلسلہ موسویہ کے خلیفوں میں حضرت عیسیٰ خاتم الانبیاء ہے۔

(تحفہ گولڈیہ ص ۱۲۷ ج ۱۷)

کیا یہ عجیب بات نہیں کہ مرزا قادیانی نے لفظ خاتم کو باقی ہر مقام پر آخری کے معنوں میں استعمال کیا ہے۔ لیکن جب خاتم التبيين کی تفسیر کرنے لگا تو کہا ”اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم التبيين ٹھرا۔ یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشی ہے۔ اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے۔“ (حقیقت الوحی ص ۱۰۰ ج ۲۲)

اور اس سے عجب تر یہ ہے کہ جب اپنے آپ کو خاتم الخلفاء والا نبیا قرار دیتا ہے تو لفظ خاتم کو پھر ”آخری“ کے مفہوم میں استعمال کرتا ہے۔

ایک شبہ

مرزائیوں کی جانب سے شبہ یہ ڈالا جاتا ہے کہ یہ تحریرات نومبر ۱۹۰۱ء سے پیشتر کی ہیں۔ کہ جس وقت مرزا قادیانی کو نبوت نہیں ملی تھی لہذا یہ تمام تحریریں منسوخ کہی جائیں گی۔

جواب

نبوت کا دعویٰ کفر ہے۔ دعویٰ نبوت کا تعلق عقائد سے ہے اور نسخ عقائد میں جاری نہیں ہوتا، احکام میں ہوتا ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ جو بات پہلے کفر کی تھی وہ بعد میں اسلام بن جائے۔ نیز انبیاء کفر سے قبل از نبوت بھی ایسے ہی پاک ہوتے ہیں جیسے بعد از نبوت۔ نیز بد عقل اور بد فہم کبھی نبی نہیں ہو سکتا جبکہ مرزا بد عقل اور بد فہم تھا۔

مرزائی جماعت سے ایک سوال؟

مرزا قادیانی کی ان تمام عبارات سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ دعویٰ نبوت سے پہلے مرزا قادیانی بھی خاتم النبیین کے معنی وہی سمجھتا تھا جو تیرہ سو برس سے تمام دنیا کے مسلمان سمجھتے چلے آئے۔ اور اب دعویٰ نبوت کے بعد مرزا قادیانی خاتم النبیین کے دوسرے معنی بیان کرتا ہے جس کی بنا پر نبوت کا جاری ہونا ضروری ہو گیا۔ اور بقول مرزا جس مذہب میں وحی نبوت نہ ہو وہ شیطانی اور لعنتی مذہب کہلانے کا مستحق ہے (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۲۱ ج ۳۰۶) ”جو شخص یہ کہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ ہو گا وہ دین دین نہیں اور نہ وہ نبی نبی ہے“ (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۲۱ ج ۳۰۶)

اب سوال یہ ہیکہ خاتم النبیین کے کون سے معنی صحیح ہیں پس اگر خاتم النبیین کے جدید معنی صحیح ہیں، تو یہ لازم آئے گا کہ تیرہ سو سال میں جس قدر بھی مسلمان گزر چکے وہ سب کافر اور بے ایمان مرے۔ گویا کہ عہد صحابہ کرامؓ سے لیکر اس وقت تک تمام امت کفر پر گزری اور دعویٰ نبوت سے پہلے خود مرزا صاحب بھی جب تک اسی سابقہ عقیدہ پر رہے،

کافر رہے اور پچاس برس تک جملہ آیات و احادیث کا مطلب بھی غلط سمجھتے رہے۔ اور تمام امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ جو شخص تمام امت کی تکفیر و تہلیل کرتا، اور احمق و جاہل قرار دیتا ہو وہ بالاجماع کافر اور گمراہ ہے۔ لہذا مرزا قادیانی بالاجماع کافر اور گمراہ ٹھہرا۔

اور اگر خاتم النبیین کے پہلے معنی صحیح ہیں جو تمام امت نے سمجھے اور مرزا صاحب بھی دعویٰ نبوت سے پہلے وہی سمجھتے تھے تو لازم آئے گا کہ پہلے لوگ تو سب مسلمان ہوئے اور مرزا صاحب دعویٰ نبوت کے بعد سابق عقیدہ کے بدل جانے کی وجہ سے خود اپنے اقرار سے کافر اور مرتد ہو جائیں۔

غرض یہ کہ خاتم النبیین کے جو بھی معنی مراد لئے جائیں مرزا صاحب بہر صورت کافر ہیں۔ اور غباوت اور بد مذہبی بھی بہر دو صورت ان کے ساتھ ہے جو نبوت کے منافی ہے۔

تاویل: ۷۔ مرزا صاحب نے نبی بننے کے شوق میں حاشیہ حقیقت الوحی خ ص ۱۰۰ ج ۲۲ میں تو آیت خاتم النبیین کی تحریف کرتے ہوئے آیت کے معنی یہ بتلائے تھے کہ آپ ﷺ کی پیروی کمالات نبوت بخشی ہے اور آپ ﷺ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے لیکن اس بھی جب کام بنتا نظر نہ آیا تو ایک اور تاویل گھڑی اور حقیقت الوحی خ ص ۳۰ ج ۲۲، پر لکھا کہ ”اور ایک وہی ہے جس کی مہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے۔“

جواب: ۱۔ ہم اس وقت اس بحث میں نہیں جاتے کہ خاتم النبیین کے یہ معنی لغت اور عربی زبان کے اعتبار سے بھی ہو سکتے ہیں یا نہیں! اور اس بحث کو بھی چھوڑتے ہیں کہ اس نو ایجاد تفسیر کا تو یہ نتیجہ ہے کہ کسی کو نبی بنانا اللہ کے رسول کے ہاتھ میں ہے جس پر آپ ﷺ چاہیں نبوت کی مہر لگا دیں، اللہ کے ہاتھ میں نہیں! مرزا صاحب کی اس غلطی کو بھی نظر انداز کرتے ہیں کہ اس غلطی کی رو سے نبوت ایک اکتسابی چیز بن جاتی ہے! کہ جو کوئی آنحضرت ﷺ کی مکمل پیروی کر لے وہ نبی بن جائے۔

ہاں ہم اس جگہ اس نو ایجاد تفسیر کے اس نتیجہ پر آپ کو متوجہ کرتے ہیں کہ اگر اس کو صحیح مان لیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس امت میں جتنے زیادہ نبی اور رسول آئیں اتنا ہی حضور ﷺ کا کمال ظاہر ہوگا۔

لیکن تحقیق سے پتہ چلا کہ مرزا صاحب خود بھی اس دروازہ کو اتنا کھولنا نہیں چاہتے کہ اس میں ان کے سوا کوئی دوسرا آ سکے۔ اور تیرہ سو برس میں کبھی ایک شخص کے نبی بننے کے وہ بھی قائل نہیں۔ تو یہ کس قدر عجیب بات ہوگی کہ جس ہستی کو اللہ تعالیٰ نے یہ اعزاز بخشا کہ ان کی توجہ روحانی بقول مرزا ”نبی تراش“ ہو۔ اس کی توجہ روحانی ایک لاکھ سے زائد جاں نثار صحابہ کرامؓ میں سے کسی کو نبی نہ بنا سکی۔ اور پھر ان کے بعد جن لوگوں کو آپ ﷺ نے خیر القرون فرمایا ان میں بھی کوئی ایسا نہ نکلا جو آپ ﷺ کی پیروی کر کے آپ ﷺ کی توجہ روحانی سے نبی بن سکتا۔

تیرہ سو برس تک یہ توجہ روحانی معاذ اللہ کوئی کام نہ کر سکی۔ یہاں تک کہ چودھویں صدی میں مرزا نے جنم لیا۔ تو اس توجہ روحانی کا ثمرہ صرف ایک شخص بنا۔ معاذ اللہ، یہ قرآن کی تحریف کے ساتھ خود حضور پاک ﷺ کی کس قدر توہین ہے۔ نعوذ باللہ۔ اور مرزا قادیانی کے بعد پھر آپ ﷺ توجہ روحانی معطل! (جیسا کہ گزشتہ حوالوں سے معلوم ہوئے) نعوذ باللہ۔

جواب ۲۔ خاتم النبیین دو الفاظ سے مرکب ہیں۔ خاتم اور النبیین۔ النبیین جمع ہے نبی کی۔ عربی میں جمع کا اطلاق کم از کم تین پر ہوتا ہے۔ مثلاً کتب، کم از تین کتابیں۔ مساجد، کم از کم تین مسجدیں۔ اگر خاتم سے مراد نبی تراش مہر لی جائے تو خاتم النبیین کی تفسیر ہوگی کہ کم از کم تین نبی بنانے والے مہر۔ لیکن مرزا صاحب اپنی آخری کتابوں میں اعلان کر چکے ہیں کہ وہ امت کے پہلا اور آخری نبی ہیں تو پھر اس جدید اور من گھڑت معنی کا فائدہ ہی کیا نکلا؟

آیت: **يَا بَنِي آدَمَ اِمَّا يَاتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِنْكُمْ**

قادیانی: ”يَا بَنِي آدَمَ اِمَّا يَاتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِنْكُمْ يَقْضُونَ عَلَيْكُمْ اَيْتِي فَمَنْ اتَّقَى وَاصْلَحَ فَلَا خَوْفَ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ“ (اعراف ۳۵)

یہ آیت آنحضرت ﷺ پر نازل ہوئی۔ لہذا اس میں حضور ﷺ کے بعد آنے والے رسولوں کا ذکر ہے۔ آپ ﷺ کے بعد بنی آدم کو خطاب ہے لہذا جب تک بنی آدم دنیا میں موجود ہیں اس وقت تک نبوت کا سلسلہ جاری رہے گا۔

جواب ۱- اس آیت کریمہ سے قبل اسی رکوع میں تین بار ”یا بنی آدم“ آیا ہے۔ اور اول ”یا بنی آدم“ کا تعلق ”اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ“ (البقرہ ۳۶) سے ہے۔ اہْبِطُوا کے مخاطب سیدنا آدم علیہ السلام و سیدہ حواء ہیں۔ لہذا اس آیت میں بھی آدم علیہ السلام کے وقت کے اولاد آدم کو مخاطب بنایا گیا ہے۔ پھر زیر بحث آیت نمبر ۳۵ ہے۔ آیت نمبر ۱۰، سے سیدنا آدم علیہ السلام کا ذکر شروع ہے۔ اس تسلسل کے تناظر میں دیکھا جائے تو درکوع سے پہلے جو مضمون چلا آرہا ہے اس کی ترتیب و تسبیق خود ظاہر کرتی ہے کہ جب آدم و حوا کو اپنے اصلی مسکن (جنت) سے عارضی طور پر جدا کیا گیا تو انکی مخلصانہ توبہ و انابت پر نظر کرتے ہوئے مناسب معلوم ہوا کہ اس حرمان کی تلافی اور تمام اولاد آدم کو اپنی میراث آبائی واپس دلانے کے لئے کچھ ہدایات دی جائیں۔ چنانچہ صہوط آدم کا قصہ ختم ہونے کے بعد ”یا بنی آدم قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا“ (اعراف ۲۶) سے خطاب شروع کر کے تین چار رکوع تک انہیں ہدایات کا مسلسل بیان ہوا ہے۔ تو حقیقت میں یہ خطاب اولین اولاد آدم علیہ السلام کو ہے اس پر قرینہ اس کا سابق ہے۔ تسلسل اور سابق آیات کی صراحتہ دلالت موجود ہے کہ یہاں پر حکایت کیا گیا ہے۔

جواب ۲- قرآن مجید کے اسلوب بیان سے یہ بات ظاہر ہے کہ آپ ﷺ کی امت اجابت کو ”یا اَیُّهَا الَّذِینَ اٰمَنُوا“ سے مخاطب کیا جاتا ہے۔ اور آپ ﷺ کی امت دعوت کو ”یا اَیُّهَا النَّاسُ“ سے خطاب ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں کہیں بھی آپ ﷺ کی امت اجابت کو یا بنی آدم سے خطاب نہیں کیا گیا۔ یہ بھی اس امر کی دلیل ہے کہ آیت بالا میں حکایت ہے حال ماضیہ کی۔

ضروری وضاحت

ہاں البتہ ”یا بنی آدم“ کی عمومیت کے حکم میں آپ ﷺ کی امت کے لئے وہی سابقہ احکام ہوتے ہیں۔ بشرطیکہ وہ منسوخ نہ ہو گئے ہوں۔ اور اگر وہ منسوخ ہو گئے یا کوئی ایسا حکم جو آپ ﷺ کی امت کو اس عمومیت میں شمول سے مانع ہو تو پھر آپ ﷺ کی امت کا اس عموم سے سابقہ نہ ہوگا۔

جواب ۳- کبھی قادیانی کرم فرماؤں نے یہ بھی سوچا کہ بنی آدم میں ہندو عیسائی، یہودی، سکھ، سبھی شامل ہیں۔ کیا ان میں سے نبی پیدا ہو سکتا ہے۔ اگر نہیں تو پھر ان کو اس آیت

کے عموم سے کیوں خارج کیا جاتا ہے؟ ثابت ہوا کہ خطاب عام ہونے کے باوجود حالات و واقعات و قرآن کے باعث اس عموم سے کئی چیزیں خارج ہیں۔ پھر بنی آدم میں تو عورتیں، بجزوے بھی شامل ہیں۔ تو کیا اس عموم سے ان کو خارج نہ کیا جائے گا؟ اگر یہ کہا جائے کہ عورتیں وغیرہ تو پہلے نبی نہ تھیں اس لئے وہ اب نہیں بن سکتیں تو پھر ہم عرض کریں گے کہ پہلے رسول مستقل آتے تھے، اب تم نے رسالت کو اطاعت سے وابستہ کر دیا ہے۔ تو اس میں بجزوے و عورتیں بھی شامل ہیں۔ لہذا مرزائیوں کے نزدیک عورتیں و بجزوے بھی نبی ہونے چاہئیں۔

جواب ۴۔ اگر ”يَا بَنِي آدَمَ اِمَا يَاتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ“ سے رسولوں کے آنے کا وعدہ ہے تو ”اِمَا يَاتِيَنَّكُمْ مِّنِّي هُدًى“ میں وہی باتیں کہیں ہیں اس سے ثابت ہوا کہ نئی شریعت بھی آ سکتی ہے۔ تو مرزائیوں کے عقیدہ کے خلاف ہوا۔ کیوں کہ تمہارے نزدیک تو اب تشریف ہی نبی نہیں آ سکتا۔ کیوں کہ خود مرزا نے کہا ”رسول کا لفظ عام ہے جس میں رسول اور نبی اور محدث داخل ہیں“ (آئینہ کمالات خ ص ۳۲۲ ج ۵) اگر کہا جائے کہ ”قُلْنَا اهْبِطُوا مِنْهَا جَمِيعًا“ قرینہ ہے کہ ہبوط آدم کے وقت کے لئے یہ آیت مخصوص ہے تو ہم عرض کریں گے کہ ”یا بنی آدم،“ قرینہ ہے کہ یہ حکم اولین اولاد آدم کو تھا۔ اس میں آپ ﷺ کی امت کو خطاب نہیں کیا گیا۔ بلکہ حکایت حال ماضیہ کی کی گئی ہے۔

جواب ۵۔ اما حرف شرط ہے۔ جس کا تحقق ضروری نہیں۔ باتیں کہیں مضارع ہے اور ہر مضارع کے لئے استمرار ضروری نہیں۔ جیسا کہ فرمایا ”اِمَّا تَرَيْنَ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا“ (مریم ۲۱) کیا حضرت مریم قیامت تک زندہ رہیں گی اور کسی بشر کو دیکھتی رہیں گی؟ مضارع اگرچہ بعض اوقات استمرار کے لئے آتا ہے مگر استمرار کیلئے قیامت تک رہنا ضروری نہیں۔ جو فعل دو چار دفعہ پایا جائے اسکے لئے مضارع استمرار سے تعبیر کرنا جائز ہے اس کی ایک مثال گزر چکی ہے۔

۱۔ اس کی مزید چند مثالیں یہ ہیں (۱) اِنَّا اَنْزَلْنَا التَّوْرَةَ فِيْهَا هُدًى وَنُورٌ نَّحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ “مائدہ ۴۴۔ ظاہر ہے کہ تورات کے موافق حکم کرنے والے گزر چکے۔ آپ ﷺ کی بعثت کے بعد کسی کو حق کے صاحب توراۃ کو بھی حق حاصل نہیں اسکی تبلیغ کا (۲) ”وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوُدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ“ (انبیاء ۷۹۔ تسبیح داؤد کی زندگی تک ہی رہی پھر مسدود ہو گئی مگر برجہ صید مضارع کا ہے۔ (۳) ”وَاَوْحٰى اِلٰی هٰذَا الْقُرْآنِ لِاَنْذِرْكُمْ بِهِ وَنَحْنُ بِلِقَآءِ رَبِّنَا اَوْ اَمَّا يَاتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ“ (۱۹ چنانچہ حضور ﷺ ایک زمانہ تک ذرا تے رہے مگر اب لاوا۔ ط آپ کی انذار و تبشیر مسدود ہے۔

۶- آیت زیر بحث میں ہے ”يَقْصُصُونَ عَلَيْكُمْ اٰیٰتِي“ تو معلوم ہوا کہ آنے والے رسول شریعت لائیں گے۔ جیسا کہ مفسرین نے اور بالخصوص امام فخر الدین رازی نے۔ وضاحت کی ہے اور جیسا کہ ”نَحْنُ نَقْصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ“ سے ثابت ہے۔ تو یہ آیت مرزائیوں کے دعویٰ کے خلاف ہوئی کیونکہ ان کے نزدیک تو اب صاحب شریعت نبی نہیں آئیں گے۔ چنانچہ مرزا صاحب بھی شریعت کے اجرا کے قائل نہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ ”میں حضور ﷺ کو خاتم الانبیاء حقیقی معنوں کی رو سے سمجھتا ہوں اور قرآن کو خاتم الکتب تسلیم کرتا ہوں“ (سراج منیر ص ۱۲ ج ۶)

۷- درمنثور ج ۳ ص ۸۲ میں زیر بحث آیت ہذا لکھا ہے: يٰۤاٰبَنِيۤ اٰدَمَ اٰمَّا يٰۤاَتَيْنٰكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ الْاٰیة، اخرج ابن جریر عن ابی یسار السملی فقال ان الله تبارک وتعالیٰ جعل آدم وذریته فی کفه فقال یٰۤاَبْنٰی اٰدَمَ اٰمَّا یٰۤاَتٰیۤنٰکُم رُسُلٌ مِّنْکُمْ یَقْصُوۡنَ عَلَیْکُم اٰیٰتِیْ ثُمَّ نَظَرَالِی الرّسَل فقال یٰۤاٰیٰہَا الرُّسُلُ کُلُوۡا مِّنَ الطَّیِّبٰتِ وَاَعْمَلُوۡا صٰلِحًا ابی یسار سلمیٰ سے روایت ہے کہ اللہ رب العزت نے سیدنا آدم علیہ السلام اور ان کی جملہ اولاد کو (اپنی قدرت قدرت و رحمت کی) مٹھی میں لیا اور فرمایا ”یٰۤاَبْنٰی اٰدَمَ اٰمَّا یٰۤاَتٰیۤنٰکُم رُسُلٌ مِّنْکُمْ.. الْاٰیة پھر نظر (رحمت) رسولوں پر ڈالی تو ان کو فرمایا ”یٰۤاٰیٰہَا الرّسَل.. الْاٰیة۔ غرض یہ کہ عالم ارواح کے واقعہ کی حکایت ہے۔

۱۔ بعض مرزائی جہلاء بحوالہ تفسیر کبیر مغالطہ دیتے ہیں کہ یہاں آیاتی سے مراد صرف قرآن ہے یعنی اب جو نبی آئیں گے وہ غیر تشریفی ہونگے جنکا کام قرآن پڑھ پڑھ کر سنانا ہوگا۔ تو واضح رہے کہ امام رازی نے یہاں تین اقوال ذکر کئے ہیں فقیہ بلکہ الآیات ہی القرآن وقیل الدلائل وقیل الاحکام والشرائع والاولیٰ دخول الكل فیہ لان جمیع هذه الاشياء الآیات۔ معلوم ہوا کہ امام رازی نے قرآن کے ساتھ تخصیص نہیں کی یہ قادیانی دیانت داری کے دیوالیہ ہونے کی شہادت اور قادیانیوں کا برا مغالطہ ہے اور بس۔

۲۔ دھوکے باز مرزائی یہاں پر مضارع اور نون تاکید کے بحث میں الجھا کر بیضاوی کی ایک عبارت نقل کرتے ہیں ”انہما الرسل امر جائز غیر واجب اور ترجمہ یوں کرتے ہیں ”رسولوں کا آنا جائز ہے اگرچہ ضروری نہیں اس سے معلوم ہوا کہ نبی کا آنا ممکن ہے لیکن ای کے آگے جملہ ”کما ظنہ اهل التعليم“ کو چھوڑ دیتے ہیں جس سے صاحب بیضاوی کا مقصد اور مراد واضح ہوتا ہے۔ بہر کیف شباب علی لمیضہ وی نے کیا خوب قادیانیوں پر چپت رسید کیا ہے ملاحظہ ہو ”ذکرہ بحر ف الشرط ارسال الرسل لهدایة البشر واقع وليس بواجب عندنا وقالت الفلاسفة انه واجب علی الله لانه یجب علیہ تعالیٰ ان یفعل الاصلح وهم یسمون اهل التعليم۔ وليس المراد بالرسل نبینا صلی وبنی آدم امته کما قبل فانه خلاف الظاهر (شباب علی لمیضہ وی ص ۱۶۶)

مرزائی عذر

اس آیت میں حضور ﷺ کے زمانہ کے بعد بنی آدم کو ہی خطاب ہے جیسے ”یٰۤاٰدَمُ خُذْ وَارِثَتَكَ مِنْ عِنْدِ كُلِّ مَسْجِدٍ“ میں کیونکہ اس میں مسجد کا لفظ ہے اور یہ لفظ محض امت محمدیہ ہی کی عبادت گاہ کے لئے وضع کیا گیا ہے۔

جواب: امم سابقہ کے لئے بھی مسجد کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جیسا کہ سورہ کہف میں ہے ”قَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوْا عَلٰی اٰمْرِہُمْ لَنَنْتَحِذَنَّ عَلَیْہُمْ مَّسْجِدًا“ (کہف ۲۱)

بالفرض والتقدیر اگر اس آیت کو اجرائے نبوت کی دلیل مان بھی لیا جائے تب بھی مرزا غلام احمد قیامت کی صبح تک نبی قرار نہیں دیا جاسکتا۔ کیوں کہ وہ بقول خود آدم کی اولاد ہی نہیں اور یہ آیت تو صرف بنی آدم سے متعلق ہے۔ مرزا نے اپنا تعارف بایں الفاظ کرایا ہے۔ ملاحظہ ہو کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں ☆ ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار (برایں احمد یہ غم خ ص ۱۲۷ ج ۲۱)

اب اگر وہ بنی آدم میں سے تھا جیسا کہ ہمارا اسکے بارے میں ابھی تک خیال ہے تو پھر اس نے اپنی آدمیت کا انکار کر کے سفید جھوٹ بولا ہے اور جھوٹا آدمی نبی نہیں ہو سکتا۔ اور اگر وہ واقعی دائرہ آدمیت سے خارج تھا تو پھر یا بنی آدم والی آیت سے اسکی نبوت نہیں ثابت کی جاسکتی۔ اس لئے مرزائیوں کا اس آیت سے اجراء نبوت کی دلیل پیش کرنا سراسر لا حاصل کوشش ہے۔

شعر میں تاویل

مذکورہ بالا شعر میں مرزائی یہ تاویل کرتے ہیں کہ دراصل ہمارے حضرت صاحب بہت ہی منکسر المزاج تھے۔ اس کسر نفسی کی بنا پر انھوں نے یہ شعر کہہ دیا اس سے اپنا تعارف کرانا مقصود نہ تھا۔ لہذا یہ شعر ہماری بحث سے خارج ہونا چاہئے۔

تاویل کا تجزیہ

پہلی بات تو یہ ہے کہ کوئی عقل مند آدمی ایسی تواضع نہیں کرتا کہ اپنے آدمی ہونے ہی کا انکار کر دے، اور ساتھ میں اپنے کو بشر کی جائے نفرت (شرمگاہ) قرار دے۔ دوسری بات یہ کہ جو شخص تواضع ہوتا ہے وہ ہر جگہ اپنی تواضع اور کسر نفسی کا اظہار کرتا ہے۔ یہ نہیں کہ ایک جگہ اپنے آدمی ہونے کا ہی انکار کر دے اور دوسری جگہ اپنے کو دنیا کا سب سے عظیم المرتبت انسان قرار دینے لگے۔ لیکن اس الٹی منطق کا ارتکاب مرزا جی ایک نہیں بے شمار جگہ کرتے ہیں۔ چند ایک انکی نام نہاد تواضع کا نمونہ ملاحظہ فرمائیے۔ جو مرزائیوں کی تاویل کا منہ چڑا رہے ہیں۔ دیکھئے!

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے!

(دافع ابلاء، ص ۲۴۰ ج ۱۸)

روضہ آدم کے جو تھانا مکمل اب تلک، میرے آنے سے ہوا کامل بجملہ برگ و بار

(براین، نجم، ص ۱۴۴ ج ۲۱)

کر بلائے ست سیر ہر آنم ☆ صد حسین است در گریبانم

آدم نیز احمد مختار ☆ در برم جامہ ہمہ ابرار

آنچه داد است ہر نبی را جام ☆ داد آں جام را مرا تمام

انبیاء گرچہ بودہ اند بے ☆ من بعرفاں نہ کمترم ز کے

(نزدول، اسح، ص ۴۷ ج ۱۸)

خود ہی سوچیے! کیا کوئی ہوش مند انسان ایسے متکبر اور گھمنڈی کو منکر المرزاج کہہ سکتا ہے؟

مرزانے کہا، کر بلائے ست سیر ہر آنم، تو مرزا کے بیٹے مرزا محمود نے اس پر یہ رنگ چڑھایا:

”حضرت مسیح موعود (مرزا مردود) نے فرمایا کہ میرے گریبان میں سو حسین ہیں۔ لوگ

اس کے یہ معنی سمجھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ میں سو حسین کے برابر ہوں۔

۱۔ استاذ محترم حضرت مولانا محمد حیات صاحب فی حق قادیان نے یہ شعر اس طرح بدلا ہے۔

ابن نجم کے ذکر کو چھوڑو، اس سے بدتر غلام احمد ہے۔ (اللہ وسایا)

لیکن میں کہتا ہوں کہ اس سے بڑھ کر اس کا مفہوم یہ ہے کہ سو حسین کی قربانی کے برابر میری ہر گھڑی کی قربانی ہے۔ وہ شخص جو اہل دنیا کی فکروں میں گھلا جاتا ہے جو ایسے وقت میں کھڑا ہوتا ہے جبکہ ہر طرف تاریکی اور ظلمت پھیلی ہوئی ہے۔ اور اسلام کا نام مٹ رہا ہے۔ وہ دن رات دنیا کا غم کھاتا ہوا اسلام کو قائم کرنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ اس کی قربانی سو حسین کے برابر نہ تھی۔ یہ تو ادنیٰ سوال ہے کہ حضرت مسیح موعود امام حسین کے برابر تھے یا ادنیٰ۔ (خطبہ محمود منہرجہ اخبار الفضل قادیان ۲۶ جنوری ۱۹۲۶ء)

اب قادیانی بتائیں کہ کیا یہ منکسر المزاجی تھی؟

۲۔ کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں اگر یہ عاجزی ہے تو تمام مرزائی اجتماعی طور پر مرزا قادیانی کی سنت پر عمل کر کے عاجزی کریں اور اعلان کریں کہ وہ آدم زاد نہیں

۳۔ ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار، تو انسان کی جائے نفرت دو مقام ہیں۔ مرزائی وضاحت کریں کہ وہ کون سی جگہ تھا۔ (لاحول ولا قوة الا بالله العلیٰ العظیم)

آیت: مَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ.

قادیانی۔ مَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصَّادِقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا (نساء ۶۹)

قادیانیوں کا کہنا ہے کہ جو لوگ اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کریں گے وہ نبی ہونگے، صدیق ہونگے، شہید ہونگے، صالح ہونگے۔ اس آیت میں چار درجات ملنے کا ذکر ہے اگر انسان صدیق، شہید، صالح بن سکتا ہے تو نبی کیوں نہیں بن سکتا؟ تین درجوں کو جاری مانا اور ایک کو بند مانا تحریف نہیں تو اور کیا ہے۔ اور اگر صرف معیت مراد ہو تو کیا حضرت صدیق اکبر حضرت فاروق اعظم صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہونگے، بذات خود صدیق اور شہید نہ تھے؟

جواب ۱۔ آیت مبارکہ میں نبوت ملنے کا ذکر نہیں۔ اور نہ ہی کوئی اور درجہ ملنے کا یہاں ذکر ہے یہاں تو محض معیت اور رفاقت کا ذکر ہے کہ اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرنے والے مذکورہ بالا چار لوگوں کے ساتھ ہونگے۔ جیسا کہ آیت کے آخری الفاظ ”حَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا“ سے ظاہر ہے۔

جواب ۲- آیت میں معیت مراد ہے عینیت نہیں معیت فی الدنیا ہر مومن کو حاصل نہیں اس لئے اس سے مراد معیت فی الآخرة ہی مراد ہے۔ چنانچہ مرزائیوں کے مسلمہ دسویں صدی کے مجدد امام جلال الدین سیوطیؒ نے اپنی تفسیر جلالین شریف میں اس آیت کا شان نزول لکھا ہے:

قال بعضُ الصحابة للنبي ﷺ كيف نراك في الجنة وانت في الدرجات العلى. ونحن اسفل منك فنزل ومن يطع الله والرسول فيما امر به فاولئك مع الذين انعم الله عليهم من النبيين والصديقين. افاضل اصحاب الانبياء لمبالغتهم في الصدق والتصديق. والشهداء القتلى في سبيل الله والصالحين غير من ذكر وحسن اولئك رفيقاً. رفقاء في الجنة بان يستمتع فيها برويتهم وزيارتهم والحضور معهم وان كان مقرهم في درجات عالية (جلالین ص ۸۰)

بعض صحابہ کرام نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ آپ ﷺ جنت کے بلند و بالا مقامات پر ہونگے اور ہم جنت کے نچلے درجات میں ہونگے، تو آپ کی زیارت کیسے ہوگی؟ تو یہ آیت نازل ہوئی من يطع الله والرسول..... یہاں رفاقت سے مراد جنت کی رفاقت ہے کہ صحابہ کرام انبیاء علیہم السلام کی زیارت و حاضری سے فیضیاب ہونگے اگرچہ ان (انبیاء) کا قیام بلند و بالا مقام پر ہوگا۔

اسی طرح امام فخر الدین رازیؒ نے لکھا ہے:

"من يطع الله والرسول ذكرو في سبب النزول وجوهاً الاول روى جمع من المفسرين ان ثوبان مولى رسول الله ﷺ كان شديد الحب لرسول الله ﷺ قليل الصبر عنه فاتاه يوم اوقد تغير وجهه ونحل جسمه وعرف الحزن في وجهه فسنله رسول الله ﷺ عن حاله فقال يا رسول الله ما بي وجع غير انى اذا لم اراك اشتقت اليك واستوحشت وحش شديد حتى القاك فذكرت الآخرة فحفت ان لا اراك هناك لاني ان ادخلت الجنة فانت تكون في الدرجات النبيين وانا في الدرجة العبيد فلا اراك وان انا لم ادخل الجنة فحينئذ لا اراك ابدا فنزلت هذه الآية: من يطع الله .

اس آیت کے کئی اسباب مفسرین نے ذکر کئے ہیں ان میں پہلا یہ ہے کہ حضرت ثوبانؓ جو آنحضرت ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے وہ آپ کے بہت زیادہ شیدائی تھے (جدائی) پر صبر نہ کر سکتے تھے ایک دن غمگین صورت بنائے رحمت دو عالم ﷺ کے پاس آئے ان

کے چہرے پر حزن و ملال کے اثر تھے۔ آپ ﷺ نے وجہ دریافت فرمائی۔ تو انھوں نے عرض کیا کہ مجھے کوئی تکلیف نہیں۔ بس اتنا ہے کہ آپ ﷺ کو اگر نہ دیکھوں تو اشتیاق ملاقات میں بے قراری بڑھ جاتی ہے۔ آپ کی زیارت ہوئی آپ نے قیامت کا تذکرہ کیا تو سوچتا ہوں کہ جنت میں داخلہ ملا بھی تو آپ ﷺ سے ملاقات کیسے ہوگی۔ اس لئے کہ آپ تو انبیاء کے درجات میں ہونگے۔ اور ہم آپ ﷺ کے غلاموں کے درجہ میں۔ اور اگر جنت میں سرے سے میرا داخلہ ہی نہ ہو تو پھر ہمیشہ کے لئے ملاقات سے گئے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

معلوم ہوا کہ اس معیت سے مراد جنت کی رفاقت ہے۔ ابن کثیر، تنویر المقیاس، روح البیان میں بھی تقریباً یہی مضمون ہے۔

حدیث نمبر ۱- عن معاذ ابن انس قال قال رسول اللہ ﷺ من قرء الف آية في سبيل الله كتب يوم القيامة مع النبيين والصديقين والشهداء والصالحين وحسن اولئك رفيقا.

حضرت معاذ فرماتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص ایک ہزار آیت اللہ (کی رضا) کے لئے تلاوت کرے۔ طے شدہ ہے کہ وہ قیامت کے دن نبیوں، صدیقوں، شہداء و صالحین کے ساتھ بہترین رفاقت میں ہوگا۔

(منتخب کنز العمال بر حاشیہ مسند احمد ص ۳۶۳ ج ۱ ابن کثیر ص ۲۳ ج ۱)

حدیث نمبر ۲- "قال رسول الله ﷺ التاجر الصدوق الأمين مع النبيين والصديقين والشهداء.

آپ ﷺ نے فرمایا کہ سچا تاجر امانت دار (قیامت کے دن) نبیوں، صدیقوں اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔ (منتخب کنز العمال بر حاشیہ مسند احمد ص ۲۰۹ ج ۱ ابن کثیر ص ۵۲۳ ج ۱ طبع مصر)

مرزائی بتائیں کہ اس زمانہ میں کتنے امین و صادق تاجر نبی ہوئے ہیں؟

حدیث نمبر ۳- "عن عائشة قالت سمعت رسول الله ﷺ يقول ما من نبی يمرض إلا أخير بين الدنيا والآخرة وكان في شكواه الذي قبض أخذته مجة شديدة سمعته يقول مع الذين انعمت عليهم من النبيين فعلمته أنه خير.

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے آپ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے کہ ہر نبی مرض (وفات) میں اسے اختیار دیا جاتا ہے کہ وہ دنیا میں رہنا چاہتا ہے یا عالم آخرت میں۔ جس مرض میں آپ ﷺ کی وفات ہوئی آپ ﷺ اس مرض میں فرماتے تھے ”مع الذین انعمت علیہم من النبیین“ اس سے میں سمجھ گئی کہ آپ ﷺ کو بھی (دنیا و آخرت میں سے ایک کا) اختیار دیا جا رہا ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۵۴۷ ج ۲۔ ابن کثیر ص ۵۲۲ ج ۱)

کتب سیر میں یہ روایت موجود ہے کہ آنحضرت ﷺ نے وصال کے وقت یہ الفاظ ارشاد فرمائے ”مع الرفیق الاعلیٰ فی الجنة مع الذین انعمت علیہم من النبیین والصدیقین والشهداء والصالحین“ (البدایہ والنہایہ ص ۲۳۱ ج ۵) رفیق اعلیٰ کے ساتھ جنت میں انعام یافتہ لوگوں۔ (یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء، اور صالحین کے ساتھ)۔
معلوم ہوا کہ اس آیت میں نبی بننے کا ذکر نہیں چونکہ نبی تو پہلے بن چکے تھے آپ ﷺ کی تمنا آخرت کی معیت کے متعلق تھی۔

ان تمام احادیث میں مع کا لفظ ہے۔ جو معیت کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ انکو عینیت کے معنوں میں لینا ممکن ہی نہیں محض اختصاص سے یہ روایات درج کی گئی ہیں۔

درجات کے ملنے کا تذکرہ

قرآن کریم میں جہاں دنیا میں درجات ملنے کا ذکر ہے وہاں نبوت کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ اگرچہ باقی تمام درجات مذکور ہیں جیسے دیکھو!

۱۔ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ وَالشَّهَادَةُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۖ

لَحْدِيدٌ ۙ ۱۹۔ اور جو لوگ یقین لائے اللہ پر اور اس کے سب رسولوں پر وہی ہیں سچے ایمان والے اور لوگوں کا احوال بتلانے والے اپنے رب کے پاس۔

۱۔ مزید چند روایتیں حسب ذیل ہیں (۱)۔ عن انس قال قال رسول الله ﷺ من احبني كان معي في الجنة، ابن عساکر ص ۱۴۵ ج ۳۔ (۲)۔ عن عمر ابن مرة الجهني قال جاء رجل الى النبي ﷺ فقال يا رسول الله ﷺ اشهدت ان لا اله الا الله وانك رسول الله وصليت الخمس واديت زكوة مالي وصمت رمضان فقال ﷺ من مات على هذا مع النبیین والصدیقین والشهداء يوم القيامة عكذ او نصب اصبعه منداحه، ابن کثیر ص ۵۲۳ ج ۱ (۳)۔ قال عليه السلام المرء مع من احب۔ منداحه ص ۱۰۲ ج ۳۔

۲- وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصَّالِحِينَ. عنکبوت ۹

اور جو لوگ یقین لائے اور بھلے کام کیے ہم ان کو داخل کریں گے نیک لوگوں میں۔

۳- سورہ حجرات کے آخر میں محاربین فی سبیل اللہ کو فرمایا ”اُولَئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ“۔

۴- مَنْ يَطْعِ اللَّهَ مِنْ مَنْعٍ عَمٍ هُوَ عَمٌ بِحُجْرَةٍ سَبْعٍ عَشْرٍ سَبْعًا شَامِلًا هُوَ۔ کیا یہ

سب نبی ہو سکتے ہیں؟ اگر نبوت اطاعت کا ملکہ کا نتیجہ ہے تو عورت کو بھی نبوت ملنی چاہیے۔ کیونکہ

اعمال صالحہ کے نتائج میں مرد و عورت کو یکساں حیثیت حاصل ہے جیسے فرمایا:

”مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ أَوْ اُنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً

وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ“ النحل ۹۷۔

کہ کوئی اچھا عمل کرتا ہے مرد یا عورت، اور وہ مومن ہے تو یقیناً اسے ایک پاک زندگی

میں زندہ رکھیں گے۔ اور ہم یقیناً انکے بہترین اعمال کے جوہر کرتے تھے اجر دیں گے۔

کیا اس میں آنحضرت ﷺ کا کمال فیضان ثابت نہ ہوگا کہ عورت جسے کبھی نبوت

حاصل نہ ہوئی وہ بھی آپ ﷺ کے طفیل نبوت حاصل کرتی ہے؟ اس سے معلوم ہوا کہ نبوت

ورسالت اطاعت کا ملکہ کا نتیجہ نہیں۔

۵- کیا تیرہ سو سال میں کسی نے حضور ﷺ کی پیروی کی ہے یا نہ؟ اگر اطاعت

اور پیروی کی ہے تو نبی کیوں نہ بنے؟ اور اگر کسی نے بھی اطاعت و پیروی نہیں کی تو آپ

ﷺ کی امت خیر امت نہ ہوئی بلکہ شرا مت ہوگی۔ (نعوذ باللہ) جس میں کسی نے بھی اپنے

نبی کی کامل پیروی نہ کی۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ توبہ میں صحابہ کرامؓ کے متعلق خود شہادت

دیدہ ہے کہ يُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ (توبہ ۷۱) یعنی رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرامؓ اللہ اور اس کے

رسول کی کامل اطاعت کرتے ہیں۔ بتاؤ وہ نبی کیوں نہ ہوئے؟۔ اس لئے کہ اگر اطاعت

کا ملکہ کا نتیجہ نبوت ہے تو اکابر صحابہ کرامؓ کو یہ منصب ضرور حاصل ہوتا جنہیں، رَضِيَ اللَّهُ

عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ، کا خطاب ملا اور یہی رضائے الہی سب سے بڑی نعمت ہے چنانچہ

فرمایا: ”وَرَضَوْنَا مِنَ اللَّهِ الْكِبْرَ“ توبہ ۷۲۔

۶- مرزا قادیانی تحریر کرتا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وجود ظلی طور پر گویا آنجناب صلی اللہ

علیہ وسلم کا وجود ہی تھا۔ ایام ۱ ص ۲۶۵ ج ۱۳ (۲) صحابہ کرامؓ آنحضرت ﷺ کے

دست و بازو تھے۔ سر الخلافہ ۳۴۱ ج ۸ (۳) صدیق اکبرؓ من بقیہ طینۃ النبی تھے، سر الخلافہ ۳۵۵ ج ۸ (۴) صدیق اکبرؓ آیت استخلاف کا مصداق تھے سر الخلافہ ص ۳۵۲ ج ۸ (۵) صحابہ کرام آنحضرت ﷺ کی عکسی تصویریں تھے۔ فتح اسلام ص ۳۲۱ ج ۳۔

سوال یہ ہیکہ جب مرزا قادیانی کے نزدیک صحابہ کرامؓ آنحضرت ﷺ کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے اور کامل اتباع کا نمونہ تھے تو وہ نبی کیوں نہ بنے؟

۷۔ اگر بفرض محال ایک منٹ کے لئے تسلیم کر لیں کہ اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت میں نبوت ملتی ہے تو بھی اس آیت میں تشریحی اور غیر تشریحی کی کوئی تخصیص نہیں۔ تم غیر تشریحی کی کیوں تخصیص کرتے ہو؟ اگر اس آیت میں نبوت ملنے کا ذکر ہے تو آیت میں التبيين ہے المرسلین نہیں۔ اور نبی تشریحی ہوتا ہے جیسا کہ نبی و رسول کے فرق سے واضح ہے۔ تو اس لحاظ سے تشریحی نبی آنے چاہئیں۔ یہ تمہارے عقیدہ کے بھی خلاف ہوا۔ مرزا کہتا ہے:

”اب میں بموجب آیت کریمہ وَأَمَّا بِنِعْمَتِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ اپنی نسبت بیان کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اُس تیسرے درجہ میں داخل کر کے وہ نعمت بخشی ہے کہ جو میری کوشش سے نہیں بلکہ شکم مادر میں ہی مجھے عطا کی گئی ہے“

(حقیقت الہی ص ۷۰ ج ۲۲)

اس حوالہ سے تو ثابت ہوا کہ مرزا کو آنحضرت ﷺ کی اتباع سے نہیں بلکہ وہی طور پر نبوت ملی ہے۔ تو پھر اس آیت سے مرزائیوں کا استدلال باطل ہوا۔

۷۔ اگر اطاعت کرنے سے نبوت ملتی ہے تو نبوت کسی چیز ہوئی، حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ”اللَّهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ“ نبوت وہی چیز ہے جو اسے کسی مانے وہ کافر ہے۔

نبوت وہی چیز ہے

۱۔ علامہ شعرانیؒ ایوایت والجواہر میں تحریر فرماتے ہیں: ”فَإِنْ قُلْتَ فَهَلُ النُّبُوَّةُ مَكْتَسِبَةٌ أَوْ مَوْهُوبَةٌ فَالْجَوَابُ لَيْسَتْ النُّبُوَّةُ مَكْتَسِبَةٌ حَتَّى يَتَوَسَّلَ إِلَيْهَا بِالنِّسْبَةِ وَالرِّيَاضَاتِ كَمَا ظَنَّهُ جَمَاعَةٌ مِنَ الْحَمَقَاءِ... وَقَدْ افْتَتَى الْمَالِكِيُّ وَغَيْرُهُمْ بِكَفَرٍ مَنْ قَالَ إِنَّ النُّبُوَّةَ مَكْتَسِبَةٌ“ (ایوایت ص ۱۶۴، ۱۶۵ ج ۱) کہ کیا نبوت کسی ہے یا وہی؟ تو اس کا جواب ہے کہ نبوت کسی نہیں ہے۔ کہ محنت و کاوش، سے اس تک پہنچا جائے جیسا کہ بعض احمقوں

(مثلاً قادیانی فرقہ، از مترجم) کا خیال ہے۔ مالکی وغیرہ نے کسی کہنے والوں پر کفر کا فتویٰ دیا ہے۔

۲۔ قاضی عیاضؒ شفاء میں لکھتے ہیں:

”من ادعى نبوة احد مع نبينا ﷺ او بعده..... او من ادعى النبوة لنفسه او جوز اكتسابها او البلوغ بصفاء القلب الى مرتبتها..... وكذا من ادعى منهم انه يوحى اليه وان لم يدع النبوة..... فهو لاء كلهم كفار مكذبون للنبي ﷺ لانه اخبر عليه السلام انه خاتم النبيين لاني بعدى“ (شفاء قاضی عیاض ص ۲۳۶، ۲۳۷ ج ۲)

ہمارے نبی ﷺ کی موجودگی میں یا آپ ﷺ کے بعد جو کوئی کسی اور کی نبوت کا قائل ہو یا اس نے خود اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔ یا پھر دل کی صفائی کی بنا پر اپنے کسب کے ذریعہ نبوت کے حصول کے جواز کا قائل ہوا۔ یا پھر اپنے پر وحی کے اترنے کو کہا۔ اگرچہ نبوت کا دعویٰ نہ کیا تو یہ سب قسم کے لوگ نبی ﷺ کے دعویٰ ”انا خاتم النبيين“ کی تکذیب کرنے والے ہوئے اور کافر ٹھہرے۔

ان دونوں روشن حوالوں سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو گئی کہ نبوت کے کسی ہونے کا عقیدہ رکھنا اپنے اندر تکذیب خدا اور رسول کا عنصر رکھتا ہے۔ اور ایسا عقیدہ کا رکھنے والا مالکیہ و دیگر علماء کے نزدیک قابل گردن زدنی اور کافر ہے۔

مرزا قادیانی خود اقراری ہے کہ نبوت وہی چیز ہے کسی نہیں۔ اس نے لکھا ہے:

۱۔ ”اس میں شک نہیں کہ محدثیت محض وہی چیز ہے۔ کسب سے حاصل نہیں

ہو سکتی۔ جیسا کہ نبوت کسب سے حاصل نہیں ہو سکتی“ (حمات البشری ص ۷۲۰ ج ۷)

۲۔ صراطُ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ: اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جس شخص کو یہ مرتبہ ملا انعام کے طور پر ملا۔ یعنی محض فضل سے نہ کسی عمل کا اجر۔

(چشمہ سحیح ص ۳۶۵ ج ۲۰)

مرزائی عذر-۱

وہی چیز میں بھی انسان کا دخل ہوتا ہے جیسے اللہ نے فرمایا ہے ”يَهْبُ لِمَنْ يَشَاءُ اِنَاثًا وَيَهْبُ لِمَنْ يَشَاءُ الذَّكَوْرُ“ شوری ۴۹۔ بخشا ہے جسکو چاہے بیٹیاں اور بخشا ہے جسکو چاہے بیٹے۔ اس میں اگر مرد و عورت اکٹھے نہ ہوں تو کچھ نہیں ہوتا۔ معلوم ہوا کہ وہی چیز میں بھی کسب کا دخل ہے۔

الجواب :- ہاں ٹھیک ہے کہ انسان کا اس عمل میں دخل ہے مگر لڑکائی لڑکی عطا کرنے میں کسی قسم کا کوئی دخل نہیں ہے۔ چنانچہ بسا اوقات اس اختلاط سے بھی کچھ نہیں ہوتا۔ پڑھئے ”وَيَجْعَلُ مَنْ يَشَاءُ عَقِيمًا“ (شوری ۵۰)

۸- اگر نبوت ملنے کیلئے اطاعت و تابعداری شرط ہے تو پھر بھی غلام احمد نبی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس نے نبی کریم ﷺ کی کامل اطاعت اور تابعداری نہیں کی جیسے:

۱- مرزا نے حج نہیں کیا۔ ۲- مرزا نے ہجرت نہیں کی۔

۳- مرزا نے جہاد بالسيف نہیں کیا بلکہ الناس کو حرام کہا۔

۴- مرزا نے کبھی پیٹ پر پتھر نہیں باندھے۔

۵- ہندوستان کے فوجہ خانوں میں زنا ہوتا رہا مگر غلام احمد نے کسی زانیہ یا زانی کو سنگسار نہیں کرایا بلکہ اس کے اور اسکے خاندان کے اس فعل فحش میں ملوث ہونے کے پختہ ثبوت خود قادیانیوں نے ہی جمع کئے ہیں۔

۶- ہندوستان میں چوریاں ہوا کرتی تھیں مگر مرزا جی نے کسی چور کے ہاتھ نہیں کٹوائے۔ بلکہ خود مرزا جی ہی پانچ اور پچاس کا فلسفہ پڑھاتے رہے۔ اس عقدہ کو آج تک کوئی مرزائی حل نہیں رکھا!

۹- مرزا نے لکھا کہ

”تم بوقت نمازوں میں یہ دعا پڑھا کرو کہ اھدنا الصراط المستقیم..... یعنی اے ہمارے خدا اپنے منعم علیہم بندوں کی ہمیں راہ بتا، وہ کون ہے! نبی اور صدیق اور شہید اور صلحاء۔ اس دعا کا خلاصہ مطلب یہی تھا کہ ان چاروں گروہوں میں سے جس کا زمانہ تم پاؤ اس کے سایہء صحبت میں آجاؤ“ (آئینہ کمالات خ ۱۱۲ ج ۵)

نیز مرزا قادیانی خود تحریر کرتا ہے:

”الا ترى الى قول رسول الله ﷺ اذ قال ان في الجنة مكاناً لا يناله الا رجل واحد وارجو ان اكون انا هو فيكي رجل من سماع هذا الكلام وقال يا رسول الله ﷺ لا اصبر على فراقك ولا استطيع ان تكون في مكان وانا في مكان بعيد عنك محجوباً عن روية وجهك وقال له رسول الله ﷺ انت تكون معي وفي مكانی

اب صراحتہ مرزا کے کلام سے ثابت ہوا کہ معیت سے مراد معیت فی الجنت ہے اور معیت فی المرتبہ مراد نہیں تاکہ اجراء نبوت کا سوال پیدا ہو۔

۱۰۔ یہ کہ مرزا قادیانی نے اہل مکہ کے لئے دعاء کی ہے اللہ تعالیٰ تم کو انبیاء و رسل و صدیقین و شہداء اور صالحین کی معیت نصیب کرے۔ جیسے حمامۃ البشریٰ ص خ ص ۳۲۵ ج ۷، میں لکھا ہے: ”نَسْئَلُهُ اَنْ يَدْخُلَكُمْ فِي مَلَكُوتِهِ مَعَ الْاَنْبِيَاءِ وَ الرُّسُلِ وَ الصِّدِّيقِينَ وَ الشُّهَدَاءِ وَ الصَّالِحِينَ“، تو کیا اس کا مطلب یہ ہوگا کہ مرزا دعاء مانگ رہا ہے کہ اہل مکہ تمام کے تمام انبیاء رسول بن جاویں؟ اگر یہی مراد سمجھی جاوے تو مرزا نے گویا اہل مکہ کے لئے نبوت حاصل کرنے کی دعا کی ہے۔ اور یقیناً اس کی دعا منظور ہوئی ہوگی۔ کیوں کہ مرزا کو خدا نے الہام میں وعدہ کیا ہوا ہے کہ: ”اجيب كل دعائك الافي شر كانك“ میں تیری ساری دعائیں قبول کروں گا مگر شرکاء کے بارے میں نہیں۔ (تذکرہ ص ۲۶ طبع سوم) تو پھر یقیناً مکہ والے لوگ نبی ہو گئے ہوں گے؟

عسل مصفی ص ۲۷۰ ج ۱ میں خدا بخش قادیانی نے کتاب ماثبت بالسنۃ ص ۴۶ شیخ عبدالحق دہلوی سے یہ عبارت نقل کی ہے:

ما وقع فی مرضه انه ﷺ خیر عند موته يقول فی آخر مرضه مع

الذین انعم الله علیهم من النبیین الخ جب حضور ﷺ مریض ہو گئے تو اللہ تعالیٰ

نے ان کو موت کے وقت، حیات دنیا و آخرت میں اختیار دیا تو آپ ﷺ نے آخری

مرض میں یہ آیت پڑھی۔

اس سے یہ بھی ظاہر ہے کہ حضور ﷺ کو کامل نبوت کے حاصل ہونے کے بعد بھی اپنی مرض موت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اختیار دیا گیا تھا، کہ دنیا کے ساتھیوں کی رفاقت پسند کرتے ہیں یا جنت والے ساتھیوں کی۔ اس سے ثابت ہوا کہ ہر دو مقام سے رفاقت مکانی مقصود ہے نہ کہ رفاقت مرتبی۔ کیوں کہ یہ تو آپ ﷺ کو پہلے ہی سے حاصل تھی۔

۱۱۔ نیز مع کا معنی ساتھ کے ہیں۔ جیسے ”اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا“ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ، اِنَّ اللّٰهَ مَعَ

الَّذِیْنَ اتَّقَوْا، مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ مَعَهُ، اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِیْنَ“

نیز اگر نبی کی معیت سے نبی ہو سکتا ہے تو سوال یہ ہے کہ کیا خدا کی معیت سے خدا بھی ہو سکتا ہے؟ العیاذ باللہ!

۱۲- یہ دلیل قرآن کریم کی آیت سے ماخوذ ہے۔ اس لئے مرزائی اپنے استدلال کی تائید میں کسی مفسر یا مجدد کا قول پیش کریں۔ بغیر اس تائید کے اس کا استدلال مردود اور من گھڑت ہے۔ اس لئے کہ مرزا نے لکھا ہے:

”جو شخص ان (مجددین) کا منکر ہے وہ فاسقوں میں سے ہے“

(شہادت القرآن خ ص ۳۴۴ ج ۶)

۱۳- اگر مرزائیوں کے بقول اطاعت سے نبوت وغیرہ درجات حاصل ہوتے ہیں تو ہمارا یہ سوال ہوگا کہ یہ درجے حقیقی ہیں یا ظلی، بروزی؟ اگر نبوت کا ظلی، بروزی درجہ حاصل ہوتا ہے جیسا کہ مرزائیوں کا عقیدہ ہے تو صدیق، شہید اور صالح بھی ظلی و بروزی ہونے چاہئیں۔ حالانکہ ان کے بارے میں کوئی ظلی، بروزی ہونے کا قائل نہیں۔ اور اگر صدیق وغیرہ میں حقیقی درجہ ہے تو پھر نبوت بھی حقیقی ہی ماننا چاہئے۔ حالانکہ تشریحی اور مستقل نبوت کا ملنا خود مرزائیوں کو بھی تسلیم نہیں ہے۔ اس لئے یہ دلیل مرزائیوں کے دعویٰ کے مطابق نہ ہوئی۔

۱۴- اس آیت سے چار آیت پہلے انبیاء و رسل کے متعلق فرمایا ہے ”وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا يَطَاعُ بِإِذْنِ اللَّهِ“ سورة نساء ۳۴۔ یعنی ہر ایک رسول مطاع اور امام بنانے کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ اس غرض سے نہیں بھیجا جاتا کہ وہ کسی دوسرے رسول کا مطیع اور تابع ہو اور آیت ”وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ“ میں مطیعون کا ذکر ہے۔ اور مطیع کسی بھی صورت میں نبی اور رسول نہیں ہوتا۔ خلاصہ یہ کہ نبی اور رسول مطاع ہوتا ہے مطیع نہیں (فافہم)

۱۵- مرزائی ایک طرف تو دلیل بالا سے یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ اطاعت رسول کے ذریعہ سے آدمی درجہ نبوت تک پہنچ سکتا ہے۔ دوسری طرف خود ان کے حضرت صاحب نے اس بات کا اقرار و اعتراف کیا ہے کہ اطاعت کرنے حتیٰ کہ فنا فی الرسول ہو جانے سے بھی نبوت نہیں مل سکتی۔ بس زیادہ سے زیادہ محدثیت کا درجہ حاصل ہو سکتا ہے۔ اس اعتراف کے ثبوت میں چند حوالے پیش ہیں:

حوالہ نمبر ۱۔ ”جب کسی کی حالت اس نوبت تک پہنچ جائے (جو اس سے قبل ذکر کی گئی) تو اس کا معاملہ اس عالم سے دراؤں اور ہو جاتا ہے اور ان تمام ہدایتوں اور مقامات عالیہ کو ظلی طور پالیتا ہے۔ جو اس سے پہلے نبیوں اور رسولوں کو ملے تھے۔ اور انبیاء و رسل کا نائب اور وارث ہو جاتا ہے۔ وہ حقیقت جو انبیاء میں معجزہ کے نام سے موسوم ہوتی ہے۔ وہ اس میں کرامت کے نام سے ظاہر ہوتی ہے۔ اور وہی حقیقت انبیاء میں عصمت کے نام سے نامزد کی جاتی ہے۔ اس میں محفوظیت کے نام سے پکاری جاتی ہے۔ اور وہی حقیقت جو انبیاء میں نبوت کے نام سے بولی جاتی ہے۔ اس میں محدثیت کے پیرایہ میں ظہور پکڑتی ہے۔ حقیقت ایک ہے لیکن باعث شدت اور ضعف رنگ کے، انکے نام مختلف رکھے جاتے ہیں۔ اسلئے آنحضرت ﷺ کے ملفوظات مبارکہ ارشاد فرما رہے ہیں کہ محدث، نبی بالقوۃ ہوتا ہے اگر باب نبوت مسدود نہ ہوتا تو ہر ایک محدث اپنے وجود میں قوت اور استعداد نبی ہونے کی رکھتا ہے اور اس قوت اور استعداد کے لحاظ سے محدث کا حاصل نبی پر جائز ہے۔ یعنی کہہ سکتے ہیں کہ الحداثۃ نبی جیسا کہ کہہ سکتے ہیں ”العنب خمر نظراً“ علی القوۃ والاستعداد و مثل هذا المحمل شائع متعارف‘

(ماہنامہ ریویو آف ریلیجنز جلد ۳ ماہ اپریل ۱۹۰۴ء بعنوان اسلام کی برکات)

اس عبارت سے واضح ہوا کہ ظلی نبوت بھی درحقیقت محدثیت ہی ہے اور کامل اتباع سے جو ظلی نبی بنتا ہے وہ دراصل محدث ہوتا ہے۔ اور یہاں جو محدث پر نبی کا حمل کیا گیا ہے وہ محض استعداد کی بنا پر ہے۔ یعنی اگر دروازہ نبوت بند نہ ہوتا تو وہ بھی نبی بن جاتا۔ جیسا کہ عنب پر خمر کا اطلاق قوت اور استعداد کی بنا پر کیا جاتا ہے۔ لیکن ظاہر ہے کہ اس کا مطلب یہ نہیں کہ جو خمر کا حکم ہے وہ عنب کا بھی حکم ہو۔ بلکہ دونوں کے احکام اپنی جگہ الگ الگ ہیں۔ اسی طرح اگر محدث پر نبی کا اطلاق بلحاظ استعداد کیا جائے گا تو دونوں کے احکام الگ الگ ہونگے۔ نبی کا انکار کفر ہوگا اور محدث کی نبوت کا انکار کفر نہ ہوگا۔ حالانکہ مرزائی اپنے حضرت صاحب (ظلی نبی) کے منکرین کو پکا کافر گردانتے ہیں۔ یہ تو عجیب تضاد ہوا مرزا غلام احمد کچھ کہیں۔ مرزائی کچھ کہیں اور آج کل کے جاہل کچھ کہیں! اسی سے اس لچر عقیدہ کے بطلان کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

حوالہ نمبر ۲۔ مرزا لکھتا ہے ”حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وجود ظلی طور پر گویا آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ہی تھا“ (ایام الصلح خ ص ۲۶۵ ج ۱۳)

مرزا کو خود تسلیم ہے کہ حضرت عمرؓ آنحضرت ﷺ کے ظلی وجود تھے۔ پھر بھی وہ نبی نہ بن سکے۔ معلوم ہوا کہ اتباع نبی سے زیادہ سے زیادہ ظلی وجود تو مرزا کے نزدیک ہو سکتا ہے مگر نبوت نہیں مل سکتی۔ ورنہ قادیانی لوگ حضرت عمرؓ کو بھی ظلی نبی تسلیم کریں! ”لو کان بعدی نبی لکان عمرؓ“ حدیث نے عمرؓ کے نبی نہ ہونے کی صراحت کر دی۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں ”قال علی الا وانی لست نبی ولا یوحی الی“ (ازلہ الخفاء ص ۱۳۲) حضرت علیؓ فرماتے ہیں، خبردار! نہ میں نبی ہوں اور نہ میری طرف وحی آتی ہے۔

حوالہ نمبر ۳۔ ”صد ہا ایسے لوگ گزرے ہیں جن میں حقیقت محمدیہ تحقیق تھی اور عند اللہ ظلی طور پر ان کا نام محمد یا احمد تھا۔“ (آئینہ کمالات اسلام خ ص ۳۴۶ ج ۵)

اس عبارت سے یہ بھی پتہ چلا کہ اگرچہ صد ہا لوگ ایسے گزر چکے ہیں جن کا نام ظلی طور پر محمد یا احمد تھا مگر پھر بھی ان میں سے نہ کوئی نبی بنا اور نہ کسی نے دعویٰ نبوت کیا نہ اپنی الگ جماعت بنائی اور نہ اپنے منکرین کو کافر اور خارج از اسلام قرار دیا۔ تو عجیب بات ہے کہ اتنے بڑے بڑے متبعین خدا اور رسول تو اس نعمت سے محروم ہی دنیا سے رخصت ہو گئے اور مرزا قادیانی جیسا کوڑھ مغز آدمی ظلی نبی کے ساتھ ساتھ حقیقی نبی بھی بن گیا۔

مرزائی عذر ۲۔

مَنْ يُطِيعَ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ مع، من کے معنی میں ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ جو اللہ اور رسول کی اطاعت کرے گا وہ منعم علیہم انبیاء وغیرہ میں سے ہوگا۔ نہ کہ محض انکے ساتھ ہوگا اور اسکی مثال قرآن کریم میں بھی موجود ہے دیکھئے فرمایا گیا وَقَفْنَا مَعَ الْأَبْرَارِ، ای من الابرار، یعنی نیکوں میں سے بنا کر ہمیں وفات دیجئے۔

الجواب :- مرزائی عذر بچند وجوہ باطل ہے۔

الف۔ پورے عرب میں کہیں بھی مع، من کے معنی میں استعمال نہیں ہوتا۔ اگر یہ من کے معنی میں آتا تو مع پر من کا دخول ممنوع ہوتا حالانکہ عربی محاوروں میں من کا مع پر داخل ہونا ثابت ہے لغت کی مشہور کتاب المصباح المنیر میں لکھا ہے ”ودخول من نحو جنت من

معہ۔ مع القوم ”لہذا معلوم ہوا کہ من کبھی بھی مع کے معنی میں نہیں ہو سکتا۔ ورنہ ایک ہی لفظ کا تکرار لازم آئے گا۔

ب۔ جب کوئی لفظ مشترک ہو اور دو معنی میں مستعمل ہو تو دیکھا جاتا ہے کہ کون سے معنی حقیقی ہیں اور کون سے معنی مجازی۔ جب تک حقیقت پر عمل کرنا ممکن ہو تو مجاز اختیار کرنا درست نہیں ہوتا۔ یہاں پر بہر حال مع رفاقت کے معنی میں حقیقت ہے۔ اور اس پر عمل کرنا یہاں ممکن بھی ہے۔ کیونکہ اگلے جملہ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِیْقًا سے صاف طور پر رفاقت کے معنی کی تائید ہو رہی ہے۔ لہذا مع کو من کے مجازی معنی میں لے جانا ہرگز جائز نہ ہوگا۔

ج۔ اگر مع کا معنی من لیا جائے تو حسب ذیل آیت کے معنی کیا ہوں گے

- ۱۔ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ،، (بقرہ ۱۵۳) کیا خدا اور فرشتے ایک ہو گئے۔
- ۲۔ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا،، (توبہ ۴۰) کیا حضور سیدہ حضرت ابوبکرؓ اور خدا ایک ہو گئے۔
- ۳۔ ”اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ“ (بقرہ ۱۵۳)

۴۔ ”مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ مَعَهُ“ (فتح ۲۹) کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ نعوذ باللہ، اللہ تعالیٰ صابروں کے جز ہیں یا یہ کہ حضرات صحابہ کرامؓ آنحضرت ﷺ میں سے ہیں؟ دیکھئے کس طرح قادیانی تنکوں کا پل بناتے ہیں اور پھر اس پر زندہ ہاتھی گزارنے کی کوشش کرتے ہیں۔

و۔ اگر بالفرض یہ تسلیم کر لیا جائے کہ مع بھی کبھی من کے معنی میں استعمال ہوا ہے یا ہوتا ہے تو اس سے یہ کیسے لازم آیا کہ آیت مجوٹ عنہا میں بھی مع، من کے معنی میں ہے۔ کیا کسی مفسر یا مجدد نے یہاں پر مع کے بجائے من کے معنی مراد لیے ہیں؟

۵۔ مع، من کے معنی میں ہونے پر مرزائی جو آیات قرآنیہ تکبیس و مغالطہ کے لئے پیش کرتے ہیں۔ ان میں سے کسی ایک آیت میں بھی مع، من کے معنی میں نہیں۔ ہمارے اور مرزائیوں کے معتبر مفسر امام رازیؒ (جو مرزیوں کے نزدیک چھٹی صدی کے مجدد ہیں (عسل مصفی ص ۱۶۴ ج ۱) نے آیت وَتَوَفَّیْنَا مَعَ الْاَنْبِیَآءِ کی تفسیر فرماتے ہوئے مرزائیوں کے سارے کھروندے کوز میں بوس کر دیا ہے۔ اور انکی رکیک تاویل کی دھجیاں اڑادی ہیں۔ وہ فرماتے ہیں:

، وفاتهم معهم هي ان يموتوا على مثل اعمالهم حتى يكونوا في درجاتهم يوم القيامة قد يقول الرجل انا مع الشافعي في هذه المسئلة ويريد به كونه مساويا له في ذلك الاعتقاد“ تفسیر کبیر ص ۱۸۱ ج ۳،۔

ان کا ان (ابرار) کے ساتھ وفات پانا اس طرح ہوگا کہ وہ ان نیکوں جیسے اعمال کرتے ہوئے انتقال کریں تاکہ قیامت کے دن ان کا درجہ پالیں۔ جیسے کبھی کوئی آدمی کہتا ہے کہ میں اس مسئلہ میں شافعی کے ساتھ ہوں اور مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کا اعتقاد رکھنے میں وہ اور امام شافعی برابر ہیں۔ نہ یہ کہ وہ درجہ میں امام شافعی تک پہنچ گیا۔

مرزائی عذر-۳

مرزائیوں نے اپنے باطل استدلال کی تائید کے لئے جھوٹ کا پلندہ تیار کیا ہے اور مشہور امام لغت راغب اصفہانی کے کندھے پر رکھ کر بدوق چلانے کی ناکام کوشش کی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ امام راغب کے ایک قول سے انکے بیان کردہ معنی کی تائید ہوتی ہے وہ عبارت یہ ہے۔

”قال الراغب : ممن انعم عليهم من الفرق الاربع في المنزلة والصواب النبی بالنبی والصديق بالصدق والشهيد بالشهيد والصالح بالصالح واجاز الراغب ان يتعلق من النبی بقوله ومن يطع الله والرسول ای من النبیین ومن بعدهم (بحر المحیط للعلامة اندلسی ص ۲۸ ج ۳)

اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ من النبیین، انعم الله علیہم سے نہیں بلکہ ومن يطع الله سے متعلق ہے۔ لہذا آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ نبیوں وغیرہ میں سے جو اللہ اور رسول کی اطاعت کرے گا وہ منعم علیہم کے ساتھ ہوگا اور یہاں يطع مضارع کا صیغہ ہے جو حال و مستقبل دونوں کے لئے بولا جاتا ہے۔ لہذا ضروری ہوا کہ اس امت میں بھی کچھ نبی ہونے چاہئیں جو رسولوں کی اطاعت کرنے والے ہوں۔ اگر نبوت کا دروازہ بند ہوگا تو اس آیت کے مطابق کون سانبی ہوگا جو رسول اللہ کی اطاعت کرے گا؟

ڈھول کا پول

مرزائیوں نے مذکورہ عبارت پیش کر کے انتہائی دجل و فریب کا مظاہرہ کیا ہے۔ یہ

حوالہ علامہ اندلسی کی تفسیر البحر المحیط سے ماخوذ ہے۔ مگر انہوں نے اس قول کو نقل کر کے اپنی رائے اس طرح بیان فرمائی ہے:

”وهذا وجه الذى هو عنده ظاهر فاسد من جهة المعنى ومن جهة النحو.

تفسیر البحر المحیط ص ۲۸۷ ج ۳ بیروت، معنی اور نحو کے لحاظ سے یہ بات فاسد ہے۔

لہذا معلوم ہوا کہ یہ قول بالکل مردود اور ساقط الاستدلال ہے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ امام راغبؒ کی کسی کتاب میں اس طرح کی عبارت نہیں ملتی۔ انکی طرف یہ قول منسوب کرنا صحیح نہیں ہے۔ انکی طرف قول بالا کی غلط نسبت ہونے پر ہمارے پاس دو قرینہ موجود ہیں۔ دیکھئے:

پہلا قرینہ

امام راغب اصفہائی نے صدیقین کی تفسیر میں ایک رسالہ تصنیف فرمایا ہے۔ جس کا نام الذریعہ الی مکارم الشریعہ ہے۔ آیت ”ومن یطع الله والرسول... الخ“ کا تعلق بھی اسی مضمون سے ہے اگر بالفرض امام راغبؒ کا وہ مسلک ہوتا جو بحر محیط میں نقل کیا ہے تو اس کتاب میں ضرور نقل کرتے۔ لیکن پوری کتاب میں کہیں اشارہ و کنایہ بھی اس کا ذکر نہیں ہے۔

دوسرا قرینہ

اگر اس طرح کی عبارت امام راغبؒ کی کسی کتاب میں ہوتی تو مرزائی مناظرین امام راغبؒ کی اسی کتاب سے حوالہ دیتے اور وہیں سے نقل کرتے کہ دلیل پختہ ہوتی۔ لیکن وہ لوگ تو بحر محیط کی ایک عبارت لے کر لکیر پیٹتے رہتے ہیں۔ کیونکہ اس کا اصل ماخذ کہیں ہے ہی نہیں۔ ۱۶۔ اگر درجے ملنے کا ذکر ہے تو بترتیب حاصل ہونے چاہئیں پہلے صدیق پھر شہید پھر صالح۔

مرزائی عذر-۴

مع، بمعنی من ہے۔ ابلیس کے متعلق ایک جگہ فرمایا: ”أَنْ يَكُونُ مَعَ السَّجْدِينَ“.

(الحج) دوسری جگہ فرمایا: ”لَمْ يَكُنْ مِنَ السَّجْدِينَ“ (اعراف ۱۱)

جواب:- ابلیس نے تین گناہ کئے تھے، ۱۔ تکبر کیا تھا۔ اس کا ذکر سورۃ ص کے

آخری رکوع میں ہے: ”كُنْتُ مِنَ الْعَالِينَ“ ۲۔ سجدہ نہ کر کے اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف

ورزی کی۔ اسکا بیان سورۃ اعراف کے دوسرے رکوع میں ہے ”لَمْ یَكُن مِنَ السَّاجِدِينَ“
 ۳۔ اس نے جماعت ملائکہ سے مفارقت کی تھی۔ اس کا بیان سورۃ حجر کے تیسرے رکوع میں
 ہے ”اَنْ یَّکُوْنَ مَعَ السَّاجِدِیْنَ“۔

پس مع ہرگز من کے معنوں میں نہیں بلکہ دونوں کے فائدے الگ الگ اور جداگانہ
 ہیں۔ جیسا کہ ظاہر ہیں۔

مرزائی عذر-۵

”اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا دِیْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ
 الْمُؤْمِنِیْنَ وَسَوْفَ یُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِیْنَ اَجْرًا عَظِیْمًا“ (نساء، ۱۳۶) کیا توبہ کرنے والے
 مومن نہیں، مومنوں کے ساتھ ہونگے۔ کیا ان کو اجر عظیم عطا نہ ہوگا؟

جواب:- حقیقت یہ ہے کہ مومنین پر الف لام عہد کا ہے اس سے مراد وہ لوگ ہیں
 جو شروع سے خالص مومن ہیں ان سے کبھی نفاق سرزد نہیں ہوا، ان کی معیت میں وہ لوگ
 جنت میں ہونگے جو پہلے منافق تھے پھر توبہ کر کے مخلص مومن بن گئے۔ پس ثابت ہوا کہ مع
 اپنے اصل معنی، مصاحبت کے لئے آیا ہے نہ کہ بمعنی من۔

آیت: یَاٰیٰهَا الرُّسُلُ کُلُّوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ

قادیانی:- یَاٰیٰهَا الرُّسُلُ کُلُّوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاَعْمَلُوْا صَالِحًا (مومنون ۵۱) یہ آیت
 آپ ﷺ پر نازل ہوئی حضور ﷺ واحد ہیں اور رسل جمع کا صیغہ ہے۔ پس ثابت ہوا کہ
 حضور ﷺ اور آپ ﷺ کے بعد آنے والے رسول مراد ہیں۔ جن کو یہ حکم ہے کہ میرے
 رسولو! پاک چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو۔ ورنہ کیا خدا تعالیٰ وفات شدہ رسولوں کو حکم دے رہا ہے
 ؟ کہ اٹھو پاک کھانے کھاؤ اور نیک کام کرو۔ (احمدیہ پاکٹ بک ص ۳۶۷)

تبلیغی پاکٹ کے مصنف سے زیادہ ایک مرزائی سردار عبدالرحمن مہر سنگھ نے کمال کیا
 ہے۔ اس نے بھلول ضلع سرگودھا سے ایک اشتہار نکالا ہے۔ جس کے جواب کے لئے بیس
 ہزار انعامی چیلنج کا اعلان ہے۔ اشتہار کا عنوان ہے ”پاک محمدنیوں کا بادشاہ“ اس میں اجراء
 نبوت کے دلائل دیتے ہوئے مندرجہ بالا آیت بھی پیش کی ہے۔ جس کی تمہید اس نے اس

طرح ذکر کی ہے کہ ”آنحضرت ﷺ سے پیشتر کے انبیاء کی طرز زندگی خوراک، پوشاک وغیرہ سادہ ہوا کرتی تھی۔ اکثر نبی، جو، اور کجور پر گزارہ کر لیا کرتے تھے مگر زمانہ مستقبل میں آنے والے رسولوں کو فرمایا ”يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ“ اے آنے والے رسولو! تمہارے زمانہ میں بے شمار پیٹری اور مٹھائیاں اور نفیس اکل و شرب کی چیزیں تیار ہوں گی۔ پر تم ان میں سے پاک اور صاف اور ستھری چیزیں کھایا کرنا جو کچھ تم کرو گے میں خوب جانتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ زمانہ مستقبل میں گونا گوں مٹھائیاں اور ٹوسٹ تیار ہوں گے۔ یہ حکم حضور، حضرت آدم، نوح، ابراہیم، یوسف، اور یس علیہم السلام کے لئے نہیں دیا گیا تھا کہ قبروں سے اٹھو اور نہ دھو کر پاک اور طیب چیزیں کھایا کرو۔ کیوں کہ وہ ہزاروں سال سے بہشت میں مزے کر رہے ہیں۔ پس یہ حکم آپنوالے امتی نبیوں کے متعلق آنحضرت ﷺ پر نازل ہوا تھا۔ (اشہار مذکورہ ص ۲)

جواب نمبر ۱۔ سورۃ مومنون کے دوسرے رکوع سے اس آیت کریمہ تک انبیاء سابقین کا ذکر ہے۔ سب سے آخر میں حضرت مسیح علیہ السلام کا ذکر ان الفاظ میں فرمایا ”وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ آيَةً وَآوَيْنَهُمَا إِلَى رُبُوعٍ ذَاتِ قُرْآنٍ وَمَعِينٍ“ مومنون ۵۰۔ اس سے اگلی آیت نمبر ۵۱، میں فرمایا ”يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا۔“ اگلی آیت نمبر ۵۲ میں فرمایا: ”وَأَنَّ هَذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُونِ“ ۳۱ المومنون (۵۲)

ان آیات میں حکایت ماضیہ کے ضمن میں یہ بتلانا مقصود ہے کہ پاک چیزیں، نفیس اشیاء کا استعمال کرو۔ ”وَأَنَّ هَذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً“، یعنی اصول دین کا طریق کسی شریعت میں مختلف نہیں ہوا گویا انبیاء کرام علیہم السلام کو اپنی امتوں کے لئے نمونہ بننے کے لئے رزق حلال و طیب اور اپنا کردار صالح اپنانے کا ارشاد ہو رہا ہے۔ تو اصل حکم امتوں کو دینا مقصود ہے۔

ترجمہ ۱۔ ہم نے مسیح علیہ السلام اور انکی والدہ کو بڑی نشانی بنایا۔ اور ہم نے ان دونوں کو ایک ایسی بلند زمین پر لیجا کر پناہ دی جو بوجہ غلات میوہ جات ہونے کے کھنہر نے کے قابل اور شاداب تھی۔

ترجمہ ۲۔ اے میرے پیغمبرو! تم اور تمہاری امتیں نفیس چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو۔ اور میں تم سب کے کئے ہوئے کاموں کو خوب جانتا ہوں۔

ترجمہ ۳۔ اور ہم نے ان سب سے یہی کہا ہے کہ تمہارا طریقہ وہ ایک ہی طریقہ ہے (اور حاصل اس طریقہ کا یہ ہے کہ) میں تمہارا رب ہوں۔ سو تم مجھ سے ڈرتے رہو۔

قرینہ آیت نمبر ۵۴ ہے جس میں فرقہ بازی کے ارتکاب پر تنبیہ کی گئی ہے۔ ظاہر ہے کہ تفرقہ کا شکار امت ہوتی ہے نہ کہ انبیاء علیہم السلام۔ فافہم وکن من الشاکرین۔

۲۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ طیب لا یقبل الاطیاء وان اللہ امر المؤمنین لما امر بہ المرسلین۔ فقال یا ایہا الرسل کلو من الطیبات واعملوا صالحاً وقال اللہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا کلو من الطیبات ما رزقناکم

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پاک ہے اور سوائے پاکیزگی کے کچھ قبول نہیں کرتا۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے مومنین کو وہی حکم دیا ہے جو اس نے انبیاء کرام کو دیا تھا۔ کہ اے رسولو! کھاؤ پاک چیزیں اور عمل صالح کرو۔ اور ایسا ہی مسلمانوں کو فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے ایمان والو! کھاؤ پاک رزق سے جو میں نے تمہیں عطا کیا ہے۔

(مسلم شریف کتاب البیوع۔ باب التلب وطلب الخوال مند احمد ص ۳۳۸ ج ۲۔ ابن کثیر ص ۴۷ ج ۳)

اب نفس آیت کے مفہوم کو سمجھیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم اور ان کے صاحبزادے کو ایک اونچے محفوظ مقام، شاداب جگہ پر جگہ دی۔ اس واقعہ کے بیان کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ (حضرت مسیح ہوں یا اور رسول) ہم نے ان سب کو حکم دیا تھا کہ پاک چیزیں کھاؤ اور اچھے عمل کرو جو کچھ تم کرتے ہو میں اسکو جانتا ہوں۔ یہ سب لوگ امتہ واحدہ تھے۔ اور میں تم سب کا رب ہوں اور مجھ سے ڈرو۔ مگر اس تاکید کے بعد بھی انبیاء کے متبعین نے دین الہی میں پھوٹ ڈال دی اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اور ہر فرقہ اپنی اپنی جگہ خوش و خرم ہے کہ ہم حق پر ہیں ”فَقُطِّعُوا أَمْرُهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ“ (مومنون ۵۳) آگے آپ ﷺ کو حکم ہے کہ ”فَلَذُّهُمْ فِيْ غَمْرَتِهِمْ“ (مومنون ۵۴) ان کو اس مدہوشی میں چھوڑ دیں وقت معین تک۔ یعنی موت تک یا قیامت تک کہ بالآخر میرے پاس آئیں گے۔ اپنے کئے کی پائیں گے (معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کے بعد قیامت تک نبوت نہیں) اسی لئے تو آپ ﷺ نے فرمایا ”أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ“

غرض یہ کہ آیات اپنے مطلب کو صاف صاف ظاہر کر رہی ہیں کہ یہ امر ہر ایک رسول کو اپنے وقت پر ہوتا رہا ہے فَتَقُطُّعُوا کی آیت نے تو بالکل بات واضح کر دی کہ ان امتوں کا ذکر ہے جن پہلے امتوں نے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تھا۔ گذشتہ واقعہ کی خبر و حکایت بیان کی گئی ہے نہ کہ آنے والے رسولوں کا ذکر ہے؟

۳۔ مرزا صاحب آنحضرت ﷺ کے بعد صرف ایک ہی رسول یعنی اپنے آپ کو ہی صحیح مانتے ہیں۔ اسی طرح مرزا محمود اور بشیر احمد بھی آپ ﷺ کے بعد صرف ایک ہی نبی یعنی مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کے قائل ہیں۔ تو پھر ایک کیلئے ”یا ایہا الرسل“ جمع کا صیغہ کیوں استعمال کیا گیا؟ علاوہ ازیں اگر یہ کہا جائے کہ اس آیت میں آنحضرت ﷺ اور بعد والا مرزا بھی معاذ اللہ مراد ہے تو پھر بھی یہ تشنیہ کا صیغہ چاہئے تھا نہ کہ جمع کا۔ الغرض کسی بھی احتمال پر قادیانی مفہوم صحیح ثابت نہیں ہو سکتا۔

نوٹ۔ حضرت ابو یوسف سلمیٰ کی روایت ”یابنی آدم“ کی بحث میں گزر چکی ہے۔ وہ اس مسئلہ پر ضرور دیکھ لی جائے۔

آیت: اَنْ لَّنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا

قادیانی:- ”وَاَنْتَهُمْ ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا“۔ جن ے پہلے بھی کہتے تھے اللہ کسی کو مبعوث نہ کریگا۔ اب بھی کہتے ہیں یہ پرانی بات ہے نئی بات نہیں۔ جواب ۱۔ اس میں بعثت انبیاء کا ذکر نہیں بلکہ کفار کے بقول قیامت کے دن دوبارہ پیدا ہونے کا انکار ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کسی کو کھڑا نہ کریگا۔ اس آیت کی وضاحت دوسری جگہ موجود ہے: ”رَّعِمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَنْ لَّنْ يَّبْعَثُوْا. قُلْ بَلٰى وَرَبِّىْ لَيُبْعَثَنَّ“ (تہا بن ۷)۔ تو انکا انکار بعث بعد الموت سے ہے۔

۲۔ قادیانی تحریف بھی بغرض محال تسلیم کر لیجائے تو بھی انکا مدعا ثابت نہیں ہوتا کیونکہ یہ تو ل کفار ہے یہ کافر جنوں کا ظن تھا۔ جو غلط ہے۔ یہ خدائی فیصلہ نہیں۔ خدائی فیصلہ اب ختم نبوت کا ہے۔ کافر جنات کے قول غلط سے استدلال کر کے قادیانی کافر کی جھوٹی اور غلط نبوت کو ثابت کرنا۔ خدا تعالیٰ مرزا نیوں کو مبارک کرے۔

۳۔ جس وقت ان لوگوں نے کہا کہ اب کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا۔ اس وقت نبوت جاری تھی۔ اب نبوت ختم ہے۔ جب جاری تھی تو اس کو بند کہنے والے کافر تھے۔ اب جب بند ہے تو اس کو جاری کہنے والے کافر ہونگے۔

آیت: وَالْآخِرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ. (جمعۃ ۳)

قادیانی - ”طائفہ قادیانیہ چونکہ ختم نبوت کا منکر ہے۔ اس لئے قرآن مجید کی تحریف کرتے ہوئے آیت ”هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ وَالْآخِرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ. جمعہ ۳۰۲“ کو بھی ختم نبوت کی نفی کیلئے پیش کر دیا کرتے ہیں۔ طریق استدلال یہ بیان کرتے ہیں کہ جیسے امین میں ایک رسول عربی ﷺ مبعوث ہوئے تھے اس طرح بعد کے لوگوں میں بھی ایک نبی قادیان میں پیدا ہوگا۔ (معاذ اللہ)

جواب: ۱- مرزا قادیانی تحریر کرتا ہے ”خدا وہ ہے جس نے امیوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے۔ اگرچہ پہلے وہ صریح گمراہ تھے اور ایسا ہی وہ رسول جو ان کی تربیت کر رہا ہے۔ ایک دوسرے کی بھی تربیت کریگا جو انہی میں سے ہو جاویں گے“

گویا تمام آیت معاد اپنے الفاظ مقدرہ کے یوں ہے۔ ”هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ وَالْآخِرِينَ مِنْهُمْ“ یعنی ہمارے خالص اور کامل بندے بجز صحابہ کرامؓ کے اور بھی ہیں جن کا گروہ کثیر آخری زمانہ میں پیدا ہوگا۔ اور جیسے نبی کریم ﷺ نے صحابہ کی تربیت فرمائی۔ ایسا ہی آنحضرت ﷺ اس گروہ کی بھی باطنی طور پر تربیت فرمائیں گے۔

(آئینہ کمالات اسلام خ ص ۲۰۸، ۲۰۹ ج ۵)

ماحصل عبارت کا یہ ہے کہ بہ اقرار مرزا قادیانی اس آیت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آخرین منہم میں بھی کوئی نبی مبعوث ہوگا۔ بلکہ وہ آیت کا مطلب یہ بتاتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جیسے پہلے لوگوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام اپنے ذمہ رکھا تھا ویسے ہی بعد کے لوگوں کی تعلیم و تربیت بھی آنحضرت ﷺ ہی فرمائیں گے۔ نہ یہ کہ کوئی اور نبی آئے گا جو قادیان سے پیدا ہو کر ان کا ذمہ دار ہو اور وہ ان کا نبی بنے گا۔

۲- بیضاوی شریف میں ہے ”وَالْآخِرِينَ مِنْهُمْ عَظْفُ عَلَى الْأُمِّيِّينَ أَوْ الْمَنْصُوبِ فِي يَعْلَمُهُمْ وَهُمْ الَّذِينَ جَاءُوا بَعْدَ الصَّحَابَةِ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ فَإِنْ دَعَوْتَهُ وَتَعْلِيمُهُ يَعْصِي“

لجميع“ آخرین کا عطف اُمِّينَ یُعَلِّمُهُمْ کی ضمیر پر ہے۔ اور اس لفظ کا زیادہ کرنے سے آنحضرت ﷺ کی بعثت عامہ کا ذکر کیا گیا۔ کہ آپ ﷺ کی تعلیم و دعوت صحابہؓ اور ان کے بعد قیامت کی صبح تک کے لئے عام ہے۔

خود آنحضرت ﷺ بھی فرماتے ہیں: انا نبی من ادرك حیاً و من یولد بعدی، صرف موجودین کے لئے نہیں بلکہ ساری انسانیت اور ہمیشہ کے لئے ہادی ﷺ برحق ہوں۔

۳۔ القرآن یفسر بعضہ بعضاً کے تحت دیکھیں تو یہ آیت کریمہ دعائے خلیل کا جواب ہے سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ کی تعمیر کی تکمیل پر دعاء فرمائی تھی ”رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ“۔ بقرہ ۱۲۹۔

اب زیر بحث آیت ”هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ“ وَاخْرَجْنَا مِنْهُمْ لَمَّا يَنْحَقُوا بِهِمْ“ (جمعہ ۳۰۲) میں اس دعا کی اجابت کا ذکر ہے۔ کہ دعائے خلیل کے نتیجہ میں وہ رسول معظم ان امیوں میں مبعوث فرمایا لیکن صرف انھیں کے لئے نہیں بلکہ جمع انسانیت کے لئے جو موجود ہیں انکے لئے بھی جو ابھی موجود نہیں ہیں لیکن آئیں گے قیامت تک، سبھی کے لئے آپ ﷺ ہادی برحق ہیں جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے ”يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا“ (اعراف ۱۵۸) یا آپ ﷺ کا فرمانا ”انسی ارسلت الی الخلق كافة“ لہذا مرزا قادیانی و جال قادیان اور اسکے چیلوں کا اسکو حضور ﷺ کی دو بعثتیں قرار دینا۔ یا نئے رسول کے مبعوث ہونے کی دلیل بنانا سراسر دجالیت ہے۔ پس آیت کریمہ کی رو سے مبعوث واحد ہے اور مبعوث الیہم موجود و غائب سب کے لئے بعثت عامہ ہے۔

۴۔ رسولاً پر عطف کر نا صحیح نہیں ہو سکتا۔ کیوں کہ جو قید معطوف علیہ میں مقدم ہوتی ہے اس کی رعایت معطوف میں بھی ضروری ہے چونکہ رسولاً معطوف علیہ ہے فی الامیین مقدم ہے۔ اس لئے فی الامیین کی رعایت و آخرین منہم میں بھی کرنی پڑے گی۔ پھر اس وقت یہ معنی ہونگے کہ امیین میں اور رسول بھی آئیں گے۔ کیوں کہ امیین سے مراد عرب ہیں۔ جیسا کہ صاحب بیضاویؒ نے لکھا ہے ”فی الامیین ای فی العرب لان اکثرهم لا یکتبون ولا

یَقْرُونَ“ اور لفظ منہم کا بھی یہی تقاضہ ہے۔ جبکہ مرزا عرب نہیں تو مرزائیوں کیلئے سوائے دجل و کذب میں اضافہ کے استدلال باطل سے کوئی فائدہ نہ ہوا۔

۵۔ قرآن مجید کی اس آیت میں بعث کا لفظ ماضی کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ اگر رسولاً پر عطف کریں تو پھر بعث مضارع کے معنوی میں لینا پڑیگا۔ ایک ہی وقت میں ماضی اور مضارع دونوں کا ارادہ کرنا ممتنع ہے۔

۶۔ اب آئیے دیکھئے کہ مفسرین حضرات جو قادیانی دجال سے قبل کے زمانہ کے ہیں۔ وہ اس آیت کی تفسیر میں کیا ارشاد فرماتے ہیں۔

”قال المفسرون هم الاعاجم يعنون به غير العرب اى طائفة كانت قاله ابن عباس وجماعة وقال مقاتل يعنى التابعين من هذه الامة الذين يلحقون باوانلهم وفى الجملة معنى جميع الاقوال فيه كل من دخل فى الاسلام بعد النبى ﷺ الى يوم القيامة فالمراد بالاميين العرب وبالاخرين سواهم من الامم (تفسیر کبیر ص ۳۴ ج ۳)

حضرت ابن عباسؓ اور ایک جماعت مفسرین کہتے ہیں کہ آخرین سے مراد عجمی ہیں یعنی آپ ﷺ عرب و عجم کے لئے معلم و مربی ہیں (اور مقاتل کہتے ہیں کہ تابعین مراد ہیں سب اقوال کا حاصل یہ ہے کہ امیین سے عرب مراد ہیں اور آخرین سے سوائے عرب کے سب قومیں جو حضور ﷺ کے بعد قیامت تک اسلام میں داخل ہونگے وہ سب مراد ہیں۔

”وهم الذين جاؤا بعد الصحابة الى يوم الدين“ تفسیر ابوسعود۔ آخرین سے مراد وہ لوگ ہیں جو صحابہؓ کے بعد قیامت تک آئیں گے (ان سب کے لئے حضور ﷺ ہی نبی ہیں) ”هم الذين يا تون من بعدهم الى يوم القيامة“ (کشاف ص ۱۸۵ ج ۳)

۷۔ بخاری شریف ص ۲۷۷ ج ۲، مسلم شریف ص ۳۱۲ ج ۲، ترمذی شریف ص ۱۶۷ ج ۲، مشکوٰۃ شریف ص ۵۷۶، پر ہے

”عن ابى هريرة قال كنا جلوساً عند النبى فانزلت عليه سورة الجمعة و آخرین منهم لما يلحقوا بهم قال قلت من هم يا رسول الله فلم يراجعه حتى سنل ثلاثاً و فینا سلمان الفارسی وضع رسول الله ﷺ يده على سلمان ثم قال لو كان الايمان عند الثريا لنال رجال او رجل من هنولاء“

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں ہم نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر باش تھے کہ آپ ﷺ پر سورۃ جمعہ نازل ہوئی۔ وَأَخْرَجْنَاهُمْ لِمَا يَلْحَقُوا بِهِمْ تُوْمِیں نے عرض کی، کہ یا رسول اللہ ﷺ وہ کون ہیں آپ ﷺ نے خاموشی فرمائی۔ حتیٰ کہ تیسری بار سوال عرض کرنے پر آپ ﷺ نے ہم میں بیٹھے ہوئے سلمان فارسیؓ پر ہاتھ رکھ دیا اور فرمایا اگر ایمان ثریا پر چلا گیا تو یہ لوگ (اہل فارس) اس کو پالیں گے۔ (رجال یا رجل کے لفظ میں راوی کو شک ہے مگر اگلی روایت نے رجال کو متعین کر دیا)

یعنی عجم یا فارس کی ایک جماعت کثیرہ جو ایمان کو تقویت دیگی اور امور ایمانیہ میں اعلیٰ مرتبہ پر ہوگی۔ عجم و فارس میں بڑے بڑے محدثین، فقہاء، مفسرین، مجددین، صوفیاء، اسلام کے لئے باعث تقویت بنے۔ آخرین منہم سے وہ مراد ہیں۔ ابن عباسؓ و ابوہریرہؓ سے لیکر ابوحنیفہؒ تک سبھی اسی رسول ہاشمی ﷺ کے در اقدس کے در یوزہ گر ہیں۔ حاضر و غائب امینین و آخرین سبھی کے لئے آپؐ کا در اقدس واپس آئے جس کا جی چاہے۔ اس حدیث نے متعین کر دیا کہ آپؐ کی نبوت عامہ و تامہ و کافہ ہے۔ موجود و غائب عرب و عجم سبھی کے لئے آپؐ معلم و مزی کی ہیں۔ اب فرمائیے کہ آپؐ کی بعثت عامہ کا ذکر مبارک ہے یا کسی اور نئے نبی کے آنے کی بشارت؟ یقیناً نئے نبی کی بشارت کا خیال کرنا باطل و بے دلیل دعویٰ ہے۔

آیت : وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ .

قادیانی:- کبھی کبھی آیت ”وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ (آل عمران ۸۰) اور آیت ”وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُوحٍ (احزاب ۷) سے استدلال کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سب انبیاء سے حتیٰ کہ آنحضرت ﷺ سے بھی ایک رسول کے آنے کا واقعہ پیش کر کے اس کی تصدیق کرنے کا اور اس رسول کو ماننے کا وعدہ لیا جا رہا ہے۔ وہ رسول کون ہوگا جو سب انبیاء اور آنحضرت ﷺ کے بعد آنے والا ہے وہ مرزا غلام احمد قادیانی ہی ہے۔ نعوذ باللہ۔

جواب نمبر ۱- ہر دو آیات میں جس چیز کا خدا تعالیٰ انبیاء سے وعدہ لے رہے ہیں وہ الگ الگ چیزیں ہیں۔ پہلی آیت میں تو ایک بہت عظیم الشان نبی کی تصدیق کا وعدہ لیا جا رہا

ہے جو آیت بتلا رہی ہے کہ وہ نبی اعلیٰ منصب رکھتا ہوگا۔ جس کے لئے اللہ تعالیٰ انبیاء کرام سے تاکید کی طور پر اس پر ایمان لانے کا وعدہ لے رہے ہیں۔ اور جس کی امداد کے لئے سخت تاکید فرمائی جا رہی ہے۔ وہ تو آنحضرت ﷺ ہی ہو سکتے ہیں۔ مرزا قادیانی جیسے دجال کو اس میثاق و وعدہ کا مصداق ٹھہرانا جس قدر بعید از عقل و نقل ہے اس قدر دنیا میں اور کوئی ظلم ہی نہیں ہو سکتا۔ پھر خود مرزا قادیانی بھی اس ”ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ“ سے مراد آنحضرت ﷺ کو سمجھتا ہے۔ ملاحظہ ہو:

”اور یاد کر جب خدا نے تمام رسولوں سے عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب اور حکمت دوں گا۔ اور پھر تمہارے پاس آخری زمانہ میں میرا رسول آئے گا جو تمہاری کتابوں کی تصدیق کرے گا۔ تمہیں اُس پر ایمان لانا ہوگا۔ اور اس کی مدد کرنی ہوگی..... اب ظاہر ہے کہ انبیاء تو اپنے اپنے وقت پر فوت ہو گئے تھے یہ حکم ہر نبی کی امت کے لئے ہے کہ جب وہ رسول ظاہر ہو تو اس پر ایمان لاؤ۔ (حقیقت الوحی خزائن ص ۱۳۳، ۱۳۴ ج ۲۲)

جب مرزا قادیانی نے اس کا مصداق رحمت دو عالم ﷺ کی ذات اقدس کو قرار دیا اور مرزائیوں کی لٹرنی کو مرزا نے در خود اعتنا نہیں سمجھا تو پھر ہم مرزائیوں کو کیوں گھاس ڈالیں؟۔ دوسری آیت میں تبلیغ و اشاعت احکامات الہیہ پر وعدہ لئے جانے کا تذکرہ ہے۔

۲۔ ”ثُمَّ جَاءَكُمْ“ کے الفاظ قابل غور طلب ہیں۔ ان میں نبی کریم ﷺ کا تمام انبیاء کرام کے بعد تشریف لانے کو ”ثُمَّ“ کے ساتھ ادا کیا گیا ہے۔ جو لغت عرب میں تراخی کیلئے آتا ہے۔ جب کہا جاتا ہے کہ ”جاء نسی القوم ثم عمر“ تو لغت عرب میں اس کا یہی مفہوم و معنی سمجھا جاتا ہے کہ پہلے تمام قوم آگئی پھر کچھ تراخی یعنی مہلت کے بعد سب کے آخر میں عمر آیا۔ لہذا ”ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ“ کے یہ معنی ہونگے کہ تمام انبیاء کے آنے کے بعد سب سے آخر میں آنحضرت ﷺ تشریف لائے۔ یہ تو ختم نبوت کی دلیل ہوئی اور قادیانیت کیلئے نشتر جان!

۳۔ تمام مفسرین کرام نے ”ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ“ سے مراد رحمت دو عالم ﷺ کو لیا ہے۔ چنانچہ ابن کثیر اور جامع البیان میں حضرت ابن عباسؓ کے حوالہ سے اس کی تفسیر یہ منقول ہے۔

”ما بعث الله نبیاً من الانبیاء الا اخذ علیہ الميثاق لئن بعث الله محمداً و هو حی لیوء منن به ولینصرنه و آصره ان یأخذ الميثاق علی امة لئن بعث محمد و هم احياء لیوء منن به ولینصرنه“ (ابن کثیر ص ۷۷۱۔ جامع البیان ص ۵۵)

اللہ رب العزت نے جس نبی کو بھی مبعوث فرمایا اس سے یہ عہد لیا کہ اگر تمہاری زندگی میں اللہ نے نبی کریم ﷺ کو مبعوث کیا تو ان پر ضرور ایمان لائیں اور ان کی مدد کریں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے ہر اس نبی کو (جسے مبعوث کیا) حکم دیا کہ آپ اپنی امت سے پختہ عہد لیں کہ اگر اس امت کے ہوتے ہوئے وہ نبی (آخر الزماں) تشریف لائیں تو وہ امت ضرور ان پر ایمان لائے۔ اور اس کی نصرت کرے۔

رسول کا لفظ نکرہ تھا مگر حضرت علیؓ و ابن عباسؓ نے اس کی تخصیص کر کے اس سے انکار کی گنجائش باقی نہ چھوڑی۔

۴- رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا. هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا. لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ. قَدْ أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ ذِكْرًا رَسُولًا۔

ان آیات میں بھی رسول نکرہ ہے۔ اگر ان کی تخصیص کر کے ان کا مصداق محمد عربی ﷺ کو لیا جاتا ہے تو ”جاء کم رسول“ میں کیوں نہیں لیا جاتا؟

آیت: وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ

قادیانی اجرائے نبوت کی دلیل میں یہ آیت پیش کرتے ہیں وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ: بقرہ ۴، یعنی وہ پچھلی وحی پر ایمان لاتے ہیں۔ اس سے حضورؐ کے بعد وحی کا ثبوت ملتا ہے

جواب نمبر ۱- اس جگہ آخرت سے مراد قیامت ہے۔ جیسا کہ دوسری جگہ صراحتاً

فرمایا گیا: وَإِنَّ الدَّارَ الْآخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ: (عنکبوت ۶۴) آخری زندگی ہی اصل زندگی ہے:

”خَيْرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ“ حج دنیا و آخرت میں خائب و خاسر: الْآخِرَةُ أَكْبَرُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ“ الحاصل قرآن مجید میں لفظ آخرت پچاس سے زائد مرتبہ استعمال ہوا ہے اور ہر جگہ مراد جزا اور سزا کا دن ہے۔ حضرت ابن عباسؓ سے تفسیر ابن جریر ص ۸۱ جلد اول، درمنثور

کی جلد اول ص ۲۷ پر ہے: عن ابن عباسؓ (و بِالْآخِرَةِ) اى بالبعث والقيامة والجنة و

النار والحساب والميزان:

(الحکم نمبر ۳۳، ۳۵، ج ۸، ۱۱ اکتوبر ۱۹۰۳ء، دیکھو خزینۃ العرفان، مرزا قادیانی ص ۷۸ ج ۱) اسی طرح دیکھو الحکم نمبر

اس میں مرزا قادیانی نے بالآخرۃً ہم یقون کا ترجمہ، اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں کیا ہے۔ اور پھر لکھتا ہے: قیامت پر یقین رکھتا ہوں۔

تفسیر از حکیم نورالدین خلیفہ قادیان :-

”اور آخرت کی گھڑی پر یقین کرتے ہیں۔ (نصیمہ بدر مہر، ۴ فروری ۱۹۰۹ء)۔

لہذا مرزا یوں کا ”وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ“ کا معنی آخری وحی کرنا تحریف و زندقہ ہے۔
۳۔ قادیانی علم و معرفت سے معریٰ ہوتے ہیں۔ کیوں کہ خود مرزا قادیانی بھی جاہل محض تھا اسے بھی تذکیر و تانیث واحد و جمع کی کوئی تمیز نہ تھی۔ ایسے ہی یہاں بھی ہے۔ کہ الآخرة تو صیغہ مونث ہے جبکہ لفظ وحی مذکر ہے۔ اس کی صفت مونث کیسے ہوگی؟ دیکھئے قرآن مجید میں ہے ”إِنَّ الدَّارَ الْآخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ“ (نکبت ۶۴) دیکھئے دار الآخرة مونث واقع ہوئی ہے۔ لہٰذا کی مونث ضمیر آئی ہے۔ اور لفظ وحی کے لئے ”وحی، یوحی، مذکر کا صیغہ مستعمل ہے تو پھر کوئی سر پھر الآخرة کو آخری وحی قرار دے سکتا ہے؟ اسی طرح دوسرے کئی مقامات پر الآخرة کا لفظ قیامت کے لئے آیا ہے۔ دیکھئے یہاں صرف قیامت ہی کا تذکرہ ہے۔ جس کے لئے ہی ترکیب لائی گئی ہے۔ قادیانی عقل و دانش اور علم و تمیز سے بالکل معریٰ ہوتے ہیں۔ وہ اغراض فاسدہ کے حصول کے لئے اندھے بہرے ہو کر ہر قسم کی تحریف و تاویل اور جہالت و حماقت کا ارتکاب کر گزرتے ہیں۔

آيت: وَجَعَلْنَا فِي ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ

قادیانی :- ”وَجَعَلْنَا فِي ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ“ (تکویت ۲۷)۔ یعنی ہم نے

اس ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں نبوت اور کتاب رکھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب تک ابراہیم کی اولاد ہے اس وقت تک نبوت ہے۔

جواب نمبر ۱۔ اگر اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ نبوت جاری ہے تو کتاب کا نزول بھی جاری ہی معلوم ہوتا ہے کہ حالانکہ یہ بات قادیانیوں کے نزدیک باطل ہے جو دلیل کتب کے جاری ہونے سے مانع ہے وہی اجرائے نبوت سے مانع ہے۔

۲۔ قرآن مجید میں دوسرے مقام پر سیدنا نوح علیہ السلام اور سیدنا ابراہیم علیہ السلام دونوں کے متعلق ہے۔ وَجَعَلْنَا فِي ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ ، تو کیا سیدنا نوح علیہ السلام کی اولاد میں اب بھی قادیانی نبوت کو جاری مانیں گے۔ حالانکہ وہ اس کے قائل نہیں۔

۳۔ وجعلنا کا فاعل باری تعالیٰ ہیں تو گویا نبوت وہی ہوئی حالانکہ قادیانی وہی کی بجائے اب کسی یعنی اطاعت والی کو جاری مانتے ہیں۔ تو گویا کئی لحاظ سے یہ قادیانی اعتراض خود قادیانی عقائد و مستدلّات کے خلاف ہے۔

آیت: ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ

قادیانی: -ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ“ (روم ۴۱)
اس تحریف میں متعدد آیات پیش کرتے ہیں۔ خلاصہ جنکا یہ ہے کہ جب دنیا میں بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ رسول بھیجتا ہے۔

جواب نمبر ۱۔ پہلی شریعتیں وقتی اور خاص خاص قوموں کے لئے تھیں۔ چنانچہ حالات کے موافق احکامات نازل ہوتے رہے۔ مگر اسلام کامل و اکمل ہے۔ محمد ﷺ کی بعثت سے دین کمال کو پہنچ گیا۔ قرآن نے ہدایت و رشد کے تمام پہلوؤں کو کمال بسط اور تمام تفصیلات کے ساتھ دنیا میں روشن کر دیا اب کسی نئے نبی یا نئی شریعت کی ضرورت نہیں ہے۔ باقی رہا اصلاح و تبلیغ کا کام تو یہ کام صالحین امت اور علماء دین کے سپرد ہے ”وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ“ (آل عمران ۱۰۴) اور العلماء ورثة الانبياء“ الحديث اس پر شاہد ہیں۔

۲۔ خود مرزا نے بھی لکھا ہے کہ۔

”اگر کوئی کہے کہ فساد اور بدعتیہ گئی اور بد اعمالیوں میں یہ زمانہ بھی تو کم نہیں۔ پھر اس میں کوئی

نبی کیوں نہیں آیا تو جواب یہ ہے کہ وہ زمانہ تو حیدر اور راست روی سے بالکل خالی ہو گیا تھا اور اس زمانہ میں چالیس کروڑ الہ اللہ کہنے والے موجود ہیں۔ اور اس زمانہ کو بھی خدا تعالیٰ نے مجدد کے بھیجنے سے محروم نہیں رکھا۔“ (نور الحق خ ص ۳۳۹ ج ۹)

الحیصل مرزا قادیانی کے زیر نظر یہی آیت ہے مگر پھر بھی مرزا قادیانی اسی آیت کے ماتحت نبوت کی عدم ضرورت کو بیان کر رہا ہے۔ اور ختم نبوت کا قائل ہے۔ مرزا سیہ قادیانی طائفہ اس سے نفی ختم نبوت کرنا چاہتا ہے مگر ان کا پیر مرشد ختم نبوت کو ثابت کر رہا ہے۔ قادیانی بتائیں کہ سچا کون اور جھوٹا کون؟

آیت: وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ

قادیانی:- وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّى نَبْعَثَ رَسُولًا (بنی اسرائیل ۱۵) جب تک کوئی رسول نہ بھیجیں ہم عذاب نازل نہیں کرتے۔ یعنی بہو جب قرآن، نزول آفات سماوی وارضی سے پہلے حجت پوری کرنے کے لئے رسول کا آنا ضروری ہے۔ موجودہ عذابات اس ضرورت پر گواہ ہیں۔

جواب نمبر ۱- آیت کا مفہوم تو صرف اس قدر ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی قوم کو بے خبری اور لاعلمی میں ہلاک نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ کے رسول آکر حجت پوری کرتے ہیں تاکہ وہ گمراہی کو چھوڑ کر ہدایت کا راستہ اختیار کریں۔ مگر منکرین مخالفت کرتے ہیں جسکی وجہ سے عذاب نازل ہوتا ہے۔ چونکہ آنحضرت ﷺ تمام جہاں اور سب وقتوں، اور سب امتوں کیلئے ایک ہی نبی ہیں اس لئے یہ تمام عذابات اسی رسالت کاملہ کی مخالفت کا باعث ہے۔ نیز جو عذابات مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت کرنے سے پہلے دنیا میں آئے وہ کس نبی کے انکار کی وجہ سے آئے؟ اگر وہ آنحضرت ﷺ کی مخالفت کی وجہ سے آئے تو اس زمانہ کے عذابات کو کیوں نہ آپ ﷺ ہی کی مخالفت کا نتیجہ قرار دیا جائے؟ کیا اللہ نے کوئی حد مقرر کی ہے؟ کہ تیرہ سو سال تک تو جو عذاب آئے گا وہ رسول اللہ ﷺ کے انکار کی وجہ سے آئے گا۔ پھر بعد میں کسی اور رسول کے انکار کی وجہ سے ہوگا۔ اور اگر موجودہ عذابات مرزا قادیانی کے انکار کی وجہ سے آ رہے ہیں تو اسکی کوئی حد مقرر ہونی چاہئے کہ ان کی وجہ سے کتنے عرصہ تک عذاب آئے گا۔ ثابت ہوا کہ عذابات آنحضرت ﷺ کی

مخالفت کی وجہ سے ہیں۔ مذکورہ بالا آیت کسی نئے نبی کو نہیں چاہتی کیوں کہ آنحضرت ﷺ کاقتہ للناس کے لئے نبی ہیں۔ اور آپ ﷺ کے آنے سے حجت پوری ہوگئی ہے۔

۲۔ اسی آیت کو مرزا قادیانی اپنے زیر نظر رکھتے ہوئے ختم نبوت کا قائل ہو رہا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اب صرف خلیفہ آئیں گے۔ (ملاحظہ ہو شہادت القرآن ص ۳۵۲ ج ۶) اور اس کی امت اجرائے نبوت کی دلیل بنا رہی ہے۔ فیاللجب!

۳۔ عموماً دنیا میں مصائب تو آتے ہی رہتے ہیں تو کیا ہر وقت کوئی نہ کوئی نبی ماننا ضروری ہوگا؟ اگر ہر عذاب کے موقع پر کوئی نبی، رسول، ہونا ضروری ہے تو بتایا جائے کہ:

۱۔ آنحضرت ﷺ کے بعد جس قدر مصائب اور عذاب آئے وہ کن رسولوں کے باعث آئے؟

۲۔ حضرت فاروق اعظم کی خلافت میں مرض طاعون پڑی جس سے ہزاروں صحابہ کرام شہید ہوئے

۳۔ ۸۰ھ میں بہت سخت زلزلہ آیا تھا جس میں ہزاروں انسان مر گئے اور اسکندریہ کے منارے گر گئے (تاریخ الخلفاء ص ۱۵۸)

۴۔ ۴۲۵ھ میں تمام دنیا میں زلزلے آئے اس کی شدت کا یہ عالم تھا کہ انطاکیہ میں پہاڑ سمندر میں گر پڑا لاکھوں انسان تباہ ہوئے (تاریخ الخلفاء ص ۱۸۶) یہ سب کس رسول کی تکذیب کے باعث ہوئے؟

۵۔ ۶۔ اندلس اور بغداد کی تباہی کے وقت کونسا رسول تھا؟

۷۔ انگلستان کا خطرناک طاعون ۱۳۴۸ء میں کس رسول کے باعث آیا؟

۸۔ چنگیز و ہلاکو کے زمانہ میں لاکھوں قتل ہوئے۔

۹۔ پہلی جنگ عظیم، زلزلہ بہار، اور دوسری جنگ عظیم، زلزلہ کوئٹہ، جاپان، ہائٹی، کے

وقت کونسا رسول تھا؟

۱۰۔ اور اب جبکہ مرزا کو بھی مرے ہوئے سو سال سے زائد ہو گئے پھر بھی

تباہیاں آرہی ہیں تو اس وقت کونسا رسول ہے؟ معلوم ہوا کہ قادیانیوں کا استدلال محض

ایک بکواس ہے اور بس!

۴۔ الف۔ اگر تیرہ سو سال تک جو عذاب آتے رہے وہ حضور پاک ﷺ کی تکذیب کے باعث تھا تو آئندہ قیامت تک جو عذاب آئیں گے وہ کیوں نہ آپ ﷺ کی تکذیب کے باعث قرار دیئے جائیں؟

ب۔ یہ کہنا کہ اب کسی اور رسول کے باعث عذاب آتے ہیں یہ معنی رکھتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کا زمانہ ختم ہو گیا۔ کیا مرزائی اس کا کھلا اعلان کریں گے؟

ج۔ مرزا قادیانی کہتا ہے کہ مرزا کے کامل اتباع سے بھی نعمت نبوت مل سکتی ہے (اربعین نمبر ۱ ص ۳۶ ج ۱۷) مگر مرزائی مرزا کے بعد اور کسی نبی کا وجود ہی نہیں مانتے۔ پھر سوال یہ ہے کہ عذاب کی علت کس کو قرار دیا جائے؟

۵۔ مولانا محمد حسین بٹالوی، مولانا ثناء اللہ امرتسری، ڈاکٹر عبدالحکیم خاں پٹیالوی، پیر مہر علی شاہ صاحب گوڑوئی، مرزا سلطان محمد ساکن پٹی۔ (مرزا کا رقیب اور بقول حضرت مولانا چشتی مرزائیوں کی آسمانی ماں کو لے بھاگنے والا، محمدی بیگم کا خاوند) مولانا صوفی عبدالحق غزنوی، جو متنبی قادیان کے اشد ترین مخالف تھے۔ حیرت ہے کہ مرزا کی تکذیب کے باعث ان لوگوں پر عذاب نہ آیا بلکہ یورپ کی اقوام پر عذاب آیا جنہیں مرزا قادیانی کی خبر تک نہ تھی۔ تلک اذی قسمۃ ضیری.....

۶۔ ”وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّى نَبْعَثَ رَسُولًا“ سے اگر یہ ثابت کیا جائے کہ اور نبی آسکتا ہے تو ”وَإِنْ مِنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ“ کا تقاضہ اور سنت الہی یہی ہونی چاہئے کہ ہر بستی میں رسول آئے۔ اگر قادیانی کہیں کہ آپ ﷺ کی نبوت کافۃ للناس ہے تو پھر کل عالم میں جہاں عذاب آئے گا وہ بھی آپ ﷺ کی تکذیب کے باعث آئے گا۔

۷۔ عذاب کا باعث صرف نبوت کا انکار نہیں بلکہ اور بھی بے شمار جوہات عذاب ہو سکتے ہیں۔ مثلاً ظلم سے عذاب آتا ہے۔ زنا سے عذاب آتا ہے۔ جھوٹی قسم سے عذاب آتا ہے۔ جسکے مرتکب خود مرزا قادیانی اور مرزائی ہیں۔

آیت: ذَلِكْ بَانَ اللّٰهُ لَمْ يَكْ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا (انفال ۵۳)

قادیا نی - یعنی اللہ تعالیٰ جس قوم پر کوئی نعمت کرتا ہے تو اس سے وہ نعمت دور نہیں کرتا۔ جب تک وہ قوم اپنی حالت نہ بدل لے۔ اگر اس امت پر خدا نے نبوت کی نعمت بند کر دی ہے تو اس کے یہ معنی ہونگے کہ یہ امت بدکار ہو گئی ہے۔

جواب - اس آیت میں نعمت نبوت کا ذکر نہیں ہے۔ بلکہ دیگر دنیوی نعمت کا ذکر ہے۔ جو آیت کے سیاق و سباق سے معلوم ہو سکتا ہے۔ اس آیت کے پہلے بھی اور بعد میں بھی فرعون وغیرہ کا ذکر ہے کہ خدا تعالیٰ نے انکو کئی نعمتیں بخشی تھیں۔ لیکن انہوں نے نافرمانی کی تو خدا تعالیٰ نے ان پر تباہی ڈالی۔ کہاں نبوت اور کہاں دنیا کی نعمتیں خوشحالی و حکومت وغیرہ۔

نبوت ایک نعمت ہے قادیانی مغالطہ

قادیا نی - نبوت بھی ایک نعمت ہے۔ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے کیوں محروم ہو گئی ہے؟

جواب نمبر ۱ - نبوت تشریحی اور نزول کتاب بھی اس سے بڑھ کر نعمت ہے۔ کیا آپ ﷺ کے بعد کوئی نئی کتاب یا کوئی نئی شریعت نازل ہو سکتی ہے؟ نہیں تو پھر وہی اعتراض لازم آیا کہ آنحضرت ﷺ کی تشریف آوری کے بعد دنیا فیض شریعت سے محروم کر دی گئی کیونکہ جس طرح انبیاء آتے رہے اس طرح شریعت بھی وقتاً فوقتاً نازل ہوتی رہی۔ اور یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ انعام شریعت بہ نسبت انعام نبوت کے بہت بڑا ہے۔

الزام ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

الغرض نزول کتاب، و نبوت تشریحی بھی ایک بڑی نعمت ہے۔ جب یہ نعمت بوجہ بد ہونے کے امت میں نقص پیدا نہیں کرتی تو اگر مطلق نبوت نعمت ہو تو اس کے ختم ہونے کی صورت میں بھی کوئی نقص لازم نہیں آئے گا۔ کیونکہ نعمت اپنے وقت میں نعمت ہوتی ہے۔ مگر غیر وقت میں نعمت نہیں ہوتی۔ جیسے بارش اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے مگر یہی بارش دوسرے وقت زحمت و عذاب ہو جاتی ہے۔

۲ - ہم تو اس کے قائل ہیں کہ وہ نعمت پورے کمال کے ساتھ انسانوں کے پاس

پہنچادی گئی۔ ہم نعمت سے محروم نہیں ہیں بلکہ وہ اچھی صورت میں ہمارے پاس ہے۔ جس طرح سورج نکلنے سے کسی چراغ کی ضرورت نہیں رہتی اس طرح آنحضرت ﷺ کی تشریف آوری کے بعد کسی نبی کی ضرورت نہیں ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں شجرہ طیبہ (اسلام) کے متعلق ہے کہ: "تُؤْتِي الْأُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ" (ابراہیم ۲۵) شجرہ اسلام قیامت تک ثمر بار اور فیضان رساں رہے گا۔ اس کا فیضان قیامت تک منقطع نہیں ہو سکتا۔ قادیانی اگر خود کو اس نعمت سے محروم سمجھتے ہیں تو ان کی یہ بدنہی ہے اس کی اصلاح کر لیں۔

نیز اگر نبوت نعمت ہی ہے تو مرزا کے بعد بھی اس نعمت کے مظاہر وجود پذیر ہونے چاہیے۔ وہ کیونکر بند ہو گئے؟

آیت: وَإِذْ ابْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ

قادیانی:- "وَإِذْ ابْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي قَالَ لَا يَنْتَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ" (بقرہ ۱۲۴)

اور جس وقت آزمایا ابراہیم علیہ السلام کو رب اس کے نے ساتھ کئی باتوں کے۔ پس پورا کیا ان کو۔ کہا تحقیق میں کرنے والا ہوں تجھ کو واسطے لوگوں کے امام اور میری اولاد سے کہا نہ پہنچے گا عہد میرے ظالموں کو۔

اس سے دو باتیں معلوم ہوئیں: ۱- اول یہ کہ عہد نبوت نسل ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ضرور پورا ہوگا۔ ۲- دوم یہ کہ جب نسل ابراہیم ظالم ہو جائے گی تو ان سے نبوت چھین لی جائے گی۔ کیونکہ امت محمدیہ میں نبوت جاری نہیں۔ لہذا یہ امت ظالم ہوگئی اور اگر ظالم نہیں تو امت محمدیہ میں نبوت جاری ہے۔

جواب نمبر ۱:- آیت کا مطلب صرف اس قدر ہے کہ جو ظالم ہو اس کو یہ نعمت نہ ملے مگر ہر غیر ظالم کے لئے نبوت جاری نہیں۔ ہاں اگر نبوت آنحضرت ﷺ کے بعد جاری ہوتی تو پھر غیر ظالموں کو مل سکتی تھی۔ مگر قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان موجود ہے "مَا كَانَ مُحَمَّدٌ ابَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ إِلَىٰ قَوْلِهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ" مرزا قادیانی نے خود آیت ختم نبوت کا ترجمہ کیا ہے:

”محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں۔ مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کر نے والا ہے نبیوں کا۔ یہ آیت بھی صاف دلالت کر رہی ہے کہ بعد ہمارے نبی ﷺ کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا۔“ (ازالہ ابہام ص ۳۱ ج ۳)

۲- حضرت ابراہیم علیہ السلام خدا سے دعا مانگی تھی جو قبول ہوگی۔ مگر دکھاؤ کہ آنحضرت ﷺ نے بھی ایسی دعا مانگی ہے بلکہ آپ ﷺ نے صریح اور واضح الفاظ میں فرمایا: ”ان النبوة والرسالة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی“۔ (ترمذی شریف ص ۵۱ ج ۲ باب ذہب النبوة) ثابت ہوا کہ نبوت جاری نہیں۔

۳- حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں صاحب کتاب نبی بھی ہوئے ہیں۔ لہذا تمہارے قاعدے کے مطابق کوئی نبی صاحب کتاب بھی ضرور آنا چاہئے۔ حالانکہ تم اس کے خود قائل نہیں۔ جس دلیل سے صاحب کتاب نبی آنے کی ممانعت ہے وہی دلیل مطلقاً کسی نبی کے آنے سے مانع ہے۔

۴- اگر کہو کہ وہ جسے نبوت نہ ملے ظالم ہوتا ہے تو صحابہ کرامؓ اور تمام امت محمدیہ ﷺ اب تک ظالم ٹھہرتی ہے۔ اور مرزا غلام احمد قادیانی کی وفات کے بعد تمام قادیانی امت بھی ظالم ٹھہرتی ہے۔

۵- مذکورہ آیت تو یہ بتاتی ہے کہ جو لوگ آزمائشوں میں کامیاب ہوتے ہیں وہ دنیا میں امام بنائے جاتے ہیں۔ اور ابراہیم علیہ السلام اس امامت کے منصب سے پہلے بھی نبی بن چکے تھے۔ یہ امامت کس نوعیت کی تھی لکھا ہے کہ: ”خدا نے ابراہیم علیہ السلام سے کہا تیری نسل اپنے دشمنوں کے دروازے پر قابض ہوگی اور تیری نسل سے دنیا کی ساری قومیں برأت پائیں گی۔“ (پیدائش آیت ۸۱ باب ۲۲)

پھر فرمایا: ”میں تجھ کو اور تیرے بعد تیری نسل کو کنعان کا تمام ملک جس میں تو پر دیسی ہے دیتا ہوں۔“ (پیدائش آیت ۸۷ باب ۷)

تو الحاصل آیت کریمہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کی ذریعہ طیبہ کو دنیا میں سرفراز کرنے کا عہد تھا۔ جس کا اظہار سورۃ حدید کے آخر میں واضح کر دیا کہ ہم نے آپ کی اولاد میں کتاب اور نبوت کو مرتکز کر دیا۔ پھر اس کے بعد حضرت مسیح کا ذکر فرمایا جنہوں نے

اس سلسلہ انبیاء کے آخری فرد کامل کا اعلان کر دیا۔ اس فرد کامل نے تشریف لا کر سلسلہ نبوت کا کلی اختتام و انقطاع کا اعلان فرما کر حقیقت واضح کر دی۔

آیت : لَيْسَتْ خَلِيفَتُهُمْ فِي الْأَرْضِ :

قادیاںی ”وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَى لَهُمْ“ (النور ۵۵) اس سے ثابت ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام کی طرح خلیفہ یعنی غیر تشریحی نبی ہونگے۔

جواب نمبر ۱۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو سلطنت عنایت کریگا نہ یہ کہ نبی خلیفہ ہونگے ورنہ دوسری آیت کا کیا جواب ہے؟۔ کہ: ”عَسَى رَبُّكُمْ أَنْ يُهْلِكَ عَذُوْكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِي الْأَرْضِ“ (الاعراف ۱۲۹) قریب ہے تمہارا رب تمہارے دشمن کو ہلاک کر دے اور تمہیں زمین کا بادشاہ بنادے۔

اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ تم سب کو غیر تشریحی نبی بنادے گا۔ جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ فِي الْأَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْمَا آتَاكُمْ۔“ (انعام ۱۶۵) وہ ذات پاک ہے جس نے تم کو دنیا میں جانشین بنایا اور بعض کے بعض پر درجات بلند کئے۔ تاکہ اس نے جو کچھ تمہیں دیا ہے اس میں آزمائش کرے۔

اس کا بھی ہرگز یہ مطلب نہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں غیر تشریحی نبی بنائے۔ تفسیر معالم التنزیل میں لیستخلفنہم کا معنی لکھتے ہیں ”ای لیبودنہم ارض الکفار من العرب والعجم فجعلہم ملوکاً سادتها وسکانها۔“ یعنی مسلمانوں کو کافروں (عرب ہوں یا جمعی) کی زمین کا وارث بنائے گا۔ اور ان کو بادشاہ اور فرما رواں اور وہاں کا باشندہ بنادیگا۔ نہ یہ مطلب ہے کہ غیر تشریحی نبی بنادے گا۔ نیز یہی آیت تو ختم نبوت پر دال ہے۔ کہ حضور ﷺ کے بعد نبوت کا سلسلہ اب بند ہے۔ آگے خلفاء ہی ہونگے۔ پھر یہ کہ وعدہ خلافت بھی اس سے ہے جو مومن بھی ہو اور اعمال صالح بھی کرنے والا ہو۔ کیا صحابہ کرامؓ ان دونوں صفات سے موصوف نہ تھے؟۔ اگر تھے تو نبوت تشریحی یا غیر تشریحی کا دعویٰ انہوں نے کیوں نہ

کیا۔ اور اگر جواب نفی میں ہے تو یہ قرآن عظیم کے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ قرآن شاہد ہے کہ صحابہ کرامؓ کی جماعت ان دونوں صفات سے موصوف تھی اور بعض صحابہ کرامؓ خلیفہ بھی بنے مگر پھر بھی نبوت غیر تشریعی کا دعویٰ ان سے ثابت نہیں ہے۔

جواب ۲- مرزا یو! اپنے پیرومرشد کی خبر لو کہ وہ اس آیت میں خلفاء سے کیا مراد لیتا ہے؟ چنانچہ خود مرزا نے اس آیت سے ایسے خلیفے مراہ لئے ہیں جن کے مصداق خلفاء راشدین ہیں۔ چنانچہ مندرجہ بالا آیت کے تحت مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ۔

۱- ”نبی تو اس امت میں آنے کو رہے۔ اب اگر خلفائے نبی بھی نہ آویں اور

وقفاً وقفاً روحانی زندگی کے کرشمے نہ دکھلاویں تو پھر اسلام کی روحانیت کا خاتمہ ہے“

(شہادت القرآن خ ص ۳۵۵ ج ۶)

۲- ”خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس نبی کریم کے خلیفے وقفاً وقفاً بھیجتا رہوں گا اور

خلیفہ کے لفظ کو اشارہ کے لئے اختیار کیا گیا ہے کہ وہ نبی کے جانشین ہوں گے“

(شہادت القرآن خ ص ۳۳۹ ج ۶)

ان حوالوں میں واضح طور پر تسلیم کیا گیا ہے کہ امت محمدیہ ﷺ کی اصلاح و تربیت کے لئے کوئی نبی مبعوث نہیں ہو گا بلکہ انبیاء کے بجائے مجدد اور روحانی خلیفے یعنی وارثان محمد ﷺ آتے رہیں گے۔

۳- ”قرآن کریم نے اس امت میں خلیفوں کے پیدا ہونے کا وعدہ کیا ہے..... ایک

زمانہ گزرنے کے بعد جب پاک تعلیم پر خیالات فاسدہ کا ایک غبار پڑ جاتا ہے اور حق

خالص کا چہرہ چھپ جاتا ہے۔ تب اس خوبصورت چہرے کو دکھلانے کے لئے مجدد اور

محدث اور روحانی خلیفے آتے ہیں..... مجددوں اور روحانی خلیفوں کی اس امت میں ایسے

ہی طور سے ضرورت ہے جیسا کہ قدیم سے انبیاء کی ضرورت پیش آتی رہی ہے۔“

(شہادت القرآن خ ص ۳۳۹، ۳۴۰ ج ۶)

مگر افسوس مرزا صاحب نے بہت جلد قرآن کی اس تعلیم کو بھلا دیا اور خود نبوت کے مدعی بن بیٹھے۔ جبکہ مرزا قادیانی کی ان تمام عبارتوں سے ثابت ہوا کہ جیسے حضرت ابو بکر صدیقؓ خلیفہ تھے اور وہ آنحضرت ﷺ کے جانشین تھے لیکن نبی نہ تھے۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ کی امت میں خلفا ہی آیا کریں گے نبی برگز نہیں آئیں گے۔

جواب ۳- الف- ”وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ“ (النور ۵۵) سے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی تخصیص ہے۔ موعود لہم صحابہ نہیں ورنہ منکم نہ فرمایا جاتا۔

ب- استخلاف فی الارض سے مراد زمین کی حکومت اور سلطنت ہے۔ جیسا کہ دوسری آیت شریف میں: ”وَيَسْتَخْلِفُكُمْ فِي الْأَرْضِ“ الاعراف ۱۲۹، مرزا حکمران تو کجا غلام ابن غلام تھا۔ پھر اس کو تشریحی یا غیر تشریحی نبوت سے کیا واسطہ۔

ج- آیت میں وعدہ ہے کہ حکمیں دین ہوگی۔ جبکہ لعین قادیان انگریزی عدالتوں کی زندگی بھر خاک چھانتا رہا۔

د- آیت بتا رہی ہے کہ خوف کے بعد امن ہوگا۔ مرزا کے امن کا یہ حال تھا کہ بوجہ خوف اپنی حفاظت کے لئے حفاظتی کتا رکھتا تھا۔ اور محض خوف کی وجہ سے حج نہ کر سکا۔ ملاحظہ فرمائیے حوالہ۔

”ڈاکٹر محمد اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے اپنے گھر کی حفاظت کے لئے ایک دفع گدی کتا بھی رکھا تھا۔ وہ دروازہ پر بندھا رہتا تھا اور اس کا نام شیرو تھا۔“ (سیرت المہدی ص ۲۹۸ ج ۳)

دھ- آیت میں ہے ”لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا“ (النور ۵۵) مرزا کا حال یہ ہے کہ وہ پکا درجہ کا مشرک تھا۔ کیوں کہ حیات عیسیٰ علیہ السلام کے عقیدہ پر پچاس سال سے زائد عرصہ قائم رہا۔ پھر خود ہی اس کو شرک قرار دیا۔ تو بقول خود پچاس سال سے زائد عرصہ تک مشرک رہا۔ علاوہ ازیں مرزا کو الہام ہوا ”انت منی بمنزلہ ولدی“ (حقیقت الوحی خ ص ۸۹ ج ۲۲) اور یہ جملہ خالص کفریہ ہے۔

جواب ۴- مرزا نے سر الخلافہ نامی کتاب میں یہ آیت اور دیگر چند آیات لکھ کر ان آیات کے متعلق لکھا ہے۔ ”فالْحَاصِلُ انْ هَذِهِ الْآيَاتُ كُلُّهَا مُخْبِرٌ عَنْ خِلَافَةِ الصَّدِيقِ وَلَيْسَ لَهُ مُحْمِلٌ آخَرٌ“ یہ آیات صدیق اکبر کی خلافت پر دال ہیں ان کا کوئی دوسرا محمل نہیں۔ معلوم ہوا کہ مرزا کے فیصلہ کے مطابق اس آیت سے اجرائے نبوت پر استدلال بے سود اور باطل ہے۔

آیت: الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ

قادیانی - الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَاتَّمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي (۱۴۰:۳) سے

معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد لوگ منصب نبوت پر فائز ہوا کریں گے کیوں کہ جب خدا تعالیٰ نے ہمیں نعمت تامہ دیدی ہے تو سب سے اعلیٰ نعمت تو نبوت کی نعمت ہے وہ ضرور ہمیں ملنی چاہیے۔

جواب۔ اپنے گھر کی خبر لو! تمہارا پیر و مرشد اس آیت کو ختم نبوت کے لئے پیش کر رہا ہے اور تم اس سے نفی ختم نبوت کو ثابت کرنا چاہ رہے ہو۔ معلوم نہیں الٹی سمجھ کس کی ہے؟ ملاحظہ ہو! ”الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ“ اور آیت وَلَٰكِنْ رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ “ میں صریح نبوت کو آنحضرت ﷺ پر ختم کر چکا ہے (تحدہ گلاؤں میں ص ۱۷۷ ج ۱۷)

آیت: يَتْلُوهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ:

قادیانی۔ يَتْلُوهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ: (حدود: ۱۷) اس آیت کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے ایک نبی شاہد کی ضرورت ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔ ”اس کی صداقت ثابت کرنے کیلئے جب اتنا عرصہ گزر جائے گا کہ پہلے دلائل قصوں کے رنگ میں رہ جائیں تو خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک نیا گواہ آجائے گا..... اس جگہ خصوصیت کے ساتھ مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا ہی ذکر ہے (مرزائی تفسیر، کبیر، ۱۶۶ ج ۳۔ بشیر الدین محمود)

جواب ۱۔ قادیانیوں کا یہ کہنا کہ ”ہر ایک نبی کی شہادت نبی ہی دیتا چلا آیا ہے“ یہ گھر کا بنایا ہوا قاعدہ ہے جس پر کوئی نص قرآنی یا حدیث دلالت نہیں کرتی۔ اور اگر یہ صحیح ہے تو اس سے لازم آتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام جب آسمان سے نازل ہو گئے تو پھر ان کے بعد ان کی تصدیق کے لئے کوئی اور نبی آئے۔ پھر اس نبی کی تصدیق کے لئے کوئی اور نبی آنا چاہیے۔ پس اس سے تسلسل لازم آئے گا جو باطل ہے۔

۲۔ پھر سوچو کہ کیا مسلمان کا یہ عقیدہ ہو سکتا ہے کہ جب تک مرزا قادیانی نبی نہ مانا جائے اس وقت تک آنحضرت ﷺ کی نبوت مشکوک اور مشتبہ ہے اور مرزا کی گواہی کی محتاج ہے؟ اور فرض کریں کہ اگر مرزا نہ آتا اور گواہی نہ دیتا تو آنحضرت ﷺ کی نبوت ہی شکی اور فرضی رہتی؟ نعوذ باللہ من هذه الخرافات۔ یہ کس قدر لغو اور بے ہودہ خیال ہے اور ہزار افسوس ہے ان قادیانیوں کے ایمان پر جن کے نزدیک ہمارے نبی ﷺ کی نبوت ثابت نہ ہوئی۔ بلکہ جب مرزا نے نبی بن کر گواہی دی تو ثابت ہوئی۔

۳۔ دراصل اس آیت میں یہ بتانا مقصود ہے کہ مومن کے ہاتھ میں صرف ایک بینہ یعنی کتاب یا روشنی ہی نہیں ہوتی بلکہ اس کے لئے ایک کامل نمونہ بھی موجود ہے جو اس بینہ پر عمل کر کے اس کے راستہ کو بالکل صاف کر دیتا ہے اور مومن کے اندر بھی اس کتاب پر عمل کرنے کی طاقت پیدا کر دیتا ہے۔ اور اسی طرح کتابوں کا نازل کرنا اور انبیاء کو ان کتابوں کی عملی تعلیم کا نمونہ بنانا یہ اللہ تعالیٰ کی قدیم سے سنت رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آگے جن انبیاء کا ذکر آتا ہے وہ سب اپنی امتوں سے یہی خطاب کرتے ہیں کہ وہ اپنے رب کی طرف سے ایک بینہ پر ہیں۔ کیوں کہ ہر نبی کی وحی اس کے حق میں بینہ ہی ہے۔ مگر اس میں ایک دوسری غرض یہ بھی ہے کہ یہ بینہ یعنی قرآن ایسی صاف ہے کہ اس کی شہادت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کتاب اور پہلی امتوں میں بھی ہے۔

۴۔ اس آیت شریفہ میں ”یتلوہ شاہد منہ“ سے مراد رحمت دو عالم ﷺ کی ذات اقدس ہے۔ جیسا کہ دوسرے مقامات پر آپ کے مشاہد ہونے کا ذکر ہے۔ ”وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰئِلٍ لَا نُنْشِئُهَا (نساء، ۴۱)“ ”وَيَكُونُ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا“ (بقرہ ۱۴۳) معلوم ہوا کہ آیت ”يَتْلُوهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ“ میں آپ ہی کی ذات مراد ہے یعنی سرور کائنات ﷺ قرآن مجید پڑھتے تھے۔ کیوں کہ اگر اس سے مراد مرزا ہے۔ معاذ اللہ۔ تو سوال یہ ہے کہ کیا مرزا غلام احمد تک قرآن نہیں پڑھا گیا؟

۵۔ اگر شاہد سے مراد مرزا ہے اور یہ قرآن کی آیت کا مصداق ہے تو کیا چودہ سو سال میں اہم امر جو مدار ایمان تھا اس کا کہیں کسی زمانہ میں تذکرہ ملتا ہے جبکہ مرزا نے خود لکھا ہے۔ ”مگر وہ باتیں جو مدار ایمان ہیں اور جن کے قبول کرنے اور جاننے سے ایک شخص مسلمان کہلا سکتا ہے وہ ہر زمانہ میں برابر شائع ہوتی رہیں“ (تذکرۃ الشہداء تین حصے ۶۲ ج ۲) اس کا تذکرہ نہ ملنا بقول اسکے واضح دلیل ہے اس بات کی کہ اس آیت کا مصداق مرزا ہرگز ہرگز نہیں۔

آیت: حَتَّىٰ يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ:

قادیانی۔ مَا كَانَ اللَّهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَىٰ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتَّىٰ يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِي مِنْ رُّسُلِهِ

خدا تعالیٰ ہر مومن کو اطلاع غیب نہیں دیتے بلکہ اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہے گا بھیجے گا۔ (مرزائی پاکٹ بک ص ۴۵۰)

جواب نمبر ۱- آیت مذکورہ بالا میں ”بھیجے گا“ کس لفظ کا ترجمہ ہے؟ اس آیت میں یہ لفظ قطعاً نہیں۔ البتہ اطلاع علی الغیب کی خبر ہے جو غیر نبی کو بھی تمہارے نزدیک ہوتی رہتی ہے۔ چنانچہ مرزا نے لکھا ہے۔

”یہ بھی ان کو معلوم رہے کہ تحقیق وجود الہام ربانی کے لئے جو خاص خدا کی طرف سے نازل ہوتا ہے اور امور غیبیہ پر مشتمل ہوتا ہے۔ ایک اور بھی راستہ کھلا ہوا ہے اور وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ امت محمدیہ میں کہ جو سچے دین پر ثابت اور قائم ہیں۔ ہمیشہ ایسے لوگ پیدا کرتا ہے کہ جو خدا کی طرف سے ملہم ہو کر ایسے امور غیبیہ بتلاتے ہیں۔ جن کا بتلانا بجز خدا کے واحد الاشریک کے کسی کے اختیار میں نہیں۔“ (براہین احمدیہ حصہ اول ص ۲۳۸)

اس سے معلوم ہوا کہ غیر نبی کو بھی مرزائیوں کے نزدیک اطلاع علی الغیب ہوتی رہتی ہے۔ اور اسی کتاب کے صفحہ ۸۰ پر مرزا نے لکھا ہے کہ ”وحی رسالت بوجہ عدم ضرورت منقطع ہے“ نیز رسلاً میں عموم ہے اور قادیانیوں کا دعویٰ خاص ہے دعویٰ کے مطابق دلیل نہ ہونے کی وجہ سے یہ ان کی دلیل باطل ٹھہری۔ اور یجتنبی میں اللہ فاعل ہے جس سے مستقل نبی کا چننا ثابت ہوتا ہے۔ جبکہ قادیانی لوگ مستقل نبی آنے کے قائل نہیں۔

۲- حکیم نور الدین نے یہی آیت مرزا کے مرنے پر پڑھ کر بیان کیا کہ یہ مومنوں کا امتحان اور جانچنا ہے اور دوسرے امتیاز بین المخلصین والمنافقین ہے۔ لہذا اس آیت سے صرف ابتلا مراد ہے جیسا کہ مرزا کی موت پر تم کو آزمائش میں ڈالا گیا۔

(ریپو آف ریلیجنز بابت جون، جولائی ۱۹۰۸ء ص ۲۲۵ ج ۷)

حکیم نور الدین نے اس آیت کو کسی نبی کے آنے پر نہیں پڑھا تھا کہ اجرائے نبوت ثابت ہو بلکہ مرزائیوں کے نبی کے جانے پر پڑھا تھا۔ مرزائی خلیفہ نے بھی ثابت کر دیا کہ اسے اجرائے نبوت کی دلیل بنانا حماقت ہے۔

۳- ”حَتَّى يُمَيِّزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ“ میں مرزائیوں کا یہ کہنا کہ تمیز پہلے ہو چکی تھی یہ بھی غلط ہے کیوں کہ سورہ توبہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے جو نزول کے اعتبار سے آخری ہے وَمِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ مَرَدُوا عَلَى النَّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ سَنُعَذِّبُهُمْ مَرَّتَيْنِ

ثُمَّ يُدُونُ إِلَىٰ عَذَابٍ عَظِيمٍ۔ توبہ ۱۰۔ آل عمران آیت نمبر ۱۱۹ میں ہے ”وَإِذَا لَقُواكُمْ قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَوْا عَضُّوا عَلَيْكُمُ الْأَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ“ تو یہ تمیز مومنوں اور منافقوں میں ہو کر رہے گی۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو نہیں بتائے گا اور تمیز ہوگی۔

۴۶۔ اجتناب کا معنی کسی لغت کی کتاب میں بھیجنا نہیں ہے۔ آیت کا صحیح ترجمہ یہ ہے۔

”اور اللہ ایسا نہیں کہ مومنوں کو اس حالت پر چھوڑ دے جس پر (آئے گروہ کفار و منافقین) تم ہو (بلکہ خدا انہیں اس حالت سے بلند کرنا چاہتا ہے) یہاں تک کہ ناپاک کو پاک سے الگ کر دے۔ (اور مومنین سے ہر قسم کی ایمانی اور عملی کمزوریاں دور کر دے) اور اللہ تعالیٰ ایسا بھی نہیں کہ تم کو (اپنی ہدایت و قوانین کے) غیب پر اطلاع دے لیکن اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں میں سے جسے چاہتا ہے (اس مرتبہ پر) فضیلت بخشتا ہے۔ (جیسا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کو چنا) سو تم اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اگر تم ایمان لاؤ اور تقویٰ اختیار کرو تو تمہیں بڑا اجر ملے گا۔“

گویا اس آیت میں رسولوں کے سلسلہ جاری رکھنے کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

۵۔ سوال کرنے والوں نے کہا تھا کہ ہمیں فردا فردا غیب پر کیوں اطلاع نہیں دی جاتی؟۔ جواب میں فرمایا یہ رسول کا کام ہے۔ آئندہ بعثت رسل کے متعلق نہ کسی نے سوال کیا نہ جواب دیا گیا۔

۶۔ یہ کہنا کہ آئندہ رسول آئیگا یہ مطلب رکھتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے ذریعہ خبیث و طیب میں امتیاز نہیں ہوا۔ حالانکہ قرآن مجید فرماتا ہے: يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبُ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبِيثَ۔ الاعراف ۱۵۷۔ ”جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا“ (بنی اسرائیل ۸۱) حق آ گیا اور باطل ہلاک ہو گیا۔ بیشک باطل ہلاک ہونے والا ہی تھا۔ پس حق و باطل میں حضور ﷺ کے ذریعہ امتیاز قائم ہو چکا ہے۔ اس لئے اب کسی اور رسول کی ضرورت نہیں رہی۔

اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ وہ مدعیان ایمان کو اسی طرح (منافق و مخلص مومن ملے جلے) رہنے دے حتیٰ کہ وہ بد باطن منافق اور مخلص مومن کے درمیان بالکل تمیز قائم کر دیگا۔ چنانچہ تمیز کلی طور پر غزوہ تبوک تک مکمل ہو گئی۔ مخلص مومن لوگ باقی رہ گئے اور منافق چھٹ گئے۔ حتیٰ کہ منافقین کے نام لے لے کر مسجد نبوی سے اٹھا دیا گیا تھا۔

آیت: صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ

قادیانی استدلال - ”إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ“ اے اللہ ہم کو سیدھا راستہ دکھا ان لوگوں کا جن پر تو نے اپنی نعمت نازل کی۔ گویا ہم کو بھی وہ نعمتیں عطا فرما جو پہلے لوگوں کو عطا کی گئیں۔ اب سوال یہ ہوتا ہے کہ وہ نعمتیں کیا تھیں۔ قرآن مجید میں ہے ”يَقُولُ أَذْكُرْ وَانْعُمَةٌ اللَّهُ عَلَيْكُمْ إِذْ جَعَلَ فِيكُمْ أَنْبِيَاءَ وَجَعَلَكُمْ مُلُوكًا“ (مائدہ ۲۰) موسیٰ علیہ السلام نے اپنے قوم سے کہا کہ اے قوم تم اپنے خدا کی نعمت یاد کرو جب اس نے تم میں نبی بنائے اور تم کو بادشاہ بنایا۔ تو ثابت ہوا کہ نبوت اور بادشاہی دونوں نعمتیں ہیں جو خدا تعالیٰ کسی قوم کو دیا کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے سورہ فاتحہ میں دعا سکھائی ہے اور خود ہی نبوت کو نعمت قرار دیا ہے۔ اور دعا کا سکھانا بتاتا ہے کہ خدا تعالیٰ اسکی قبولیت کا فیصلہ فرما چکا ہے۔ لہذا امت محمدیہ میں نبوت ثابت ہوئی۔

(احمدیہ پاکٹ بک ص ۳۶۷، ۳۶۸ آخری ایڈیشن)

جواب نمبر ۱ - اس آیت میں منعم علیہم کی راہ پر چلنے اور قائم رہنے کی دعا ہے نہ کہ نبی بننے کی۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ ان کے طریق عمل کو نمونہ بنائیں۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے ”لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ“ (احزاب ۲۱)

۲ - اگر انبیاء کی پیروی سے آدمی نبی بن سکتا ہے تو کیا خدا کی پیروی سے خدا بن جائیگا؟ جیسا کہ خدا کا فرمان ہے ”أَنَّ هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ“ (انعام ۱۵۳) اور کیا گورنر کے راستہ پر چلنے والا گورنر بن سکتا ہے؟ یا چیئر اسی کے راستہ پر چلنے والا چیئر اسی بن جاتا ہے؟

۳ - نبوت دعاؤں سے نہیں ملا کرتی۔ اگر نبوت دعاؤں سے ملے تو نبوت کسی ہو جائیگی۔ حالانکہ نبوت وہی ہے۔ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ۔ (انعام ۱۲۴)

۴ - حضور ﷺ نے بھی یہ دعا مانگی تھی حالانکہ آپ ﷺ اس سے پہلے نبی بن چکے تھے۔ آپ ﷺ کا ہر نماز میں اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ کے الفاظ سے دعا کرنا اس امر کی واضح دلیل ہے کہ اس سے حصول نبوت مراد نہیں۔

۵ - تیرہ سو برس میں اگر کوئی نبی نہ بنا تو کیا کسی کی بھی دعا قبول نہ ہوئی؟ جس مذہب میں کروڑوں لوگوں کی دعا قبول نہ ہو وہ خیر امت نہیں کہلا سکتی۔ اور نہ اسکو کہلانے کا حق ہے۔

۶- اھدنا صیغہ جمع کا ہے یعنی اللہ تعالیٰ ہم سب کو نبی بنائے۔ اس سے پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ نے مرزا قادیانی کی بھی دعا قبول نہ کی۔ کیوں کہ اگر دعا قبول ہوئی ہوتی تو مرزا قادیانی کے سب پیروکاروں کو نبی ہونا چاہئے تھا۔ مگر ایسا نہ ہوا۔ اور اگر سب نبی ہی بن جائیں تو سوال یہ ہے کہ پھر امتی کہاں سے آتے؟ کیا مرزائیوں میں سے کوئی نبوت چھوڑ کر امتی بننے کے لئے تیار ہے؟

۷- یہی دعا عورتوں کو بھی سکھائی گئی ہے۔ تو کیا وہ بھی منصب نبوت پر فائز ہو سکتی ہیں؟ اگر جواب نفی میں ہے تو پھر یہ دعا انھیں کیوں سکھائی گئی ہے؟ اور اگر ہاں میں ہے تو یہ تمھارے خلاف ہے۔

۸- نبوت اور بادشاہت دونوں خدا کی نعمت ہیں جیسا کہ مرزائی سوال میں بھی اعتراف کیا گیا ہے۔ تو مرزائی بتائیں کہ ان کے قول کے مطابق مرزا نبی تو بنا مگر بادشاہ نہ بنا تو کیا آدھی دعا قبول ہوئی؟

۹- شریعت اور کتاب بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت بلکہ نعمت عظمیٰ ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے ”وَ اذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَمَا اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنَ الْكِتَابِ وَ الْحِكْمَةِ“ (بقرہ ۲۳۱) تو پھر قادیانیوں کے ہاں اس پر پابندی کیوں ہے؟ اگر دعا سے نبوت لینی ہے تو پھر نعمت تامہ یعنی تشریحی نبوت لینی چاہیے تاکہ مکمل نعمت حاصل ہو۔ حالانکہ مرزائی اس کے قائل نہیں۔

۱۰- مرزا قادیانی اس آیت کے تحت لکھتا ہے۔

”پس اس آیت سے بھی کھلے کھلے طور پر یہی ثابت ہوا کہ خدا تعالیٰ اس امت کو ظلی طور پر تمام انبیاء کا وارث ٹھہراتا ہے تا انبیاء کا وجود ظلی طور پر ہمیشہ باقی رہے اور دنیا ان کے وجود سے بھی خالی نہ ہو“ (شہادت القرآن ص ۳۵۲ ج ۶)

اس آیت سے مراد مرزا قادیانی وہ ظلی نبی لیتا ہے جو ہمیشہ ہمیشہ دنیا میں چلے آتے ہیں۔ جن سے دنیا کبھی خالی نہیں رہی۔ مگر مرزا کی امت، حضور پاک ﷺ کے بعد اور مرزا سے پہلے کسی کو بھی نبی تسلیم نہیں کرتی۔ معلوم ہوا کہ مرزا کچھ کہتا ہے اور اسکی امت کچھ کہتی ہے۔ اب مرزائی فیصلہ کریں کہ وہ درست کہتے ہیں یا انکا متنبی مرزا؟

۱۱- نعمت سے مراد نبوت کا ملنا نہیں۔ کیوں کہ یہ نعمت حضرت مریم علیہا السلام پر بھی نازل ہوئی ”اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ“ (المائدہ ۱۱۰) اے عیسیٰ میری

نعمت کو یاد کرو جو میں نے تجھ پر اور تیری ماں پر کی۔ ایسا ہی زید ابن حارثہؓ پر انعام ہوا ”اِذْ تَقُولُ لِلَّذِي أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِ. (الاحزاب ۳۷) اسی طرح سب مسلمانوں پر انعام الہی ہوا کہ بھائی بھائی بن گئے ”وَإِذْ كُفِّرُوا بِنِعْمَتِ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا“ (آل عمران ۱۰۳) ان سب مقامات پر نعمت ملنے کا ذکر ہے۔ لیکن اس سے نبوت لازم نہیں آتی اسی طرح زیر بحث آیت میں بھی نعمت سے مراد نبوت ملنا لازم نہیں۔

۱۲۔ اس دعا میں منعم علیہمؑ گروہ کی طرح استقامت کی راہ پر گامزن رہنے کی تمنا ہے۔ کیونکہ جو ممکن انعامات ہیں اسی راہ پر ملیں گے مثلاً ہر قسم کے انوار و برکات اور محبت و یقین کامل اور تائیدات سماویہ اور قبولیت اور معرفت تامہ، عزیمت و استقامت کے انعام، جو امت محمدیہ کے لئے مقرر ہیں۔

۱۳۔ اگر نبوت طلب کرنے کی دعا ہے تو غلام احمد قادیانی نبی بن جانے کے بعد یہ دعا کیوں مانگتا تھا۔ کیا اسے اپنی نبوت پر یقین نہ تھا؟

۱۴۔ مرزا قادیانی نے لکھا: ”إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ“ تو دل میں یہی ملحوظ رکھو کہ میں صحابہ اور مسیح موعود کی جماعت کی راہ طلب کرتا ہوں۔ (تحفہ مولودیہ روحانی، ج ۱۸ ص ۱۷)

”مسیح موعود کی پچر تو خرد جال (مرزا قادیانی) نے خود لگائی ہے لیکن ”إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ“ کا معنی مرزا کی راہ طلب کرنا نہ کہ مرزا (مسیح موعود) بننا۔ پس مرزا کے اس اقرار سے مرزا یوں کی دلیل کا مرزا یوں کے دلوں کے طرح خانہ خراب ہو گیا۔ اس آیت میں منعم علیہم کی نعمت طلب کرنے کی تعلیم نہیں دی گئی۔ بلکہ ان کے راستے پر چلنے کی دعاء سکھائی گئی ہے۔ انبیاء کا راستہ شریعت و مذہب ہے کہ وہ اس کی پابندی اور اتباع کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے ہیں۔ اگر نبوت طلب کرنے کی تعلیم دینی مقصود ہوتی تو: صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ“ کی بجائے: ”أَعْطِنَا مَا أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ“ ہوتا۔

۱۵۔ ”إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ“ یہ دعاء نبی کریم ﷺ نے بھی مانگی بلکہ یہ دعاء مانگنا آپ ﷺ نے امت کو سکھایا۔ لیکن یہ دعا آپ ﷺ نے اس وقت مانگی جب آپ ﷺ نبی منتخب ہو چکے تھے۔ قرآن مجید آپ ﷺ پر اتنا شروع ہو چکا تھا۔ ظاہر ہے کہ

نبی کریم ﷺ اس دعا سے نبی نہیں بنے تو پھر اس دعا کا فائدہ کیا ہوا؟ مزید یہاں یہ سول بھی پیدا ہوتا ہے کہ چودہ سو سال میں کسی ایک کی یہ دعا قبول ہوئی یا نہ ہوئی۔ اگر ہوئی تو وہ کون ہے جو اس دعا سے نبی بنا؟ اور اگر قبول نہ ہوئی تو پھر یہ امت خیر امت کہاں ہوئی؟ اور اگر مرزائی کہیں کہ صرف مرزا کی دعا قبول ہوئی۔ تو پھر یہ سوال ہوتا ہے کہ اگر مرزا کے حق میں قبول ہوئی تو مکمل کیوں نہ قبول ہوئی تیسرا حصہ کیوں قبول ہوئی؟ کیوں کہ بادشاہت اور نبوت مستقلہ بھی نعمت ہیں یہ دونوں نعمتیں مرزا کو کیوں نہ ملیں؟ مرزا میں وہ کون سی خامیاں تھیں جن کی وجہ سے مرزا کو ان نعمتوں سے محروم رکھا گیا؟

قابل غور ٹھوکر اور گرو، چیلہ ”مرزائیوں کے لاہوری گروپ کے گرو مسٹر محمد علی لاہوری نے اپنی نام نہاد تفسیر ”بیان القرآن“ ص ۵ ج ۱ میں لکھا ہے۔

یہاں (منعم علیہم میں) نبی کا لفظ آجانے سے بعض لوگوں کو یہ ٹھوکر لگی ہے کہ خود مقام نبوت بھی اس دعا کے ذریعہ سے مل سکتا ہے۔ اور گویا ہر مسلمان ہر روز بار بار مقام نبوت کو ہی اس دعا کے ذریعہ سے طلب کرتا ہے۔ یہ ایک اصولی غلطی ہے اس لئے کہ نبوت محض موہبت ہے اور نبوت میں انسان کی جدوجہد اور اس کی سعی کو کوئی دخل نہیں۔ ایک وہ چیزیں ہیں جو موہبت سے ملتی ہیں اور ایک وہ جو انسان کی جدوجہد سے ملتی ہیں۔ نبوت اول میں سے ہے۔“

محمد علی لاہوری کا کہنا کہ ”بعض لوگوں کو ٹھوکر لگی، یہ اصولی غلطی ہے، یہ ٹھوکر کسی اور کو آج تک کبھی نہیں لگی یہ تو صرف اور صرف محمد علی کے چیف گرو مرزا قادیانی کو لگی ہے۔ اس اصولی غلطی اور ٹھوکر کا مرتکب صرف اور صرف مرزا ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں مرزا کی تحریر ملاحظہ ہو۔

”افسوس کہ حال کے نادان مسلمانوں نے اپنے اس نبی مکرم کا کچھ قدر نہیں کیا اور ہر ایک بات میں ٹھوکر کھائی۔ وہ ختم نبوت کے ایسے معنی کرتے ہیں جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جو نکتی ہے نہ تعریف۔ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نفس پاک میں افاضہ اور تکمیل نفوس کے لئے کوئی قوت نہ تھی اور وہ صرف خشک شریعت کو سکھلانے آئے تھے حالانکہ اللہ تعالیٰ اس امت کو یہ دعا سکھلاتا ہے: اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ۔ پس اگر یہ امت پہلے نبیوں کی وارث نہیں اور اس انعام میں سے ان کو کچھ حصہ نہیں تو یہ دعا کیوں سکھلائی گئی“ (حقیقت الوحی ص ۱۰۴ ج ۲۲)

دعا سکھانے کا فلسفہ تو محمد علی اپنے گرو جی سے سیکھیں۔ ہاں ہمیں یہ ضرور بتانا ہے کہ متضاد باتوں کو گرو اور چیلہ دونوں ٹھوکر قرار دیر ہے ہیں۔ اب کون سچا ہے؟ یہ فیصلہ قارئین خود کر لیں!

آیت: اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ

قادیانی۔ ”اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَمِنَ النَّاسِ“ (ج ۷) ”یصطفیٰ مضارع ہے جو حال اور استقبال اور استمرار کے لئے ہے۔ مردایہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں اور انسانوں سے رسول چنتا ہے اور چنتا رہیگا۔ یہ آیت حضور ﷺ پر نازل ہوئی ثابت ہوا کہ حضور ﷺ کے بعد بھی نبی آئیں گے۔ حضور ﷺ واحد ہیں اور رسل جمع ہے واحد پر جمع کا اطلاق نہیں ہو سکتا

۱۔ اس آیت میں کوئی ایسا لفظ نہیں جس سے ثابت ہو کہ حضور ﷺ کے بعد نبی مبعوث ہو سکتے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنا قانون بیان فرمایا ہے کہ وہ فرشتوں میں سے رسول چنتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کا حکم انبیاء علیہم السلام پر لاتے ہیں اور انسانوں میں سے رسول چنتا ہے جو انسانوں میں کلام الہی کی تبلیغ کرتے تھے۔ اس سنت قدیم کی رو سے اب بھی یہ رسول بھیجا ہے اس آیت سے معبودان باطلہ کی تردید ہے کہ اگر وہ معبود حقیقی ہوتے تو وہ بھی اپنے رسول مخلوق کی طرف بھیجتے۔

۲۔ یہ کسی جاہل کا ہی عقیدہ ہے کہ ہر مضارع استمرار کے لئے ہوتا ہے۔ اس آیت میں صیغہ مضارع فعل کے اثبات کے لئے ہے نہ کہ استمرار اور تجدد کے لئے جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا ”هُوَ الَّذِي يَنْزِلُ عَلَى عَبْدِهِ اَنْبِیَٓٓءَ بَیِّنٰتٍ“ (الحدیدہ) یہاں بھی مضارع ہے۔ کیا اس سے بھی لازم آتا ہے کہ اس میں استمرار ہو اور ہمیشہ قیامت تک کے لئے قرآن نازل ہوتا رہے؟

مرزا جی کا الہام۔ ”یریدون ان یروا طمشک..... یعنی بابو الہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے مگر خدا تعالیٰ تجھے اپنے انعامات دکھلائے گا جو متواتر ہونگے اور تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ بچہ ہو گیا ہے ایسا بچہ جو بمنزلہ اطفال اللہ ہے“ (تمتہ حقیقت الوحی ص ۵۸۱ ج ۲۲) یہاں بھی مضارع ہے کیا مرزا کا حیض قیامت تک چلتا رہے گا؟ اور بابو الہی بخش اسے ہمیشہ قیامت تک دیکھتے رہیں گے؟

درحقیقت اس آیت میں یصطفیٰ زمانہ استقبال کے لئے نہیں بلکہ حکایت ہے حال ماضیہ کی۔ جیسے باری تعالیٰ کا ارشاد ہے ”فَرِيقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيقًا تَقْتُلُونَ“ (بقرہ ۸۷) اس کے یہ معنی نہیں کہ اے یہودیو! حضرت محمد ﷺ کے بعد جو نبی آئیں گے تم ان کو قتل کرو گے بلکہ حکایت ہے حال ماضیہ کی یا جیسے ”اذْبُرْفَعْ اِبْرَاهِيْمُ الْقَوَاعِدَ“ (البقرہ ۱۲۷) میں بھی حکایت ہے حال ماضیہ کی۔ (دیکھو تفسیر بیضاوی)

۳۔ فرمایا: اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا وَمِنَ النَّاسِ“ (ج ۷) فرشتوں میں سے یا انسانوں میں سے رسول ہونگے۔ مرزا قادیانی نہ تو فرشتے ہیں نہ انسان ہیں۔ کیوں کہ وہ کہتے ہیں کہ ”کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں“ مرزا جی تو کسی حالت میں نبی نہیں بنتے۔ خود مرزا صاحب ہماری تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں ”ایک عام لفظ کو کسی خاص معنی میں محدود کرنا صریح شرارت ہے“ (نور القرآن، ج ۲، ص ۴۳۴)۔

۴۔ آیت بالا کا قادیانی ترجمہ ملاحظہ ہو لکھتے ہیں ”اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ“ کا مطلب یہ ہے کہ عند الضرورت خدا تعالیٰ رسول بھیجتا رہے گا (مرزائی تبلیغی پاکٹ بک ص ۴۵۰)

پہلی بات تو یہ ہے کہ ”عند الضرورت“ آیت کے کس لفظ کا ترجمہ ہے؟ حالانکہ مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ ”اب رسولوں کی ضرورت نہیں وحی رسالت بوجہ عدم ضرورت منقطع ہے“ (برائین احمدیہ ج ۱ ص ۲۳۸)

اور اسی طرح ازالہ اوہام ج ۳ ص ۴۳۲ میں بھی لکھا ہے کہ ”وحی رسالت تا بقیامت منقطع ہے“

۵۔ بایں وجہ استدلال مرزا سیہ باطل ہے کہ لفظ ”رسل“ کے اندر عموم ہے جس میں نبی اور رسول و مجدد و محدث سب شامل ہیں۔ جیسا کہ مرزا نے آئینہ کمالات ص ۳۲۲ ج ۳ ص ۳۲۲ پر لکھا ہے: ”رسول کا لفظ عام ہے جس میں رسول اور نبی اور محدث داخل ہیں۔“ ایسے ہی ایام الصلح ص ۱۹۵ ج ۱۴ ص ۱۹۵ حاشیہ پر لکھا ہے کہ: ”رسولوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجے جاتے ہیں۔ خواہ وہ نبی ہوں یا رسول یا محدث اور مجدد ہوں۔“ اسی طرح شہادت القرآن ص ۲۸ ج ۲ ص ۳۲۳ پر ہے: ”رسل سے مراد مرسل ہیں خواہ وہ رسول ہوں یا نبی ہوں یا محدث ہوں۔“

سوطا ہر ہے کہ مرزائیوں کا دعویٰ فرد خاص کا ہے۔ دلیل میں عموم ہے لہذا تقریباً تام نہ ہونے کی وجہ سے استدلال باطل ہے تو دلیل دلیل نہ ٹھہری۔

۶۔ نیز چنے والے نبیوں کے اللہ تعالیٰ ہی ہیں۔ اصطفیٰ فعل خداوندی ہے اور اللہ تعالیٰ کا چنا ہوا مستقل نبی ہوتا ہے جیسا کہ آل عمران آیت نمبر ۳۳ میں الفاظ قرآن ہیں: "إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ آدَمَ وَنُوحًا وَآلَ إِبْرَاهِيمَ وَالْإِسْمَاعِيلَ عَلَى الْعَالَمِينَ." (ال عمران ۳۳) اس آیت میں مستقل نبیوں کا ہونا مسلم ہے تو اس طرح کا چنا اور اللہ تعالیٰ کا چنا تو مرزائیوں کے عقیدے کے خلاف ہے۔ (مباحثہ راولپنڈی ص ۱۷۵)

۷۔ نبیوں کا انتخاب خدا تعالیٰ کی مشیت پر ہے۔ جس طرح اس نے ایک وقت تک کتابیں بھیجیں اسی طرح رسول بھیجے۔ اب اگر وہ کتابیں نہ بھیجے یا رسول نہ بھیجے اور نبوت ختم کر دے تو اس پر کوئی الزام نہیں آتا۔ سیاق کلام بتاتا ہے کہ آیت میں ان لوگوں کے خیال کی تردید ہے جو انسانوں کو الوہیت کا مقام دیتے ہیں۔ فرمایا معزز ترین گروہ تو انبیاء و رسل کا ہے۔ مگر وہ بھی الوہیت کے اہل نہیں یا بطور اصول فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ انسانوں اور ملائکہ کو رسالت کا منصب تو دیتا ہے مگر خدائی نہیں دیتا۔ تم کیوں ان کی طرف خدائی منسوب کرتے ہو؟۔ سیاق کلام کے ساتھ مذکورہ ترجمہ پر غور کر لیا جائے تو قادیانی استدلال باطل ہو جائے گا۔ "يَا أَيُّهَا النَّاسُ ضَرْبَ مَثَلٍ..... تَرْجِعُ الْأُمُورُ" الحج ۷۶، ۷۷ اے لوگو ایک مثال بیان کی جاتی ہے اسے غور سے سنو۔ وہ جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے۔ گو وہ سب اس کے لئے اکٹھے ہو جائیں۔ اور اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین کر لے جائے تو اسے اس سے چھڑا نہیں سکتے۔ طالب اور مطلوب دونوں کمزور ہیں۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچانا جیسا کہ پہچاننے کا حق ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ طاقتور اور غالب ہے۔ اللہ فرشتوں اور انسانوں میں سے رسولوں کا اصطفاء کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سمیع و بصیر ہے۔ وہ جانتا ہے کہ جو ان کے آگے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے اور اللہ ہی کی طرف سب کام لوٹائے جائیں گے۔ ﴿﴾

۸۔ اگر اس طرح استمرار تجدیدی مراد لینا جائز ہے تو ذیل کی آیات میں کیسے استمرار

لیا جائے گا:

۱- ”كَذَلِكَ يُوحَىٰ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ.“
(شوریٰ ۳) ﴿اللہ جو عزیز و حکیم ہے اسی طرح تیری طرف اور ان کی طرف جو تجھ سے پہلے ہوئے وحی کرتا ہے﴾

۲- ”إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا“ (نساء، ۵۸) ﴿اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ اپنی امانتیں ان کے سپرد کرو جو ان کے اہل ہیں۔﴾

۳- ”يَحْكُمُ بِهِمَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ أَسْلَمُوا“ (المائدہ ۴۴) ﴿اسی کے مطابق نبی جو فرمانبردار تھے فیصلہ کرتے تھے۔﴾

اب کیا آنحضرت ﷺ کی طرف وحی آئندہ بھی نازل ہوگی۔ کیا امانات کے متعلق آئندہ بھی احکام نازل ہونگے۔ کیا تورات کے مطابق آئندہ بھی فیصلہ کیا کریں گے؟

۹- استمرار تجدیدی کے لئے اصول حسب ذیل ہے: ”وقد تفسيد الاستمرار التجددي بالقرائن اذا كان الفعل مضارعاً“ (قواعد اللغة العربية) یعنی استمرار تجدیدی کا اندازہ قرائن سے لگایا جاتا ہے۔ اور بعد خاتم النبیین ارسال رسل کے لئے تو کوئی قرینہ نہیں۔ البتہ اس کے خلاف تمام قرآن مجید قرینہ ہے۔

۱۰- ضرورت نبوت کے مقتضی کون کون سے اسباب ہیں؟

۱- جبکہ کتاب اللہ اصلاً مفقود ہو جائے۔
۲- جبکہ کتاب اللہ محرف و مبدل ہو جائے۔
۳- جبکہ احکام الہی میں سے کوئی حکم بوجہ مختص بالقوم ہونے یا مختص بالزمان ہونے سے قابل تنسیخ ہو یا کوئی نیا حکم آنا ہو۔

۴- جبکہ شریعت میں ابھی تکمیل کی ضرورت ہو۔
۵- جبکہ الگ الگ امتوں اور الگ الگ ملکوں کے لئے الگ الگ نبی ہوں اور ساری دنیا کے لئے ابھی ایک نبی نہ آیا ہو۔

۶- جبکہ اس کتاب کے ہمیشہ تک محفوظ رہنے کا وعدہ الہی نہ ہو۔
۷- جبکہ اس نبی کا فیض روحانی بند ہو جائے اور اس دین میں کامل انسان بنانے کی طاقت نہ رہے۔

قارئین پر واضح ہو چکا ہوگا کہ اجرائے نبوت کے مذکورہ تقاضوں میں سے کوئی بھی ایسا تقاضہ باقی نہیں رہ گیا ہے جس کی تکمیل کے لئے کسی اور نبی کی بعثت کی ضرورت ہو۔ لہذا ختم نبوت میں کوئی شبہ باقی نہیں رہ جاتا۔

۱۱۔ اگر رسل جمع ہے تو ملائکہ بھی جمع ہے۔ کیا بہت سے فرشتے وحی لایا کرتے ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ صرف حضرت جبریل علیہ السلام۔ مرزا قادیانی نے لکھا ہے۔
 الف۔ ”رسولوں کی تعلیم اور اعلام کے لئے یہی سیدہ اللہ قدیم سے جاری ہے۔ جو وہ بواسطہ جبرائیل علیہ السلام کے اور بذریعہ نزول آیات ربانی کلام رحمانی کے سکھائے جاتے ہیں۔“ (ازالہ خ ص ۴۱۵ ج ۳)

ب۔ ”کیونکہ حسب تصریح قرآن کریم رسول اسی کو کہتے ہیں جس نے احکام و عقائد دین جبریل کے ذریعہ حاصل کئے ہوں۔“ (ازالہ خ ص ۳۸۷ ج ۳)
 پس جب پیغام رساں فرشتہ کو باوجود واحد ہونے کے جمع کے صیغہ سے ذکر کیا گیا ہے تو پھر حضرت نبی کریم ﷺ (واحد) پر اس کا اطلاق کیوں ناجائز ہے؟

آیت: فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا

قادیانی۔ اس آیت: ”فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا“ (جن ۲۶) کو پیش کر کے کہتے ہیں کہ چونکہ مرزا صاحب پر اظہار غیب ہوا یعنی آپ کو پیش گوئیاں دی گئیں۔ لہذا وہ نبی ہیں اور نبوت جاری ہے۔

جواب نمبر ۱۔ خود مرزا صاحب نے اس آیت کا جو معنی و مفہوم بیان کیا ہے ملاحظہ ہو: ”فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا أَمِنَ اِذْ تَضَىٰ مِنْ رَسُوْلٍ“ (جن ۲۶) یعنی کامل طور پر غیب کا بیان کرنا صرف رسولوں کا کام ہے۔ دوسرے کو یہ مرتبہ عطا نہیں ہوتا۔ رسولوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجے جاتے ہیں۔ خواہ وہ نبی ہوں یا رسول یا محدث اور مجدد ہوں۔ (ایام الصلح ص ۴۱۹ ج ۱۳)

اسی طرح ایک اور جگہ لکھتے ہیں: ”فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا أَمِنَ اِذْ تَضَىٰ مِنْ رَسُوْلٍ“ رسول کا لفظ عام ہے۔ جس میں رسول اور نبی اور محدث داخل ہیں۔

(آئینہ مآلات اسلام و روحانی خ ص ۳۲۲ ج ۵)

پھر ایک اور جگہ مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ: ”الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ“ اور آیت: ”وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ“ میں صریح نبوت کو آنحضرت ﷺ پر ختم کر چکا ہے۔
(تحفہ نوریہ، ص ۱۷۷، ۱۷۸)

معلوم ہوا کہ مرزائی تحریروں کی روشنی میں بھی اور لم یبق من النبوة الا المبشرات جیسی احادیث کی روشنی میں زیر بحث آیت کا صرف یہی مفہوم ہے کہ علماء امتی کا نبیاء بنی اسرائیل کے مطابق امت محمدیہ ﷺ میں بڑے بڑے بزرگ اولیاء اللہ، مجدد و محدث، غوث و قطب و ابدال پیدا ہوتے رہیں گے۔ جو اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کا شرف پائیں گے۔ یہ لوگ اگر چہ نبی اور رسول نہ ہوں گے اللہ تعالیٰ ان سے وہی کام لے گا جو انبیاء سے لیا کرتا تھا۔ جن میں سے ایک اظہار و اطلاع غیب بھی ہے۔

۲۔ مرزا صاحب نے یوں تو بہت سی پیشگوئیوں کو خدا کی طرف منسوب کیا ہے۔ مگر خود ان پیشگوئیوں کا نہ مطلب سمجھ سکے نہ مصداق۔ کاش! قادیانی حضرات مرزاجی کی ان پیشگوئیوں پر ہی سرسری نظر ڈال لیں جن کو انھوں نے اپنے صدق و کذب کا معیار قرار دیا ہے تو انکے دعوے کی حقیقت باسانی سمجھ میں آسکتی ہے۔ مرزا کی پیشگوئیوں کا حال تو نجومیوں سے بھی برا ہے۔ ان میں دس جھوٹ تو ایک سچ ہوتا ہے۔ مگر مرزا میں تو جھوٹ ہی جھوٹ تھا۔

۳۔ غیب سے مراد صرف پیش گوئیاں ہی نہیں ماضی حال اور مستقبل کی ہر چیز جو محسوسات سے غائب ہو ”غیب“ ہے۔ ذرا ”يَوْمُنُونَ بِالْغَيْبِ“ پر غور کیا جائے۔ حضرت نوح علیہ السلام کے واقعات کا ذکر کر کے فرمایا ”تَلَكُم مِّنْ اَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيْهَا اِلَيْكَ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَا اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا“ (حود: ۴۹) کہ یہ غیب کی خبریں ہیں جن سے تو اور تیری قوم دونوں بے خبر تھے۔ لہذا غیب کو پیشگوئیوں میں مخصوص کرنا غلط ہے۔

کائنات کے متعلق علم کس قدر ہی کیوں نہ بڑھ جائے ایک حصہ غیب کا ضرور رہتا ہے۔ اسی لیے فرمایا ”عَالَمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ“ (۲۲) خدا غیب کو بھی جانتا ہے اور موجود کو بھی۔ اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی چیز بھی غائب نہیں البتہ تمہارے لئے ایک حصہ غیب کا ہے اور دوسرا موجود کا ہم غیب کے ایک حصہ کا علم حاصل کرتے چلے جاتے ہیں اور وہ ہمارے لئے موجود بنتا چلا جاتا ہے۔ مگر غیب کی بعض قسمیں ایسی ہیں جن پر ہم اپنی کوشش سے غالب

نہیں آسکتے۔ مثلاً خدا کی ذات و صفات، احکام و شرائع اور مابعد الموت۔ یہ صرف نبی کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بتایا جاتا ہے اور اسی کے توسط سے انسان کو ملتا ہے۔ پیشگوئیوں والا غیب تو اولیاء اور محدثین کو بھی حاصل ہوتا ہے مگر حقیقی غیب صرف انبیاء سے مخصوص ہے۔ اس قسم کا ہر غیب رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ امت کو دیا جا چکا ہے۔ اس لئے مزید کسی نبوت کی گنجائش نہیں۔ ۴۔ اے کاش! اس اعتراض سے قبل قادیانی کچھ خوف خدا کرتے۔ کیا انکو نہیں معلوم کہ اس آیت کا یہ مطلب نہیں کہ جس کو رسول بنانا چاہتا ہے اس کو غیب کی خبریں دے کر رسالت عطا کر دیتا ہے۔ مغیبات کی خبریں دے کر رسول بنانا آیت کا مفہوم نہیں بلکہ رسول بنا کر مغیبات پر مطلع کرنا آیت کا مفاد و مقصد ہے۔ چنانچہ قاضی بیضاویؒ اس آیت کے معنی بیان کرتے ہیں ”وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِي الرِّسَالَةَ مِنْ يَشَاءُ فَيُوحِي إِلَيْهِ وَيَخْبِرُهُ بَعْضُ الْمَغِيْبَاتِ“ یعنی اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنا رسول بنا لیتا ہے اور پھر اس کے ذریعہ سے مغیبات کی خبریں دیتا ہے۔

غرض رسول کو غیب کی خبریں دیجاتی ہیں لیکن یہ ضروری نہیں کہ جو غیب کی خبر دے وہ رسول ہو جائے۔ ورنہ تو خود مرزا کو بھی تسلیم ہے کہ فاسق فاجر، فاحشہ عورتیں بھی سچے خواب کے ذریعہ، نجومی کا ہن اپنے انکل پچو سے غیب کی خبریں دیتے ہیں۔ کیا وہ رسول ہیں؟ ہرگز نہیں۔ غرض آیت سے اتنا ثابت ہے کہ رسول کو غیب کی خبر دیجاتی ہے۔ یہ نہیں جو غیب کی خبر دیدے وہ رسول ثابت ہو جائے۔

۵۔ ”وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِي مِنْ رُسُلِهِ مَنْ يَشَاءُ“ (ال عمران ۱۷۹) دوسری آیت شریفہ میں ہے ”فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنْ ارْتَضَىٰ مِنْ رُسُلٍ“ دونوں آیتوں کی مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ غیب کی خبریں رسولوں میں سے کسی ایک رسول کے ذریعہ سے دیتا ہے۔ اس صورت میں من رسلہ میں لفظ من تبعیضیہ ہلگا اور اگر من بیانیہ لیں تو غیب سے مراد وحی (وحی رسالت) یعنی پڑے گی۔ پھر آیت کے یہ معنی ہونگے کہ اللہ تعالیٰ وحی پر سوائے رسولوں کے کسی کو مطلع نہیں کرتا۔ غرض کہ اللہ جسے رسول بناتا ہے تو ان کو وحی رسالت، غیب کی خبریں عنایت کرتا ہے۔ اس آیت سے قادیانی استدلال قادیانی دعویٰ کے بھی خلاف ہے۔ اس لئے کہ ان

کے دعویٰ کے مطابق اب خدا کی عنایت سے کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اطاعت سے بنتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ اگر اس آیت میں قادیانیوں کا تحریف شدہ مفہوم (معاذ اللہ) مان بھی لیں تب بھی یہ دلیل قادیانی دعویٰ کے مطابق نہیں۔

آیت: يُلْقِي الرُّوحَ مِنْ أَمْرِهِ

قادیانی استدلال- ”يُلْقِي الرُّوحَ مِنْ أَمْرِهِ عَلَى مَنْ يَشَاءُ“ (مومن ۱۵) اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اپنی روح ڈالتا ہے۔ یعنی منصب نبوت اس کو بخشتا ہے۔ لہذا ثابت ہوا کہ نبی آتے رہیں گے۔

جواب نمبر ۱- آیت مذکورہ میں روح کے معنی نبوت کے نہیں ہیں۔ بلکہ اس کے یہی معنی ہیں آیا ہے کہ ”لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا“ یعنی مومنوں کیلئے مبشرات باقی رہ گئے ہیں۔ یا فرمایا ”لَمْ يَبْقَ مِنَ النَّبَوَاتِ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ“ کہ خدا کا کلام مبشرات کے رنگ میں امت محمدیہ کے لئے باقی رکھا گیا ہے۔ چنانچہ اسی کے تحت گزشتہ چودہ سو سال میں ہزار ہا اولیاء امت اور علماء حق کو انوار نبوت ملے اور آثار نبوت بھی انکے اندر موجزن تھے مگر وہ نبی نہ تھے جواب نمبر ۲- روح کا لفظ محض کلام کے معنی میں آتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا کلام غیر نبی سے بھی ہوتا ہے۔ جیسا کہ حدیث صحیح ”رَجُلٌ يَكْلُمُونَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَكُونُوا أَنْبِيَاءَ“ سے ظاہر ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں سے کلام کرنا اجرائے نبوت کی دلیل نہیں بن سکتی۔

آیت: وَلَا أَنْ تَنْكِحُوا أَزْوَاجَهُ

قادیانی استدلال- ”وَلَا أَنْ تَنْكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِهِ أَبَدًا“ (احزاب ۵۳) اور نہ نکاح کرو اس نبی ﷺ کی بیویوں سے اسکی وفات کے بعد کبھی بھی۔ قادیانیوں کی طرف سے سب سے زیادہ مضحکہ خیز استدلال اس آیت کی بنا پر کیا گیا ہے۔ کہ اب آنحضرت ﷺ کے بعد سلسلہ نبوت ختم ہو گیا ہے تو کوئی نبی نہ آئیگا۔ نہ اسکی وفات کے بعد اس کی بیویاں زندہ رہیں گی۔ اور نہ ان کے نکاح کا سوال ہی زیر بحث آئے گا۔ اب اگر اس آیت کو قرآن مجید سے نکال دیا جائے تو کونسا نقص لازم آتا ہے ورنہ ماننا پڑتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد سلسلہ

نبوت جاری ہے۔ اور قیامت تک انبیاء کی ازواج مطہرات ان کی وفات کے بعد بیوی ہی کی حالت میں رہیں گی۔ کیوں کہ رسول اللہ کا لفظ نکرہ ہے جس میں ہر رسول داخل ہے۔

جواب نمبر ۱۔ رسول اللہ کا لفظ معرفہ ہے اور یہاں بھی وہی رسول اللہ مراد ہے جس کا اس سورۃ میں کئی بار ذکر آچکا ہے۔ جیسے ”لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ“ (احزاب ۲۱) تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ میں اسوہ حسنہ ہے ”قَالُوا هَذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ“ (احزاب ۲۲) مومنوں نے کہا یہی ہے جس کا اللہ نے اور اس کے رسول ﷺ نے وعدہ دیا تھا ”وَلَكِنْ رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ“ (احزاب ۴۰) مگر اللہ کا رسول اور آخری نبی ہے ”إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ“ (احزاب ۲۹) اگر تم اللہ اور اس کی رسول ﷺ کو چاہتی ہو۔

اور وہی رسول اللہ مراد ہے جس کے متعلق کتب حدیث میں ہزار ہا مرتبہ یہ الفاظ آئے ہیں ”قال رسول اللہ ﷺ۔ کیا کوئی بندہ جاہل یہ کہہ سکتا ہے کہ قال رسول اللہ ﷺ نکرہ ہے تو اس سے مراد مرزا قادیانی ہے۔ معاذ اللہ۔

۲۔ نحو کا مسلمہ قاعدہ ہے کہ اضافت معنوی نکرہ کو معرفہ بنادیتی ہے۔ جیسے عندہ زید لفظ رسول اللہ کی طرف مضاف ہو کر معرفہ ہو گیا۔ فرمایا: ”مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ“ (فتح ۲۹)

۳۔ یہ کہنا کہ اب نبی نہ آئے گا تو اس آیت کی کیا ضرورت ہے ایسا ہی ہے جیسے کوئی یہ کہہ دے کہ آدم علیہ السلام کے بے ماں باپ یا عیسیٰ علیہ السلام کے بے باپ ہونے کا ذکر قرآن سے نکال دیئے جانے کے قابل ہے۔ کیونکہ اب کوئی اس طرح پیدا نہیں ہوتا اور نہ ہوگا۔ یا یہ کہے کہ ”فَلَمَّا قَضَىٰ زَيْدٌ مِنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنَاهَا“ (احزاب ۳۷) سے ظاہر ہے کہ آئندہ رسول بھی منہ بولے بیٹے کی مطلقہ سے شادی کیا کریں گے۔ ورنہ اس آیت کو نکال دیا جائے۔

۴۔ قرآن مجید میں اس آیت کے باقی رکھنے کی ضرورت یہ تھی کہ عرب معاشرہ میں امراء کی وفات پر ان کی ازواج سے شادی کرنا فضیلت میں شمار ہوتا تھا۔ اور قرآن نے سورۃ نور میں بیواؤں سے نکاح کا حکم دیا ہے۔

قرآن نے صریح حکم دیا ہے کہ حضور ﷺ کی ازواج سے نکاح نہ کیا جائے۔ وہ آخری امہات المؤمنین ہیں اور آپ ﷺ بوجہ خاتم النبیین ہونے کے آخری ”باپ“ ہیں اگر

یہ حکم مذکور نہ ہوتا تو اس فضیلت کے حصول کے لئے کوشش کرتے۔ اس امت میں فتنہ و فساد پیدا ہوتا اور ازواج مطہرات کی پوزیشن بجائے امت کی معلومات دین ہونے کی معمولی بھی نہ رہتی۔ اس لئے اس تاریخی حکم کا تاقیامت باقی رکھنا ضروری تھا۔ تاکہ معلوم ہو کہ یہ خواتین مقدسہ آخری مائیں ہیں اور حضور اقدس ﷺ آخری باپ ہیں۔

۵۔ یہ آیت مبارکہ حضور کی شان و فضیلت کا اظہار کرتی ہے جو کہے کہ اسے نکال دو۔ وہ حضور ﷺ کی فضیلت کو مٹانے والا ہے۔ اس لئے ملعون کافر جنہمی ہے۔ وہ یہود کا مثیل ہے کل ایسے خبیث کہیں گے کہ قرآن مجید سے گذشتہ انبیاء علیہم السلام کے قصص نکال دینے چاہئیں۔ کیونکہ وہ انبیاء گزر چکے ہیں۔ جیسا کہ لعین قادیانی نے کہا: ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو ☆ اس سے بہتر غلام احمد ہے

(درشین اردو، ص ۲۴۰ ج ۱۸، داغ الباب)

جو ایسی بیہودہ تحریف کرے اس کے متعلق لعین قادیانی نے کہا: ”تحریف، تغیر کرنا بندروں اور سؤروں کا کام ہے“۔ (اتمام الحجۃ، ص ۲۹۱ ج ۸)

آیت: اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ

قادیانی: ”اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ“ (اعراف ۵۶) نبوت بھی ایک رحمت ہے وہ بھی نیکوں کو ملنی چاہیے۔

جواب مبہرا۔ اس آیت میں جملہ رحمتیں مراد نہیں اور نہ ہر رحمت ہر ایک کے لئے ضروری ہے۔ ورنہ دولت، سلطنت، بارش وغیرہ سب رحمت ہیں جبکہ اکثر محسنین خصوصاً انبیاء علیہم السلام دولت اور سلطنت وغیرہ کی رحمتوں سے خالی تھے۔ تو کیا وہ نبی نہ تھے؟ معلوم ہوا کہ بہت ساری رحمتوں کی طرح نبوت بھی ایک رحمت ہے جو باری تعالیٰ کی مرضی پر ہے۔ جب چاہیں اور جس کو چاہیں دیں اور جس پر جس نعمت کی چاہیں بندش فرما دیں۔

۲۔ وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ (انبیاء ۱۰۷) اس امت کے لئے دنیا میں سب سے بڑی رحمت حضور پاک ﷺ کی ذات اقدس ہے۔ جو شخص اب آنحضرت ﷺ کے بعد کسی اور رحمت، نبوت کو تلاش کرتا ہے یا جاری کرنے کی کوشش کرتا ہے وہ اللہ کی سب سے بڑی رحمت محمد عربی ﷺ سے منہ موڑتا ہے اس سے بڑھ کر بد نصیب اور کون ہوگا؟

حضور ﷺ نے فرمایا ہے ”انا حُضْکُمْ مِنَ الْاَنْبِیاءِ وَاَنْتُمْ حُضْیَ مِنَ الْاُمَمِ“ نبیوں میں سے میں ’محمدؐ تمہارے حصہ میں آیا ہوں اور امتوں میں سے تم میرے حصہ میں آئے ہو۔ معلوم ہوا کہ جو شخص کسی اور نبی کی تلاش میں ہے وہ حضور ﷺ کی امت میں نہیں رہے گا۔ گویا وہ اللہ کی سب سے بڑی رحمت اور نعمت سے محروم ہو جائے گا۔ اور جب کہ مرزا نے خود ہی لکھا ہے ”فلا حاجة لنا الى نبی بعد محمد“ (حملۃ البشری ص ۲۳۴ ج ۷) تو مرزائیوں کو نیابتی اور وہ بھی مرزا جیسا کوڑھ مغز نبی ڈھونڈنے کی ضرورت کیا ہے۔

۳۔ حضور ﷺ کے بعد جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ اپنی وحی کی اتباع کا پابند ہوگا اور حضور ﷺ کی اتباع سے محروم ہو کر خدا کی سب سے بڑی رحمت سے محروم ہو جائے گا۔ اس محروم القسمت بد بخت کے لئے جو حضور ﷺ کی اتباع سے منہ موڑتا ہے مرزائی لوگ قرآن میں تحریف کر کے اس کی نبوت کے لئے دلائل تلاش کرتے ہیں۔ فیاللعجب۔

۴۔ پھر جناب اگر نبوت رحمت ہے تو سب سے بڑی رحمت نبوت تشریعیہ ہے۔ تو مرزائی اس کو بند کیوں مانتے ہیں؟

۵۔ آیت ”إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ“ (اعراف ۵۶) کے ساتھ ملحقہ اگلی آیت ”هُوَ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّیْحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ“ (اعراف ۵۷) میں بارش کو رحمت کہا گیا ہے۔ مگر پوری دنیا کا اتفاق ہے کہ اگر بارش والی رحمت ضرورت سے بڑھ جائے تو رحمت کے بجائے زحمت یعنی عذاب بن جاتی ہے۔ لیجئے جناب! اس آیت شریفہ سے ہی قادیانی لغویات کا بھرپور ابطال نکل آیا۔ بارش رحمت ہے مگر جو ضرورت سے زیادہ بارش مانگے وہ عذاب خداوندی کو دعوت دیتا ہے۔ اسی طرح حضور ﷺ کی نبوت رحمت ہے اس رحمت کے ہوتے ہوئے اگر اور نبوت کی رحمت کو کوئی مانگتا ہے تو وہ بھی عذاب خداوندی کو دعوت دیتا ہے۔

آیت: وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ أَكْثَرُ الْأَوَّلِينَ

قادیانی استدلال:- ”لَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ أَكْثَرُ الْأَوَّلِينَ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا فِيهِمْ مُّسْنَدِیْنِ“ (صفت ۷۲) ان سے پہلے بھی بہت سے لوگوں میں گمراہ ہوئے اور یقیناً ہم نے ان کے اندر ڈرانے والے بھیجے۔ جیسے پہلی گمراہیوں کے وقت نبی آتے رہے ویسے ہی اب بھی گمراہی کے وقت مرزا غلام احمد قادیانی نبی مبعوث ہوا۔ معاذ اللہ

جواب نمبر ۱۔ پہلے لوگوں میں گمراہی اس لئے پھیلی کہ ان کے انبیاء کی تعلیمات محفوظ نہ رہیں۔ اس میں ترمیم و اضافہ کر دیا گیا۔ ہمارے نبی ﷺ کی تعلیمات الحمد للہ محفوظ ہیں ”إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ“ (حجر ۹) اس لئے حضور ﷺ کی امت، سابقہ امتوں کی طرح من حیث المجموع گمراہ نہیں ہو سکتی۔ حضور پاک ﷺ کا ارشاد ہے لا تَجْتَمِعُ امْتِی عَلَی الضَّلَالَةِ (مشکوٰۃ) اور پھر امت محمدیہ کے علماء وہی کام انجام دیں گے جو انبیاء بنی اسرائیل دیتے تھے۔ چنانچہ اس حدیث پاک کو لعین قادیان مرزا نے بھی اپنی کتاب (شہادت القرآن ص ۳۲۳ ج ۶) پر تسلیم کیا ہے کہ اصلاح و تبلیغ کا کام یہ صالحین امت و علماء دین کریں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ”وَلَتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ“ (ال عمران ۱۰۴)

۲۔ اب خود مرزا کے مسلمات پر غور کیجئے۔

الف۔ ”خدا تعالیٰ نے اس بارہ میں بھی پیشینگوئی کر کے آپ فرما دیا یعنی شرک اور مخلوق پرستی نہ کوئی اپنی نئی شاخ نکلے گی نہ پہلے حالت پر עוד کرے گی۔“

(براہین احمدیہ ص ۱۰۲ ج ۱)

ب۔ ”اگر کوئی کہے کہ فساد اور بد عقیدگی اور بد اعمالیوں میں یہ زمانہ بھی تو کم نہیں پھر اس میں کوئی نبی کیوں نہیں آیا تو جواب یہ ہے کہ وہ زمانہ (یعنی حضور ﷺ سے قبل کا) توحید اور راست روی سے بالکل خالی ہو گیا تھا۔ اور اس زمانہ میں چالیس کروڑ لا الہ الا اللہ کہنے والے موجود ہیں۔ اور اس زمانہ کو بھی خدا تعالیٰ نے مجدد کے بھیجنے سے محروم نہیں رکھا“ (نور القرآن ص ۳۳۹ ج ۹)

آیت: مُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِيهِ مِنْ بَعْدِي

قادیانی استدلال۔ ”مُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِيهِ مِنْ بَعْدِي اِسْمُهُ اَحْمَدُ“ (صف ۶) کو پیش کر کے کہتے ہیں کہ اس سے مراد مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔

جواب ا۔ (الف) چودہ سو سال سے آپ ﷺ کی امت کا اس پر اجماع ہے کہ اس سے مراد رحمت دو عالم ﷺ کی ذات اقدس ہے۔

(ب) پھر یہ بشارت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے من بعدی کے ساتھ دی تھی تو ظاہر ہے

کہ حضرت عیسیٰ کے بعد رحمت عالم ﷺ تشریف لائے تو اس کا آپ ﷺ مصداق ہوئے نہ کہ مرزا کا نا۔

(ج) آپ ﷺ کا اسم گرامی محمدؐ اور احمدؐ تھا۔ جیسا کہ مشہور احادیث صحیحہ و متواترہ میں وارد ہے۔ تفصیلات کے لئے کنز العمال، مدارج النبوت وغیرہ ملاحظہ ہو۔ اور مرزا کا نام محمد یا احمد نہیں بلکہ غلام احمد یا مرزا غلام احمد قادیانی ہے اس کے لئے مرزائی کتب، کتاب البریہ۔ تذکرہ، ازالہ اوہام وغیرہ ملاحظہ ہو

(د) آپ ﷺ خود ارشاد فرماتے ہیں ”انا بشارۃ عیسیٰ“ اور قرآن مجید میں آپ ﷺ ہی کی نسبت بشارت عیسیٰ وارد ہے۔ نہ کہ مرزا جیسے ایفونی کے لئے۔

جواب ۲۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا اصل نام جو اس کے ماں باپ نے رکھا تو وہ غلام احمد تھا۔ مرزا بھی ساری زندگی یہی لکھتا رہا، بکتا رہا۔ اس کا نام احمد نہیں تھا۔ تو غلام احمد، اسمہ احمد کا مصداق کیسے ہو گیا؟

ایک دفعہ ایک قادیانی نے حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے سامنے یہ بات کہہ دی آپ نے فی البدیہہ فرمایا غلام احمد سے مراد، احمد ہے تو عطاء اللہ سے مراد صرف اللہ ہو سکتا ہے۔ غلام احمد کو احمد مانتے ہو تو پھر عطاء اللہ کو اللہ ماننا پڑے گا۔ اگر اللہ مانو گے! تو میرا پہلا حکم یہ ہے کہ غلام احمد جھوٹا ہے۔ اسے میں نے نبی نہیں بنایا۔ پس شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ کے حاضر جوابی سے قادیانی یہ جاوہ جا!

جواب ۳۔ اگر احمد سے مراد مرزا قادیانی ہے تو پھر یہ مسیح موعود یا مہدی کیسے ہوا؟ اس لئے کہ مسیح موعود اور مہدی میں سے کسی کا نام احمد نہیں۔

احادیث میں قادیانی تاویلات و تحریفات کے جوابات

حدیث: لوعاش ابراہیم

قادیانی استدلال: ”لوعاش (ابراہیم) لکان صدیقاً نبیاً“ اس سے قادیانی استدلال کرتے ہیں کہ اگر حضور ﷺ کے بیٹے حضرت ابراہیم زندہ رہتے تو نبی بنتے۔ بوجہ وفات کے حضرت ابراہیم نبی نہیں بن سکے ورنہ نبی بننے کا امکان تو تھا۔

جواب مبہرا۔ یہ روایت جس کو قادیانی اپنے استدلال میں پیش کرتے ہیں سنن ابن ماجہ، باب ماجاء فی الصلوٰۃ علی ابن رسول اللہ ﷺ و ذکر وفاته، میں ہے۔ روایت کے الفاظ یہ ہیں ”عن ابن عباس لما مات ابراہیم ابن رسول اللہ ﷺ صلی رسول اللہ ﷺ وقال ان له مرضعاً فی الجنة ولو عاش لکان صدیقاً نبیاً ولو عاش لاعتقت احواله القبط وما استرق قبطی۔ (ابن ماجہ ص ۱۰۸)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب آپ ﷺ کے صاحبزادہ ابراہیم کا انتقال ہوا تو آپ ﷺ نے نماز جنازہ پڑھائی اور فرمایا اس کے لئے دودھ پلانے والی جنت میں (مقرر کر دی گئی) ہے اور اگر ابراہیم زندہ رہتے تو سچے نبی ہوتے اور اگر وہ زندہ رہتے تو اسکے قبطی خالہ زاد آزاد کر دیتا۔

۱۔ اس روایت پر شاہ عبدالغنی مجددیؒ نے انجاء الحاج علی ابن ماجہ، میں کلام کیا ہے:

وقد تکلم بعض الناس فی صحة هذا الحديث كما ذکر السيد جمال

الدین المحدث فی روضة الاحباب۔ (انجاء ص ۱۰۸)

اس حدیث کے صحت میں بعض محدثین نے کلام کیا ہے جیسا کہ روضة الاحباب میں محدث سید جمال الدین نے ذکر کیا ہے۔

۲۔ قال ابن عبد البر لا ادري ما معنى هذا القول لان اولاد نوح ما

کانوا انبیاء (انجاء ص ۱۰۸)

شیخ ابن عبد البر کہتے ہیں۔ اس قول کے کیا معنی ہیں مجھے نہیں معلوم۔ کیوں کہ یہ کہاں ہے کہ ہر نبی کا بیٹا نبی ہو۔ اس لئے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے نبی نہیں تھے۔

۳۔ قال الشيخ دهلوی وهذه جراحة عظيمة لم يصح (انجام ص ۱۰۸)
 شیخ عبد الحق دہلوی فرماتے ہیں کہ یہ بہت بڑی زیادتی ہے جو صحیح نہیں ہے

۴۔ روی ابن ماجه بسند فيه ابو شيبة ابراهيم بن عثمان العباسي قاضي واسط وهو متروك الحديث

۵۔ علامہ ابن حجرؒ نے فرمایا ہے کہ ”ابو شیبہ ابراہیم بن عثمان العباسی ہو متروک الحدیث“ (تقریب التہذیب ص ۲۵)

۶۔ ہدایہ اور فتاوی عالمگیری کے مترجم علامہ امیر علی نے تقصیب التقریب میں ترمذی جلد ۱ ص ۱۹۹، کتاب الجنائز کے حوالہ سے ابو شیبہ ابراہیم کے بارے میں تحریر کیا ہے کہ وہ منکر الحدیث ہے۔ (تقریب ص ۲۵)

۷۔ تذکرۃ الموضوعات ص ۲۳۳ پر ابو شیبہ ابراہیم بن عثمان کو متروک کہا ہے اور لکھا ہے کہ شیبہ نے اس کی تکذیب کی ہے۔

۸۔ قال النووي في تهذيبه هذا الحديث باطل وجسارة على الكلام المغييات وفجازة وهجوم على عظيم (موضوعات کبیر ص ۵۸)
 امام نووی نے تہذیب الاسماء میں فرمایا ہے کہ یہ حدیث باطل ہے۔ غیب کی باتوں پر جسارت ہے بڑی بے تکی بات ہے۔

۹۔ مدارج النبوت میں ص ۶۷ ج ۲ پر شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح کو نہیں پہنچتی۔ اس کا کوئی اعتبار نہیں۔ اس کی سند میں ابو شیبہ ابراہیم بن عثمان ہے جو ضعیف ہے۔

۱۰۔ حضرت امام احمد ابن حنبلؒ، حضرت امام ترمذیؒ، حضرت امام داؤدؒ وغیرہ محدثین کی آرا یہ ہیں کہ ابو شیبہ ابراہیم بن عثمان، ثقہ نہیں۔ حضرت امام ترمذیؒ کی رائے یہ ہے کہ منکر الحدیث ہے۔ حضرت امام نسائیؒ فرماتے ہیں وہ متروک الحدیث ہے۔ حضرت امام بخاریؒ فرماتے ہیں، اس کا کوئی اعتبار نہیں۔ حضرت امام ابوحاتمؒ فرماتے ہیں، وہ ضعیف الحدیث ہے۔ (تہذیب التہذیب ص ۱۴۵، ۱۴۴ ج ۱)

ایسا راوی جس کے متعلق آپ اکابر امت کی آراء ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اس کی ایسی ضعیف روایت کو لیکر قادیانی اپنا باطل عقیدہ ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ عقیدہ کے اثبات کیلئے خبر واحد (اگرچہ صحیح کیوں نہ ہو) بھی معتبر نہیں ہوتی۔ چہ جائے کہ عقائد میں ایک ضعیف روایت کا سہارا لیا جائے۔ یہاں تو ڈوبتے کو تنکے کا سہارا، والی بات ہوگی۔

جواب نمبر ۲:- اور پھر قادیانی دیانت کا دیوالیہ پن ملاحظہ فرمائیں کہ اس روایت سے قبل حضرت ابن ابی اوفیٰؓ کی ایک روایت ابن ماجہ نے نقل کی ہے جو صحیح ہے۔ اس لئے کہ امام بخاریؒ نے بھی اپنی صحیح میں اس کو نقل فرمایا ہے جو قادیانی عقیدہ اجرائے نبوت کو نیخ و بن سے اکھیر دیتی ہے۔ اے کاش! قادیانی پہلے اس روایت کو پڑھ لیتے۔ جو یہ ہے

قال قلت لعبد الله ابن ابي اوفى رانث ابراهيم بن رسول الله ﷺ قال مات وهو صغير ولو قضى ان يكون بعد محمد ﷺ لعاش ابنه ابراهيم ولكن لا نبى بعده (ابن ماجہ ص ۱۰۸)

اسماعیل راوی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ ابن ابی اوفیٰؓ سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ کے بیٹے ابراہیم علیہ السلام کو آپ نے دیکھا تھا؟ عبداللہ ابن ابی اوفیٰؓ نے فرمایا کہ وہ (ابراہیم) چھوٹی عمر میں انتقال فرما گئے اور اگر حضور ﷺ کے بعد کسی کو نبی بننا ہوتا۔ تو آپ ﷺ کے بعد ابراہیم زندہ رہتے۔ لیکن آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

یہ وہ روایت ہے جسے اس باب میں ابن ماجہ سب سے پہلے لائے ہیں۔ یہ صحیح ہے اس لئے کہ حضرت امام بخاریؒ نے اپنی صحیح کے باب ”من سمی باسماء الانبیاء“ میں اسے مکمل نقل فرمایا ہے۔ دیکھئے۔ (بخاری ج ۲ ص ۹۱۴)

اب آپ ملاحظہ فرمائیں کہ یہ صحیح روایت ہے جسے ابن ماجہ متذکرہ باب میں سب سے پہلے لائے اور جس کو امام بخاریؒ نے اپنی صحیح بخاری میں روایت کیا ہے اور مرزا قادیانی نے اپنی کتاب شہادت القرآن ص ۴۱، روحانی، خ ص ۳۳۷ ج ۶ پر ”بخاری شریف کو اصح الکتب بعد کتاب اللہ“ تسلیم کیا ہے۔ اگر مرزائیوں میں دیانت نام کی کوئی چیز ہوتی تو اس صحیح بخاری کی روایت کے مقابلہ میں ایک ضعیف اور منکر الحدیث کی روایت کو نہ لیتے۔ مگر مرزائی اور دیانت یہ دو متضاد چیزیں ہیں۔

اب ملاحظہ فرمائیے کہ حضرت عبداللہ ابن ابی اوفیؓ یہ کیوں فرماتے ہیں کہ اگر حضور ﷺ کے بعد کسی کو نبی بننا ہوتا تو آپ ﷺ کے بیٹے ابراہیم زندہ رہتے۔ گویا حضرت کے صاحبزادہ کا انتقال ہی اس لئے ہوا کہ آپ ﷺ کے بعد کسی کو نبی نہیں بننا تھا۔ اس لئے فرمایا کہ رحمت دو عالم ﷺ کے بعد اگر آپ کے بیٹے ابراہیم زندہ رہتے اور جوانی کی عمر کو پہنچتے تو دو صورتیں تھیں۔ ایک یہ کہ وہ نبی بنتے، تو اس سے آپ ﷺ کی ختم نبوت کے یہ منافی تھا۔ دوسرے یہ کہ نبی نہ بنتے، تو پھر یہ سوال پیدا ہو سکتا تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام نبی بنے۔ اسی طرح حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام نبی بنے تو آپ ﷺ کا بیٹا کیوں نبی نہیں؟ گویا اللہ رب العزت کی حکمت بالغہ نے آپ کے صاحبزادوں کا بچپن میں انتقال ہی اس لئے کر دیا کہ نہ آپ کی ختم نبوت پر حرف آئے اور نہ آپ ﷺ کی ذات پر کوئی اعتراض آئے۔ خلاصہ یہ نکلا کہ حضرت ابراہیم کا انتقال ہی ختم نبوت کی وجہ سے ہوا کہ آپ ﷺ کے بعد کسی کو نبی بننا تھا۔

لیجئے ایک اور روایت انہیں حضرت ابن ابی اوفیؓ سے ملاحظہ فرمائیے

”حدثنا ابن ابی خالد قال سمعت ابن ابی اوفیٰ يقول لو كان بعد النبی ﷺ نبي مامات ابنه ابراهيم (مسند احمد ۳۵۳ ج ۴)

ابن ابی خالد فرماتے ہیں کہ میں نے ابن ابی اوفیؓ سے سنا، فرماتے تھے کہ اگر رحمت دو عالم ﷺ کے بعد کوئی نبی ہوتا تو آپ کے بیٹے ابراہیم فوت نہ ہوتے۔

حضرت انس سے سدیؓ نے دریافت کیا کہ حضرت ابراہیم کی عمر بوقت وفات کیا تھی؟ آپ نے فرمایا ”ماملاء معہدہ ولوبقی لکان نبیاً لکن لم یبق لان نبیکم آخر الانبیاء“ (تاریخ الکبیر لابن عساکر ۴۹۲ ج ۱) وہ تو گہوارہ کو بھی نہ بھر سکے (یعنی بچپن میں ہی انتقال کر گئے) اگر وہ باقی رہتے تو نبی ہوتے لیکن اس لئے باقی نہ رہے کہ تمہارے نبی آخری نبی ہیں۔

قال ابن عباس یريد لولم اختتم به النبيين لجعلت له ابناً يكون بعده نبياً وروی عن عطاء عن ابن عباس ان الله تعالى لما حكم ان لا نبی بعده لم يعطه ولداً ذکراً یصیر رجلاً (معالم التنزیل ص ۸۷ ج ۳)

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مراد یہ ہے کہ اگر نبیوں کا سلسلہ ختم نہ کرتا تو آپ ﷺ کے لئے صاحبزادہ ہوتا۔ جو آپ کے بعد نبی ہوتا۔ حضرت عطاء فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے بعد نبوت بند کرنے کا فیصلہ فرما دیا تو آپ کو بیٹا نہیں دیا جو جوانی کو پہنچے۔

اس روایت نے واضح کر دیا کہ ابراہیم کی وفات ہی اس لئے ہوئی کہ آپ ﷺ کے بعد کسی کو نبی نہ بننا تھا۔ اب ان صحیح روایات کے ہوتے ہوئے جو بخاری، ابن ماجہ، مسند احمد میں موجود ہیں، ایک ضعیف روایت کو جس کا جھوٹا ہونا اور مردود ہونا قطعی طور پر ظاہر ہے۔ اسے صرف وہی لوگ اپنے عقیدہ کی تائید میں پیش کر سکتے ہیں جن کے متعلق حکم خداوندی ہے ”خَتَمَ اللّٰهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَعَلَىٰ سَمْعِهِمْ وَعَلَىٰ أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ“ (بقرہ ۷) قادیانی اعتراض۔ اس روایت کی شہاب علی البیہاوی اور موضوعات میں ملا علی قاری نے تصحیح کی ہے۔

جواب۔ شہاب علی البیہاوی یا حضرت ملا علی قاریؒ کی تصحیح ائمہ حدیث ابن حجر عسقلانی، حافظ ابن عبدالبرؒ اور امام نوویؒ کے مقابلہ میں کوئی تقدیم نہیں رکھتی۔ یہ تمام ائمہ حدیث اس روایت کو ضعیف اور باطل قرار دیتے ہیں۔ اور پھر موضوعات میں حضرت ملا علی قاریؒ نے بھی ان ائمہ کی اس حدیث کے بارے میں جرح کو نقل کیا ہے۔ اس لئے شہاب علی البیہاوی ہوں یا حضرت ملا علی القاریؒ نے ان کی تصحیح و تعدیل پر جرح مقدم ہوگی اور پھر جبکہ جرح بھی ائمہ حدیث کی ہو جن کی ثقاہت پر حضرت ملا علی قاریؒ بھی سر دھنتے ہوں۔

الحاوی للفتاویٰ ص ۹۹ ج ۲ پر حضرت عبداللہ بن ابی اوفیؒ سے روایت کے الفاظ یہ ہیں:

توفی وهو صغير ولو قضی ان يكون بعد محمد ﷺ نبی لعاش ولكنه لانی بعدہ“ حضرت ابراہیم بچپن میں فوت ہو گئے اگر آنحضرت ﷺ کے بعد کسی شخص کا نبی بننا مقدر (جائز) ہوتا تو وہ زندہ رہتے لیکن (زندہ اس لئے نہیں رہے کہ) آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں (بننا تھا) اور الحاوی للفتاویٰ ص ۹۹ ج ۲ پر ایک اور روایت حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ: ”ولو بقی لکان نبیا ولكن لم یبقی لان نبیکم آخر الانبیاء“ اگر وہ زندہ رہتے تو نبی ہوتے لیکن وہ زندہ اس لئے نہیں رہے کہ آنحضرت ﷺ آخر الانبیاء ہیں۔

الحاوی کے مصنف علامہ جلال الدین سیوطیؒ ہیں۔ جن کو قادیانی نوں صدی کا مجدد مانتے ہیں اور جن کے متعلق مرزا لکھا ہے کہ ”انھوں نے حالت بیداری میں ۷۵ مرتبہ رحمت دو عالم ﷺ سے حدیثوں کی صحت کرائی تھی“ (ازالہ اوہام ص ۷۷ ج ۳)

غرض علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے ان تمام روایات کو جمع کرنے کے بعد انکا جو جواب تحریر کیا ہے۔ اے کاش! قادیانیوں کیلئے ہدایت کا باعث بن جائے۔ جو یہ ہے۔

”حافظ ابن حجر اصاہ میں فرماتے ہیں کہ یہ روایت میں نہیں جانتا کہ اس کا کیا مطلب ہے؟ ہر چند کہ یہ تین صحابہ سے مروی ہے (لیکن غلط ہے) اس لئے کہ صحابہ کرامؓ سے متعلق یہ خیال نہیں کیا جاسکتا کہ انھوں نے ایسی بات کہی ہو۔ علامہ جلال الدین فرماتے ہیں (اگر یہ صحیح ہوتی بھی) تو یہ قضیہ شرطیہ ہے اس کا وقوع لازم نہیں۔

(الحاوی للفتاویٰ ص ۱۰۰ ج ۲)

جواب نمبر ۳۔ اگر یہ روایت کہیں سند سے مذکور بھی ہوتی تو بھی واحد ہونے کا۔ سے اور احادیث صحیحہ متواترہ کے خلاف ہونے کے باعث قابل توجیہ یا قابل ردھی۔ جیسا کہ مدارج النبوت میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ یہی کہا جائے گا کہ اگر رحمت دو عالم ﷺ کے بعد نبوت جاری ہوتی اور ابراہیم زندہ رہتے تو ان میں نبی بننے کی صلاحیت تھی۔ (۷۹، طبع دہلی)

مگر چونکہ آپ ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہے تو صلاحیت ہونے کے باوجود بھی نبی نہیں بن سکتے تھے۔ جیسا کہ حضرت عمرؓ کے متعلق معروف روایت ہے ”لو کان بعدی نبی لکان عمر“ حضرت عمرؓ میں بالقوة نبی بننے کی صلاحیت موجود تھی مگر آپ ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کے باعث بالفعل نبی نہیں بن سکے۔

جواب نمبر ۴۔ اس میں حرف لو قابل توجہ ہے۔ لو، عربی میں محال کے لئے آتا ہے۔ جیسے: لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا“ (انبیاء ۲۲) میں تعلیق محال ہے، اسی طرح اس روایت میں بھی تعلیق بالمحال ہے ”لو عاش ابراہیم“ بعد تقدیر موت کے، حیات ابراہیم محال ہے۔ لہذا ان کا نبی ہونا بھی محال ہوا۔ کیوں کہ معلق علی المحال بھی محال ہی ہوتا ہے۔ پس اگر اسکی سند صحیح بھی ہو تب بھی یہ ممتنع الوقوع ہے۔

حدیث: ولا تقولوا لانی بعدہ .

قادیانی استدلال - حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں ”قولوا خاتم النبیین ولا تقولوا لانی بعدہ“ (مجمع البحار ص ۸۵۔ درمنثور ص ۲۰۴ ج ۵) اس سے ثابت ہوا کہ ان کے نزدیک نبوت جاری ہے۔

جواب نمبر ۱ - حضرت عائشہ صدیقہؓ کی طرف اس قول کی نسبت بے اصل اور بے سند، باطل اور مردود ہے۔ دنیا کی کسی کتب میں اسکی سند مذکور نہیں۔ ایک بے سند قول سے نصوص قطعیہ اور احادیث متواترہ کے خلاف استدلال کرنا سراپا دجل و فریب ہے۔

جواب نمبر ۲ - رحمت دو عالم ﷺ فرماتے ہیں ”انا خاتم النبیین لا نبی بعدی“ حضرت عائشہؓ کا قول صریحاً اس فرمان نبوی کے خلاف ہے۔ اس تعارض میں یقیناً قول نبیؐ کو ترجیح دیجائے گی۔ پھر حدیث ’لانی بعدی‘ متعدد صحیح اسناد سے مذکور ہے۔ جبکہ قول عائشہؓ کی سند ہی نہیں تو صحیح حدیث کے مقابلہ میں یہ کیسے حجت ہو سکتا ہے؟

جواب نمبر ۳ - خود حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے ”لم یبق من النبوت شینی الا المبشرات“ (کنز العمال ص ۸۳ ج ۸) تو اس واضح فرمان کے بعد اس بے سند قول کو حضرت صدیقہؓ کی طرف منسوب کرنے کا کوئی جواز ہی باقی نہیں رہتا۔

جواب نمبر ۴ - قادیانی دجل و فریب ملاحظہ ہو، کہ مجمع البحار سے نقل کرتے وقت قادیانی صرف آدھی بات نقل کرنے کی جرات کرتے ہیں۔ اگر پوری بات نقل کریں تو دنیا ان کے استدلال پر تھو تھو، کرے گی۔ غور فرمائیے اسی سے آگے روایت میں یہ جملہ بھی ہے ”هَذَا نَاطِرُ الْإِزْوَاجِ عَلَى عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ (مجمع البحار ص ۸۵) اب اگر ان کا، یا حضرت مغیرہؓ کا قول ”حسبك اذا قلت خاتم الانبياء“ وغیرہ جیسے آتے ہیں تو ظاہر ہے کہ ان سب کا مقصد یہی ہے کہ ان کے ذہن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا مسئلہ تھا۔ کہ یہ نہ کہو کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اسلئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا۔ ہاں! خاتم النبیین ﷺ کے بعد کوئی نبی بنایا نہیں جائے گا۔ اس لئے کہ عیسیٰ علیہ السلام ”ممن نبی قبلہ“ وہ آپ ﷺ سے پہلے نبی بنائے جا چکے ہیں۔

جواب نمبر ۵۔ اس قول میں بعدہ خبر کے مقام پر آیا ہے اور خبر افعال عامہ یا افعال خاصہ سے محذوف ہے۔ اس لئے اس کا پہلا معنی یہ ہوگا ”لانی مبعوث بعدہ“ حضور ﷺ کے بعد کو نبی مبعوث نہیں ہوگا۔ مرقات حاشیہ مشکوٰۃ شریف پر یہی ترجمہ مراد لیا گیا ہے جو صحیح ہے۔ دوسرا معنی ہوگا۔ لانی خارج بعدہ۔ حضور ﷺ کے بعد کسی نبی کا ظہور نہیں ہوگا۔ یہ معنی غلط ہے اس لئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے۔ حضرت مغیرہؓ نے انھیں معنوں کے اعتبار سے ”لا تقولوا لانی بعدہ“ میں ممانعت فرمائی ہے جو سو فیصد ہمارے عقیدہ کے مطابق ہے۔

تیسرا معنی ہوگا ”لانی حسی بعدہ“ اس معنی کے اعتبار سے حضرت عائشہؓ نے ”لا تقولوا لانی بعدہ“ میں ممانعت فرمائی ہے۔ اس لئے کہ خود ان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی روایات منقول ہیں۔ اور ان کے نزدیک حضرت عیسیٰ ابھی زندہ ہیں جو آسمان سے نزول فرمائیں گے۔

جواب نمبر ۶۔ مرزا قادیانی نے لکھا ہے۔

”دوسری کتب حدیث (بخاری اور مسلم کے علاوہ) صرف اس صورت میں قبول کے لائق ہونگے کہ قرآن اور بخاری اور مسلم کی متفق علیہ حدیث سے مخالف

نہ ہوں“ (آریہ دھرم، درحاشیہ ص ۶۰ ج ۱۰)

جب صحیحین کے مخالف مرزا کے نزدیک کوئی حدیث کی کتاب قابل قبول نہیں تو حضرت عائشہ صدیقہؓ کی طرف منسوب بے سند قول غیر صحیحین سے قابل قبول کیوں ہوگا؟ نیز مرزا نے اپنی تصنیف کتاب البریہ ص ۲۱۷ ج ۱۳ پر تحریر کیا ہے کہ ”حدیث لانی بعدی ایسی مشہور تھی کہ کسی کو اس کی صحت میں کلام نہ تھا“ تو سوال یہ ہے کہ کیا یہ ممکن ہے کہ حضرت عائشہؓ نے ایسی مشہور صحیح حدیث کے خلاف کچھ فرمایا ہو؟

جواب نمبر ۷۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کا یہ قول اگر صحیح ہوتا، تو بھی مرزا بیت کے منہ پر یہ ایک زوردار جوتا تھا۔ اس لئے کہ بخاری شریف کتاب العلم ص ۲۴ ج ۱ میں حضرت عائشہؓ سے ہی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ قوم تازہ تازہ ایمان لائی ہے ورنہ میں بیت اللہ شریف کو توڑ کر دو دروازہ کر دیتا۔ ایک سے لوگ داخل ہوتے دوسرے سے نکل

جاتے۔ اس حدیث کو لانے کے لئے امام بخاریؒ نے باب باندھا ہے ”باب من ترک بعض الاختیار مخافة ان يقصر فهم بعض الناس فيقعوا في اشد منه“ کہ جب اس بات کا اندیشہ ہو کہ قاصر الفہم لوگ خرابی میں مبتلا ہو جائیں گے۔ تو امر مختار کے اظہار کو ترک کر دے۔ یہ روایت حضرت عائشہ صدیقہؓ سے بخاری میں موجود ہے۔ کوئی شخص لا نبی بعدی کی روایت سے قادیانی دجالوں کی طرح حضرت عیسیٰ کی آمد کا انکار نہ کر دے، اس لئے امر مختار ”لا نبی بعدی“ کو آپ نے ترک کرنے کا حکم دیا۔ اسکی شاہد حضرت مغیرہؓ کی طرف منسوب وہ روایت ہے جو درمنثور ص ۲۰۲ ج ۵، پر ہے۔ کہ کسی نے حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کے سامنے ”خاتم الانبیاء لا نبی بعدی“ کہا تو حضرت مغیرہؓ نے فرمایا حسبک اذا قلت خاتم الانبیاء فانما کنا نحدث ان عیسیٰ خارج فان هو خرج فقد کان قبلہ وبعده۔ جواب نمبر ۸۔ اب قول عائشہ صدیقہؓ اور قول مغیرہ بن شعبہؓ، دونوں کی مکمل عبارتیں مع ترجمہ و تشریح ملاحظہ فرمائیے۔

”وفی حدیث عیسیٰ انه یقتل الخنزیر ویکسر الصلیب ویزید فی الحلال ای یزید فی حلال نفسه بان یتزوج ویولد له وکان لم یتزوج قبل رفعه الی السماء فزاد بعد الهبوط فی الحلال فحینئذ یومن کل احد من اهل الکتاب یتیقن بانه بشر وعن عائشہؓ قولوا انه خاتم الانبیاء ولا تقولوا لا نبی بعده لانه اراد لا نبی ینسخ شرعه“ (مجموع البحار ص ۸۵)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں ہے کہ وہ نزول کے بعد خنزیر کو قتل کریں گے۔ اور صلیب کو توڑیں گے اور اپنے نفس کی حلال چیزوں میں اضافہ کریں گے یعنی نکاح کریں گے اور آپ کی اولاد ہوگی۔ کیوں کہ حضرت عیسیٰ نے آسمان پر اٹھائے جانے سے پہلے نکاح نہیں فرمایا تھا۔ آسمان سے اترنے کے بعد نکاح فرمائیں گے۔ (جو لوازم شریعت سے ہے) پس اس حال کو دیکھ کر اہل کتاب میں سے ہر ایک شخص ان کی نبوت پر ایمان لا ئے گا اور اس بات کا یقین کرے گا کہ بلا شک حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک بشر ہیں خدا نہیں۔ جیسا کہ نصاریٰ اب تک سمجھتے رہے۔ اور حضرت عائشہؓ سے جو یہ منقول ہے کہ وہ فرماتی تھیں کہ آپ ﷺ کو خاتم النبیین کہوا اور یہ نہ کہو کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں۔

ان کا یہ ارشاد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے پیش نظر رکھ کر تھا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دنیا میں آنا ”لانی بعدی“ کے منافی نہیں کیوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد حضور ﷺ ہی کی شریعت کے متبع ہونگے۔ اور لانی بعدی کی مراد یہ ہے کہ کوئی ایسا نبی نہ آئے گا جو آپ ﷺ کی شریعت کا ناخ ہو۔

اور اسی قسم کا قول حضرت مغیرہ ابن شعبہ سے منقول ہے:

عن الشعبي قال قال رجل عند المغيرة بن شعبه صلى الله على النبي محمد خاتم الانبياء لا نبى بعده فقال المغيرة بن شعبه حسبك اذا قلت خاتم الانبياء فانا كنا نحدث ان عيسى عليه السلام خارج فان هو خرج فقد كان قبله وبعده“ (تفسير درمنثور ج ۲ ص ۵۴۰)

شعبي سے منقول ہے کہ ایک شخص نے حضرت مغیرہ کے سامنے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ رحمت نازل کرے محمد ﷺ پر جو خاتم الانبیاء ہے اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں۔ حضرت مغیرہ نے فرمایا خاتم الانبیاء کہہ دینا کافی ہے۔ یعنی لانی بعدی کہنے کی ضرورت نہیں۔ کیوں کہ ہم کو یہ حدیث پہنچی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام پھر تشریف لائیں گے۔ پس جب وہ آئیں گے تو ایک ان کا آنا محمد ﷺ سے پہلے ہوا اور ایک آنا محمد ﷺ کے بعد ہوگا۔

پس جس طرح مغیرہ ختم نبوت کے قائل ہیں مگر محض عقیدہ نزول عیسیٰ ابن مریم کی حفاظت کے لئے لانی بعدی کہنے سے منع فرمایا اسی طرح حضرت عائشہ صدیقہؓ نے ختم نبوت کے عقیدہ کو تو خاتم النبیین کے لفظ سے ظاہر فرمایا اور اس موہم لفظ کے استعمال سے منع فرمایا۔ کہ جس لفظ سے عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے خلاف کا ابہام ہوتا تھا۔ ورنہ حاشا وکلا، یہ مطلب ہرگز نہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ حضور ﷺ کے بعد کسی قسم کی نبوت کو جائز کہتی ہیں۔

عجیب بات ہے کہ مرزائی صاحبان کے نزدیک ایک مجہول الاسناد اثر تو معتبر ہو جائے اور صحیح اور صریح روایتوں کا دفتر معتبر نہ ہو۔ اصل بات یہ ہے کہ جو لفظ ان کے خواہش کے مطابق کہیں سے مل جائے، وہ تو قبول ہے اور جو آیت اور حدیث خواہ کتنی صریح اور صاف کیوں نہ ہو وہ نامقبول ہے ”افکلّمَا جَاءَ كُمْ رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوَىٰ اَنفُسُكُمْ اسْتَكْبَرْتُمْ“ (بقرہ ۸۷) اور یہ پھر حضرت عائشہؓ اور حضرت مغیرہؓ دونوں کے اقوال سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے مسئلہ کے پیش نظر ہے۔ ان کے مح نظر کو، قادیانی، نظر انداز کر دیتے ہیں۔

قرآن مجید نے اس یہودیانہ قادیانی تحریف کے مد نظر کیا سچ فرمایا ”اَفْتَوٰ مُنَوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ“ (سورہ بقرہ ۸۵)

مرزائی مفسر کی شہادت

محمد علی لاہوری بیان القرآن میں لکھتے ہیں:

”اور ایک قول حضرت عائشہ صدیقہؓ کا پیش کیا جاتا ہے جس کی سند کوئی نہیں ”قولوا خاتم النبیین ولا تقولوا لا نبی بعدہ“ خاتم النبیین کہو اور یہ نہ کہو کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور اس کا یہ مطلب لیا جاتا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے نزدیک خاتم النبیین کے معنی کچھ اور تھے اور کاش وہ معنی بھی کہیں مذکور ہوتے۔ حضرت عائشہؓ کے اپنے قول میں ہوتے، کسی صحابی کے قول میں ہوتے، نبی کریم ﷺ کی حدیث میں ہوتے، مگر وہ معنی دوطن قائل ہے۔ اور اس قدر حدیثوں کی شہادت جن میں خاتم النبیین کے معنی لا نبی بعدی کئے گئے ہیں ایک بے سند قول پر پس پشت پھینکی جاتی ہیں۔ یہ غرض پرستی ہے خدا پرستی نہیں، کہ رسول اللہ ﷺ کی تیس حدیثوں کی شہادت ایک بے سند قول کے سامنے رد کی جاتی ہیں۔ اگر اس قول کو صحیح مانا جائے تو کیوں اس کے معنی یہ نہ کئے جائیں کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کا مطلب یہ تھا کہ دونوں باتیں اکٹھی کہنے کی ضرورت نہیں خاتم النبیین کافی ہے۔ جیسا کہ مغیرہ بن شعبہؓ کا قول ہے کہ ایک شخص نے آپ کے سامنے کہا ”خاتم الانبیاء ولا نبی بعدہ“ تو آپ نے فرمایا کہ خاتم الانبیاء تجھے کہنا بھبی ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ آپ کا مطلب ہو کہ جب اصل الفاظ خاتم النبیین واضح ہے تو وہی استعمال کرو یعنی الفاظ قرآنی کو الفاظ حدیث پر ترجیح دو۔ اس سے یہ کہاں نکلا کہ آپ الفاظ حدیث کو صحیح نہ سمجھتی تھیں؟ اور اتنی حدیثوں کا مقابل اگر ایک حدیث ہوتی تو وہ بھی قابل قبول نہ ہوتی۔ چہ جائے کہ صحابیؓ کا قول جو شرعاً حجت نہیں“ (مرزائی تفسیر بیان القرآن ص ۱۱۰۳، ۱۱۰۴ ج ۲)

قادیانی سوال

اگر اس قول عائشہ صدیقہؓ کی سند نہیں تو کیا ہوا۔ تعلیقات بخاری کی بھی سند نہیں۔

جواب

یہ بھی قادیانی دجل ہے ورنہ فتح الباری کے مصنف علامہ ابن حجر نے ایک مستقل کتاب

تصنیف کی ہے۔ جس کا نام تعلیق التعلیق ہے۔ اس میں تعلیقات صحیح بخاری کو موصول کیا ہے۔

حدیث: مسجدی آخر المساجد

قادیانی استدلال - حضور ﷺ نے فرمایا ”مسجدی آخر المساجد“ ظاہر ہے کہ حضور ﷺ کی مسجد کے بعد دنیا میں ہر روز مسجدیں بن رہی ہیں۔ تو آپ کے آخر النبیین کا بھی یہی مطلب ہوگا۔ اور آپ ﷺ کے بعد نبی بن سکتے ہیں۔

جواب - یہ اشکال بھی قادیانی دجل کا شاہکار ہے اس لیے کہ جہاں ”مسجدی آخر المساجد“ کے الفاظ احادیث میں آئے ہیں وہاں روایات میں ”آخر مساجد الانبیاء“ کے الفاظ بھی آئے ہیں۔ تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت مبارکہ یہ تھی کہ وہ اللہ رب العزت کا گھر (مسجد) بناتے تھے۔ تو انبیاء کرام کی مساجد میں سے آخری مسجد ”مسجد نبوی“ ہے۔ یہ ختم نبوت کی دلیل ہوئی نہ کہ اجرائے نبوت کی۔ الترغیب والترہیب میں آخر مساجد الانبیاء کے الفاظ صراحت کے ساتھ مذکور ہیں۔ نیز کنز العمال میں بھی ص ۶۲۵ ج ۶، باب فضل الحرمین میں حضرت عائشہ صدیقہؓ سے منقول ہے۔ ”عن عائشہؓ قالت قال رسول اللہ ﷺ انا خاتم الانبیاء و مسجدی خاتم مساجد الانبیاء۔“

حدیث: انک خاتم المهاجرین

قادیانی استدلال - حضور ﷺ نے اپنے چچا حضرت عباسؓ سے فرمایا ”اطمنن یا عم فانک خاتم المهاجرین فی الهجرة کما انا خاتم النبیین فی النبوة“ اگر حضرت عباسؓ کے بعد ہجرت جاری ہے تو حضور ﷺ کے بعد نبوت بھی جاری ہے۔

جواب - قادیانی اس روایت میں دجل و فریب سے کام لیتے ہیں۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ حضرت عباسؓ مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ روانہ ہو گئے تھے۔ مکہ مکرمہ سے چند ہی میل کا سفر کئے تھے کہ دیکھا، حضور ﷺ مدینہ طیبہ سے دس ہزار قدسیوں کا لشکر لیکر مکہ شریف فتح کرنے کے لئے تشریف لارہے ہیں۔ راستہ میں ملاقات ہوئی تو حضرت عباسؓ نے افسوس ظاہر فرمایا کہ میں ہجرت کی فضیلت سے محروم رہا۔ حضور ﷺ نے حضرت عباسؓ کو تسلی اور حصول ثواب کی بشارت دیتے ہوئے یہ فرمایا۔ اس لئے کہ مکہ مکرمہ سے واقعی ہجرت

کرنے والے آخری مہاجر حضرت عباسؓ تھے۔ کیوں کہ ہجرت دار الکفر سے دار الاسلام کی طرف کی جاتی ہے۔ مکہ مکرمہ آنحضرت ﷺ کے ہاتھوں ایسا فتح ہوا جو قیامت کی صبح تک دار الاسلام رہے گا۔ تو مکہ مکرمہ سے آخری مہاجر حضرت عباسؓ ہوئے۔ لہذا آپ ﷺ کا فرمانا کہ اے چچا تم آخری مہاجر ہو تمہارے بعد جو بھی مکہ مکرمہ چھوڑ کر آئے گا اسے مہاجر کا لقب نہیں ملے گا۔ اس لئے امام بخاریؒ فرماتے ہیں ”لا ہجرۃ بعد الفتح“ (بخاری ص ۴۳۳ ج ۱) حضرت حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں ہاجر قبل الفتح بقلیل وشہد الفتح“ حضرت عباسؓ نے فتح مکہ سے قدرے پیشتر ہجرت کی اور آپ فتح مکہ میں حاضر تھے۔ (اصابہ ص ۲۷۱ ج ۲) معلوم ہوا کہ اس واقعہ کو اجرائے نبوت کے لئے بطور تشبیہ استعمال کرنا قادیانیوں کی جہالت کا شاہکار ہے۔

حدیث: ابو بکر خیر الناس بعدی۔

قادیانی استدلال۔ ابو بکر خیر الناس الا ان یكون نبیا“ ابو بکر تمام لوگوں سے افضل ہیں۔ مگر یہ کہ کوئی نبی ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبوت جاری ہے۔

جواب نمبر ۱۔ الناس سے مراد عام لوگ ہیں، نبی نہیں۔ اگر الناس سے مراد نبی ہو تو آپ کو خیر الناس کا لقب نہیں ملے گا۔ اس کی تائید واقعات عالم کے علاوہ، دو روایتیں بھی کرتی ہیں جو آپ کی فضیلت میں وارد ہوئی ہیں۔ گویا آسان لفظوں میں اس کا مفہوم یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے علاوہ باقی تمام لوگوں سے افضل حضرت ابو بکر صدیقؓ ہیں۔

جواب نمبر ۲۔ یہ روایت کنز العمال ص ۱۶۱ ج ۱۲ (مطبوعہ دکن) کی ہے۔ اس کے آگے ہی لکھا ہے ”ہذا الحدیث احد ما انکر“ یہ روایت ان میں سے ایک ہے جس پر انکار کیا گیا ہے۔ معلوم ہوا کہ ایسی منکر روایت سے عقیدہ کیلئے استدلال قادیانی دجل کا شاہکار ہے۔

جواب نمبر ۳۔ حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے ”ما ضحیٰ النبیین والمرسلین ولا صاحب ینسین افضل من ابی بکر“ رحمت دو عالم ﷺ سمیت تمام انبیاء و مرسل کے صحابہ سے ابو بکر افضل ہیں۔ (کنز العمال ص ۱۵۹ ج ۱۲ روایت نمبر ۸۰۴)

حاکم میں ابو ہریرہؓ سے کنز العمال میں ص ۱۸۰ ج ۱۲ پر روایت کے یہ الفاظ ہیں ”ابو

بکرو و عمر خیر الاولین و الآخرین و خیر اهل السموات و خیر اهل الارضین الا النبیین و المرسلین “ زمینوں و آسمانوں کے تمام اولین و آخرین سوائے انبیاء و مرسلین کے باقی سب سے ابوبکر و عمر افضل ہیں۔ (کنز العمال میں ص ۱۸۰ ج ۱۲)

ان تمام روایات کو سامنے رکھیں تو مطلب واضح ہے کہ انبیاء کے علاوہ باقی سب سے افضل ابوبکر ہیں۔ ان تمام روایات کے سامنے آتے ہی قادیانی دجل پارہ پارہ ہو جاتا ہے۔

حدیث: انا مقفی

قادیانی استدلال۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں ”انا مقفی“ یعنی آپ ﷺ کے بعد جو نبی آئیں گے آپ ان کے مقفی یعنی مطاع ہونگے۔

جواب۔ ”وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهِ بِالرُّسُلِ“ (بقرہ ۸۷) آیت کریمہ دلالت کر رہی ہے کہ یہاں الذی مقفی بہ سب کے آخر میں آنے والے کا معنی دیتا ہے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے ”انا محمد و احمد و المقفی“ قال النووی المقفی العاقب“ امام نووی فرماتے ہیں کہ مقفی کے معنی آخر میں آنے والے کے ہیں لہذا آخر میں آنے والے کسی نبی کے مطاع، کا معنی قادیانی تحریف ہے۔

حدیث: اذا هلك كسرى

قادیانی استدلال۔ لانبی بعدی میں لائفی کمال کے لئے ہے۔ یعنی کامل تشریحی نبی آپ ﷺ کے بعد نہ ہونگے بلکہ غیر تشریحی ہونگے۔ جیسے کہ ”اذا هلك كسرى فلا كسرى بعده و اذا هلك قيصر فلا قيصر بعده“ ہے۔

جواب کبیرا۔ لانبی بعدی میں لائفی جنس کا ہے۔ جیسے ”ذالک الكتاب لا ريب فيه“ اور لاله الا الله میں جیسا کہ خود مرزا قادیانی نے بھی لکھا ہے ”حدیث لانبی بعدی میں لائفی عام ہے“ (ایام الصلح خ ص ۳۹۳ ج ۱۲)

جہاں تک ”اذا هلك كسرى“ کا تعلق ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ کسریٰ و قیصر کسی خاص آدمی کے نام نہیں بلکہ جاہلیت میں فارس و روم کے بادشاہوں کے لقب تھے جب قریش مسلمان ہو گئے اور انھیں خوف ہوا کہ اب ہمارا داخلہ شام و عراق میں بند ہو جائیگا تو

حضور ﷺ نے مومنین کی تسلی کیلئے فرمایا کہ تمہاری تجارت گاہیں ان کے وجود ہی سے پاک کر دی جائیں گی۔ جب مملکت فارس اسلام کے قبضہ میں آجائیگا تو کسریٰ کا لقب جاتا رہیگا اور مملکت روم کے آجانے سے لقب قیصر بھی جاتا رہے گا۔ چنانچہ آپ ﷺ کی پیشینگوئی حرف بحرف سچی ہوئی۔ اور ایسا ہوا کہ کسریٰ اور کسرویت کا تو بالکل خاتمہ ہو گیا۔ اور قیصر نے ملک شام چھوڑ کر اور وہاں سے بھاگ کر اور جگہ پناہ لی۔

علامہ نوویؒ نے ص ۳۹۶ ج ۲ میں لکھا ہے ”قال الشافعی وسائر العلماء معناه لا یکون کسری بالعراق و قیصر بالشام کما کان فی زمانہ ﷺ فاعلمنا بانقطاع ملکهما فی ہذین الاقلیمین“

امام شافعی اور تمام علما نے فرمایا ہے کہ اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ کسریٰ، عراق میں اور قیصر، شام میں باقی نہ رہیگا۔ جیسا کہ حضور ﷺ کے زمانہ میں تھے۔ پس حضورؐ نے ان کے انقطاع سلطنت کی خبر دی کہ دونوں اقلیموں میں ان کی سلطنت باقی نہ رہے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ لہذا یہ حدیث شریف اپنے ظاہری معنی پر ہی مستعمل ہے۔ اس میں مرزائی دوسوہ کا شبابہ ہی نہیں۔

جواب نمبر ۲۔ حضور ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا ”اماتری انت منی بمنزلہ ہارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی“ کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ اے علیؓ تو میرے جیسا کامل نبی نہیں ہوگا؟ مگر گھٹیا نبی ہوگا؟ (معاذ اللہ)

جواب نمبر ۳۔ آنحضرت ﷺ سے پہلے صاحب کتاب اور بغیر کتاب نبی آتے رہے (اخبار بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء) قادیانیوں کے اس فیصلے سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ جو خاتم النبیین کہا گیا تو دونوں قسم کے انبیاء کے آپ خاتم ہوئے۔ اب اگر آپ ﷺ کے بعد کوئی بغیر کتاب ہی کے سہی، نبی آجائے تو سوال یہ ہے کہ آپ خاتم الانبیاء کیسے ہوئے؟ اور آپ ﷺ کی فضیلت ہی کیارہی؟

جواب نمبر ۴۔ اگر لا نبی بعدی میں لا، نفی کمال کے لئے ہے۔ یعنی آپ ﷺ جیسا کوئی نبی نہیں آئے گا۔ تو اس لحاظ سے تو موسیٰ علیہ السلام بھی خاتم الانبیاء ہوئے۔ اسلئے کہ ان کے بعد جتنے خلفا آئے کوئی ان جیسا نہ ہوا جیسا کہ خود مرزا نے لکھا ہے۔

اللہ جل شانہ نے حضرت موسیٰ کو اپنی رسالت سے مشرف کر کے پھر بطور اکرام و انعام خلافت ظاہری اور باطنی کا ایک لمبا سلسلہ ان کی شریعت میں رکھ دیا..... اس عرصہ میں صد ہا بادشاہ اور صاحب وحی والہام شریعت موسوی میں پیدا ہوئے..... ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور بہت سے رسل اس کے پیچھے آئے“ (شہادت القرآن ص ۳۲۲ ج ۶) لیکن مرزائی اس معنی کے حساب سے حضرت موسیٰ کو خاتم الانبیاء نہیں مانتے لہذا ان کا استدلال خود بخود باطل ہو جاتا ہے۔

جواب نمبر ۵۔ مرزا نے لکھا ہے ”حدیث لانی بعدی میں بھی نفی عام ہے۔ پس یہ کس قدر جرأت و دلیری اور گستاخی ہے کہ خیالات رکیکہ کی پیروی کر کے نصوص صریح قرآن کو عدا چھوڑ دیا جائے۔ اور خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جائے (یامہ اصحٰخ ص ۳۹۳ ج ۱۴) لہذا مرزائیوں کو خیالات رکیکہ چھوڑ کر مرزائیت کے لغو استدلال اور مرزائیت سے توبہ کر لینا چاہئے۔

حدیث: رویا المسلمین جزء من اجزاء النبوة

قادیانی استدلال:- نیک خواب نبوت کا چھیا لیسواں حصہ ہے۔ جو امت محمدیہ میں باقی ہے۔ اسی جز کے اعتبار سے نبوت باقی ہے اور ایسے نبی آ سکتے ہیں۔

جواب:- اگر ایک اینٹ کو مکان، نمک کو پلاؤ اور ایک دھاگہ کو کپڑا اور ایک رسی کو چار پائی نہیں کہہ سکتے تو نبوت کے ۴۶ واں جز کو بھی نبوت نہیں کہہ سکتے۔ اور یہ ایک بدیہی امر ہے۔

حدیث: انا العاقب

قادیانی استدلال:- حدیث انا العاقب والعاقب الذی لیس بعده نبی“ میں قادیانی کہتے ہیں کہ نبوت کی نفی راوی کا اپنا خیال ہے۔ حضور ﷺ کی زبان سے ثابت نہیں۔

جواب:- یہ غلط ہے جس کسی نے کہا ہے خود اس کا یہ خیال ہے ورنہ حدیث میں کوئی تفریق نہیں۔ عاقب کے یہ معنی خود رسول اللہ ﷺ نے کئے ہیں۔ چنانچہ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں ”وفی رواية سفيان بن عيينة عند الترمذی وغيره بلفظ الذی لیس بعده نبی“ (فتح الباری ص ۳۱۳ ج ۱۴۔ ترمذی ص ۱۱۱ ج ۲)

سفیان بن عیینہ کی مرفوع حدیث میں امام ترمذی وغیرہ کے نزدیک یہ لفظ ہے۔ میں عاقب ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

لہذا ثابت ہوا کہ عاقب کی تفسیر میں جو الفاظ وارد ہیں وہ کلمات مرفوع ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے خود ہی فرمائے ہیں۔ حدیث عاقب کی تشریح از ملا علی قاریؒ ملاحظہ ہو:

”والعاقب الذی لیس بعده نبی قیل هذا قول الزهري وقال العسقلاني ظاهره انه مدرج لكنه وقع في رواية سفیان بن عیینہ عند الترمذی ای فی الجامع بلفظ الذی لیس بعدی نبی“ (المجمع الوسائل ج ۱ ص ۱۸۳)

لہذا ثابت ہوا کہ عاقب کی تفسیر میں جو الفاظ وارد ہیں وہ کلمات مرفوع ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے خود ہی ارشاد فرمائے ہیں۔

مزید برآں شمائل کی شرح (جو جمع الوسائل شرح الشمائل مصری ملا علی قاری کے حاشیہ پر چڑھی ہوئی ہے) کرتے ہوئے علامہ عبدالرؤف السناوی المصری نے متن میں ”بعدی“ کو نقل فرمایا ہے۔

اسی طرح چوتھی صدی کے مشہور محدث حافظ ابن عبدالبرؒ نے روایت مذکور پوری نقل فرمائی ہے:

”قال..... وانا الخاتم ختم الله بى النبوة وانا العاقب فليس بعدى نبى“

کتاب الاستیعاب بر حاشیا ص ۱۳۷ مطبوعہ مصر ۱۳۷۷ھ

آنحضرت ﷺ نے فرمایا میں خاتم ہوں اللہ نے نبوت میرے ساتھ ختم کر دی ہے اور میں عاقب ہوں۔ پس میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

اسی طرح چھٹی صدی کے مشہور محدث قاضی عیاضؒ بھی لکھتے ہیں: ”وفى الصحيح

انا العاقب الذی لیس بعدی نبی“ (کتاب الشفاء مطبوعہ استنبول ص ۱۹۱ ج ۱ ترمذی ص ۱۱۱ ج ۲)

یعنی آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں عاقب ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

ایسا ہی تفسیر خازن (سورۃ صف) میں ہے: ”انا العاقب الذی لیس بعدی نبی“۔ ان کتابوں (شفاء کتاب الاستیعاب، خازن، فتح الباری اور شرح الشمائل) میں لفظ بعدی موجود ہے۔ جس سے ثابت ہے کہ یہ تفسیر نبوی ہے۔ (ص ۱۷۷ طبع مصر ۱۳۳۹ھ)

قادیانی اعتراض

صحابہ ستہ جو حدیث کی معتبر کتابیں ہیں۔ ان میں یوں نہیں آیا۔ لہذا حجت نہیں ہے۔
جواب۔ صحابہ ستہ میں سے جامع ترمذی میں یوں ہی موجود ہے۔ چنانچہ ترمذی ابواب الاستیذان والادب باب ماجاء فی اسماء النبی میں حدیث صحیح مرقوم ہے: ”وانا عاقب الذی لیس بعدی نبی۔“ (دیکھو ترمذی مطبوعہ مصر ص ۱۳۷ ج ۲ طبع ۱۳۹۲ھ مطبع مجتہائی دہلی ص ۱۰۷ ج ۲ طبع ۱۳۲۸ھ مطبوعہ مجیدی پریس کانپور ص ۱۱۲ ج ۲)

اعلان۔ ترمذی مطبوعہ ہند کے بعض نسخوں (مطبوعہ احمدی وغیرہ) میں اس مقام پر بعدہ غلط طبع ہو گیا ہے۔ ناظرین سے التماس ہے کہ ترمذی کے اس مقام کو درست کر لیں۔ اور بجائے بعدہ کے بعدی بنالیں۔ محدثین شارحین نے بھی ترمذی کے حوالہ سے بعدی نقل کیا ہے۔ (دیکھو فتح الباری پ ۱۴ ص ۳۱۳۔ اسی طرح زرقاتی نے شرح مؤطا میں حوالہ ترمذی بعدی نقل کیا ہے۔ ص ۲۷۲ ج ۳ مطبوعہ مصر)

تشریح لفظ عاقب از علامہ ابن قیم

”والعاقب الذی جاء عقب الانبياء فليس بعده نبى فان العاقب هو الآخر فهو بمنزلة الخاتم ولهذا سمي العاقب على الاطلاق اى عقب الانبياء جاء عقبهم۔ زوال العادج ص ۳۳

حدیث: قصر نبوت

قادیانی۔ اول تو نبی ﷺ کو محل کی ایک اینٹ قرار دینا آپ ﷺ کی توہین ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ کا درجہ بہت بلند ہے۔ پھر اس کا یہ مطلب بتایا ہے کہ آپ ﷺ نے پہلی شرائع کو کامل کر دیا ہے اور شریعت کے محل کو مکمل کر دیا۔ حدیث میں پہلے انبیاء کا ذکر ہے بعد میں آنے والے کا نہیں۔

جواب۔ محل کی تو ایک مثال ہے۔ شریعت وغیرہ کا اس حدیث میں کوئی ذکر نہیں۔ آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیین فرمایا۔ اور ساتھ یہ جان کر کہ آئندہ کذاب و دجال پیدا ہونے والے ہیں جن میں سے کوئی تو عذر کرے گا کہ میرا نام ”لا“ ہے اور حدیث میں لانبی بعدی آیا ہے۔ اور کوئی یہ عذر کرے گا کہ مردوں میں نبوت ختم ہے۔ میں

عورت ہوں اس لئے میرا دعویٰ خاتم النبیین کے منافی نہیں۔ اور کوئی یہ عذر کرے گا کہ دور محمد یہ میں نبوت ختم ہے نئی کتاب اور شریعت خاتم النبیین کے خلاف نہیں۔ (جیسا کہ بہائی مذہب والے کہتے ہیں) اور کوئی یہ عذر کرے گا کہ شریعت والی نبوت ختم ہے۔ بغیر شریعت کے نبی آ سکتا ہے جیسا کہ مرزا قادیانی نے کہا اور کوئی یہ عذر کرے گا کہ حدیث میں پہلے نبیوں کا ذکر ہے بعد کا نہیں۔ ان تمام باتوں کو ملحوظ رکھ کر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی زبان سے آیت کی وہ تفسیر کرائی جس سے تمام دجالوں کی تاویلات: ”ہباء منثورا“ ہو جاویں۔

چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرا خاتم النبیین ہونا ان معنوں سے ہے کہ جس طرح ایک محل بنایا جائے۔ جس کی تکمیل میں صرف ایک اینٹ کی کسر ہو۔ سو اسی طرح یہ سلسلہ انبیاء کا ہے جس میں کتاب والے آئے اور بلا کتاب والے بھی۔ یہ روحانی انبیاء کا سلسلہ چلتا چلتا اس مقام پر پہنچا کہ صرف ایک ہی نبی باقی رہ گیا۔ سو وہ نبی میں ہوں۔ جس کے بعد کوئی اور نبی نہیں ہوگا۔ اس مثال سے جملہ دجال و کذاب اشخاص کی تاویلات و اہیہ تباہ و برباد ہو کر رہ جاتی ہیں۔ نہ تشریحی و غیر تشریحی کا عذر نہ عورت و مرد کا امتیاز۔ نہ پہلے اور پچھلوں کا فرق۔ محل نبوت تمام ہو گیا۔ نبوت ختم ہو گئی اب بعد میں پیدا ہونے والے بموجب حدیث سوائے دجال و کذاب کے اور کسی خطاب کے حقدار نہیں۔

قادیانی اعتراض-۱

بعض روایات میں لفظ ”من قبلی“ موجود ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سب انبیاء کی مثال نہیں بلکہ گذشتہ انبیاء کی مثال ہے۔ نیز اس روایت سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ جس قسم کے پہلے نبی آیا کرتے تھے۔ اس قسم کے نبی اب ہرگز نہیں آئیں گے۔ جیسا کہ: ”من قبلی“ ظاہر کرتا ہے۔

جواب:- چونکہ سب انبیاء آپ ﷺ سے پہلے گزر چکے ہیں۔ اس لئے ”من قبلی“ بولا گیا ہے۔ نیز جملہ: ”ختم بی النبیان و ختم بی الرسل“ جریان نبوت کی فقط نفی کرتا ہے۔ دوسرے یہ کہ حدیث: ”من قبلی“ کے الفاظ خصوصیت سے قابل غور ہیں۔ جن سے انبیاء کا عموم بتلایا گیا ہے۔ اور جملہ ”ختم بی الرسل“ اور انا اللبنة وانا خاتم

النبيين“ اور ”فجنت انا و اتممت تلک اللبنة“ اس کی پوری تشریح کر رہے ہیں کہ شرعی یا غیر شرعی نبوت کی ہر قسم کی آخری اینٹ میں ہوں اور نبیوں کا اور ہر قسم کی نبوت کا ختم کرنے والا ہوں۔ میرے آنے سے وہ کی پوری ہو گئی جو ایک اینٹ کی جگہ باقی تھی۔ اب کسی قسم کے نبی پیدا نہیں ہونگے۔

پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ پہلے صرف بلا واسطہ نبی ہوتے تھے اور اب آنحضرت ﷺ کی وساطت سے ہوا کریں گے؟ اور خدا تعالیٰ کی سنت کی تبدیلی اور استثناء کس حرف سے معلوم ہوا؟

مرزا نے بھی لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ آخری نبی ہیں اور جامع الکملات بھی ہست او خیر الرسل خیر الانام ☆ ہر نبوت را بر و شد اختتام
(درشن فارسی ص ۱۱۳، سراج منیر ص ۹۳، ج ۹ ص ۱۲)

ہر نبوت ختم کا کیا معنی؟ اب مرزائی مرزا قادیانی پر کیا فتویٰ لگاتے ہیں۔ دیدہ باید

قادیانی اعتراض-۲

جب نبوت کے محل میں کسی نبی کی گنجائش نہیں رہی تو پھر آخر زمانہ میں عیسیٰ علیہ السلام کا تشریف لانا کس طرح ممکن ہو سکتا ہے؟

جواب۔ مثلاً کہا جاتا ہے کہ خاتم اولاد (سب سے آخر میں پیدا ہونے والا) اس کا یہ مطلب نہیں کہ پہلی اولاد کا صفایا ہو چکا ہے۔ اور سب مر گئے ہیں۔ اسی طرح خاتم النبیین سے کیسے سمجھ لیا گیا کہ تمام انبیاء سابقین پر موت طاری ہو چکی ہے؟ بلکہ مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کسی کو یہ عہدہ نبوت نہیں دیا جائے گا۔ اور ظاہر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو آپ ﷺ کے بعد عہدہ نبوت نہیں ملا۔ بلکہ آپ ﷺ سے پہلے مل چکا ہے۔ اور وہ اس وقت سے آخر عمر تک برابر اس وصف کے ساتھ متصف ہیں۔ پھر معلوم نہیں کہ آپ ﷺ کے خاتم النبیین ہونے اور نزول مسیح علیہ السلام کے عقیدہ میں کیا تعارض ہے؟

قادیانی اعتراض-۳

نبی ﷺ کو محل کی ایک اینٹ قرار دینا آپ ﷺ کی توہین ہے۔

جواب۔ اگر کوئی شخص یہ کہے فلاں شخص شیر ہے۔ تو کیا یہ مطلب ہے کہ وہ جانور ہے۔ جنگلوں میں رہتا ہے۔ اس کی دم بھی ہے اور بڑے بڑے ناخنوں اور بالوں والا ہے۔ کیا خوب یہ مبلغ علم و فہم؟۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مثال سمجھانے کے لئے دی ہے۔ اور اس میں توہین کہاں آگئی؟۔ اگر یہ توہین ہے تو پھر مرزا صاحب بھی اس توہین کے مرتکب ہوئے ہیں۔ یعنی یہی مثال مرزا نے دی ہے کہ:

”جود یوار نبوت کی آخری اینٹ ہے وہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں؟۔“

(سرمد چشم آریہ مصنف مرزا ص ۱۹۸ حاشیہ ص ۱۹۸ ج ۲)

اس توہین کا جو جواب مرزائی دیں وہی میری جانب سے تصور کر لیں۔

حدیث: ثلاثون کذابون

قادیانی:- تمیں دجال کی تعیین بتاتی ہے کہ بعد میں کچھ سچے بھی آئیں گے۔

جواب:- تمیں کی تعیین اس لئے ہے کہ کذاب و دجال صرف تمیں ہی ہونگے۔

چنانچہ حدیث کے الفاظ: ”لا تقوم الساعة حتی یخرج ثلاثون دجالون کلہم یزعم انہ رسول اللہ ابو داؤد“ (قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ تمیں دجال و کذاب پیدا نہ ہو لیں) صاف دال ہے کہ قیامت تک تمیں ہی ایسے ہونے والے ہیں ان سے زیادہ نہیں۔ خود مرزا صاحب بھی مانتے ہیں کہ یہ قیامت تک کی شرط ہے۔

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ دنیا کے آخر تک قریب تمیں کے دجال پیدا

ہوں گے“ (ازالہ ابہام ص ۱۹۷ ج ۳)

باقی رہا یہ کہ کچھ سچے بھی ہونگے سو اس کے جواب میں وہی الفاظ کافی جو آپ صلی اللہ

علیہ وسلم نے دجالوں کی تردید میں ساتھ ہی اس حدیث میں فرمائے ہیں: ”لانی بعدی“ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

قادیانی:- یہ دجال آج سے پہلے پورے ہو چکے ہیں۔ جیسا کہ اکمال الاکمال میں لکھا ہے۔

جواب:- حدیث میں قیامت تک شرط ہے۔ اکمال الاکمال والے کا ذاتی خیال

ہے۔ جو سند نہیں۔ بعض دفعہ ایک چھوٹے دجال کو بڑا سمجھ لیتا ہے۔ اسی طرح انہوں نے

اپنے خیال کے مطابق تعداد پوری سمجھ لی۔ حالانکہ مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت نے

وضاحت کر دی کہ ابھی اس تعداد میں کسر باقی ہے۔

مزید برآں حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری شرح صحیح بخاری میں اس سوال کو حل کرتے ہوئے فرمایا:

”ولیس المراد بالحديث من ادعى النبوة مطلقاً فانهم لا يحصون كثرة
لكون غالبهم ينشأ لهم ذلك عن جنون وسوءاء وانما المراد من قامت
له الشوكة - فتح الباری ص ۲۵۵ ج ۶“

اور ہر مدعی نبوت مطلقاً اس حدیث سے مراد نہیں۔ اس لئے کہ آپ ﷺ کے بعد مدعی نبوت تو بیشمار ہوئے ہیں۔ کیونکہ یہ بے بنیاد دعویٰ عموماً جنون یا سوءاء سے پیدا ہوتا ہے۔ بلکہ اس حدیث میں جن میں دجالوں کا ذکر ہے وہ وہی ہیں جن کی شوکت قائم ہو جائے اور جن کا مذہب مانا جائے اور جن کے متبع زیادہ ہو جائیں۔

مزید ارباب

اور ملاحظہ ہوا ایک طرف تو بحوالہ اکمال الاکمال آج سے چار سو برس قبل میں دجال کی تعداد ختم لکھی ہے۔ مگر آگے چل کر بحوالہ حج الکرامہ مصنفہ مولانا نواب صدیق حسن خان لکھا ہے کہ:

آنحضرت ﷺ نے جو اس امت میں تیس دجالوں کی آمد کی خبر دی تھی وہ پوری ہو کر ستائیس کی تعداد مکمل ہو چکی ہے“ (ص ۵۳۰) گویا اکمال الاکمال والے کا خیال غلط تھا۔ اس کے ساڑھے تین سو برس بعد تک بھی صرف ستائیس دجال و کذاب ہوئے ہیں۔ بہت خوب۔ حدیث میں تیس کی خبر ہے۔ جس میں بقول نواب صاحب ”مسلمہ شمار ۲۷ ہو چکے ہیں۔ اب ان میں ایک متنبی مرزا صاحب کو ملائیں تو بھی ابھی دو کی کسر باقی ہے۔

یہاں تک تو مرزائی وکیل نے اس حدیث کو رسول اللہ کی مانتے ہوئے جواب دیئے۔ مگر چونکہ اس کا ضمیر گواہی دیتا ہے کہ جواب دفع الوقتی اور بددیانتی کی کھینچ تان ہے جسے کوئی دانا قبول نہیں کر سکتا۔ اس لئے آگے چل کر عجیب دجالانہ صفائی کی ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ آہ! اصحاب ستہ خاص کر صحاح میں بھی سب کی سردار کتاب بخاری و مسلم کی حدیث اور ضعیف؟ اور پھر جرات یہ کہ حج الکرامہ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں حدیث تیس دجال والی کو ضعیف لکھا ہے۔ حالانکہ یہ سراسر جھوٹ ہے۔ حج الکرامہ کی جو عبارت درج کی ہے اگرچہ ساری نہیں درج کی گئی تاہم اس سے ہی اصل حقیقت کھل رہی ہے۔ ملاحظہ ہو لکھا ہے:

”در حدیث ابن عمر سی کذاب در روایتی عبد اللہ بن عمر نزد طبرانی است برپا نمیشود ساعت تا آنکہ بیرون آیند هفتاد کذاب و نحوه عند ابی یعلیٰ من حدیث انس حافظ ابن حجر“ گفتہ کہ سند اس ہر دو حدیث ضعیف است“

ناظرین کرام! حج الکرامہ کی عبارت میں تین روایتوں کا ذکر ہے۔ ابن عمر کی تیس دجال والی (صحیح مسلم بخاری و ترمذی وغیرہ کی ہے بادی تغیر) دوسری روایت عبد اللہ بن عمر کی جو طبرانی میں ہے۔ ۷۰ دجال والی۔ اور تیسری روایت انس والی جو ابویعلیٰ میں ہے۔ ۷۰ دجال والی حافظ صاحب نے پچھلی دونوں روایتوں کو ضعیف کہا ہے۔ مگر مرزائی صحیح حدیث کو بھی اسی صف میں لا کر نہ صرف اپنے نامہ اعمال کو سیاہ کر رہا ہے بلکہ حافظ ابن حجرؒ اور نواب صدیق حسن خانؒ پر افتراء کر کے اپنی مرزائیت کا ثبوت دے رہا ہے۔ اب آئیے!

میں آپ کے سامنے حافظ ابن حجرؒ کی اصل کتاب جس کا حوالہ دیا گیا پیش کروں:

”وفی رواية عبد الله بن عمر عند الطبرانی لا تقوم الساعة حتى يخرج سبعون كذابا وسندها ضعيف وعند ابی یعلیٰ من حدیث انس نحوه وسنده ضعيف ايضا“

فتح الباری شرح صحیح بخاری مطبوعہ دہلی ص ۵۶۳ ج ۲۹۔

عبد اللہ بن عمرؓ کی روایت میں امام طبرانی کے نزدیک یہ وارد ہے کہ ستر کذاب نکلیں گے اور اس کی سند ضعیف ہے اور ابویعلیٰ کے نزدیک حضرت انسؓ کی حدیث سے بھی اسی طرح ہے اور اس کی بھی سند ضعیف ہے۔

حاصل یہ ہے کہ حافظ ابن حجرؒ نے صرف ستر دجال والی روایت کو جو دو طریق سے مروی ہے، ضعیف لکھا ہے۔ نہ کہ تیس دجال والی روایت کو!

حدیث بنی اسرائیل

قادیانی استدلال:- حدیث میں ہے کہ نبی اسرائیل میں نبی سیاست کرتے رہے مگر میرے بعد خلفا ہونگے۔ اس حدیث میں سیکون کا لفظ وارد ہے جس کے معنی ہیں عنقریب میرے بعد خلفا ہونگے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ امت میں خلافت اور نبوت جمع نہ ہوگی۔ جو بادشاہ خلیفہ ہوگا نبی نہ ہوگا اور جو نبی ہوگا وہ خلیفہ نہ ہوگا۔

۱۔ اسی عبارت کو علامہ عینی حنفی نے اپنی شرح بخاری میں اسی طرح نقل کیا ہے اور مسئلہ کو صاف کر دیا ہے کہ ستر کی تعداد والی بر دو روایات جو طبرانی اور ابویعلیٰ نے روایت کی ہیں وہ دونوں ضعیف ہیں۔ (یعنی ص ۳۹۸ ج ۱۱)

جواب: کیا کہنے اس یہودیانہ تحریف کے۔ حدیث شریف کے الفاظ صاف ہیں کہ نبی اسرائیل کے بادشاہ نبی ہوتے تھے جب ایک فوت ہوتا تھا تو دوسرا اس کا قائم مقام بادشاہ بن جاتا تھا۔ اب اس تقریر سے خیال پیدا ہوتا تھا کہ پھر آنحضرت ﷺ کے بعد بھی بادشاہ ہونگے جو آپ کے جانشین ہو کر نبی کہلائیں گے۔

حضور ﷺ نے اس خیال کو یوں حل کیا کہ چونکہ میرے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا اس لئے میرے بعد میرے جانشین صرف خلفا ہونگے جو عنقریب عمان خلافت سنبھالیں گے۔ پھر بکثرت ہونگے۔ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ نبوت بند اور انتظام ملکی کے لئے خلافت جاری۔

اس خلافت کے مسئلہ کو دوسری جگہ یوں بیان فرمایا۔

تكون النبوة فيكم ما شاء الله ثم تكون خلافة على منهاج النبوة ما شاء الله ثم تكون ملكاً عاصفاً فيكون ما شاء الله ثم تكون خلافة على منهاج النبوة
(رواہ احمد والبیہقی مشکوٰۃ کتاب الفتن)

رہے گی میری نبوت تمہارے اندر جب تک خدا چاہے۔ پھر ہوگی خلافت، منہاج نبوت پر۔ اس کے بعد بادشاہی ہو جائے گی۔ پھر خلافت منہاج نبوت پر ہوگی۔ یعنی امام مہدی کے زمانہ میں۔ یعنی جس طریقہ پر امور سیاسیہ کو حضور پاک ﷺ نے چلایا اسی طرح حضور ﷺ کی سنت کے مطابق آخری زمانہ میں امام مہدی چلائے گا۔

ایک اور روایت بیہقی میں ہے کہ اسکے بعد فساد پھیل جائے گا ”حتی یلقوا اللہ“ یہاں تک کہ قیامت آجائے گی (مشکوٰۃ کتاب الفتن) حاصل یہ کہ آنحضرت ﷺ کے بعد اس امت کے لئے سوائے درجہ ولایت و خلافت کے نبوت کا اجر انہیں ہوگا۔

بطرز دیگر ’س تحقیق وقوع کے لئے ہے جیسے ”سَيَطُوفُونَ مَا بِخَلُؤِا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ“۔ آل عمران ۱۸۱۔ یعنی جس چیز کا وہ بخل کرتے تھے وہ قیامت کے دن ضرور بالضرور ان کے گلوں میں طوق بنا کر ڈالی جائے گی۔ ثابت یہ ہوا کہ نبوت منقطع ہو چکی ہے اور اس انقطاع کے بعد ایک چیز یقیناً باقی ہے اور وہ خلافت ہے۔

دیگر یہ کہ اسی حدیث میں آپ ﷺ کے بعد فوراً خلافت کا منہاج نبوت پر ہونا مذکور ہے اور اس سے مراد بالخصوص حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ کی خلافت

ہے۔ ان زمانوں میں آنحضرت ﷺ کی سنت کے مطابق عمل ہوتا رہا۔ اور یہ امر مسلم ہے کہ یہ چاروں حضرات نبی نہ تھے۔ اور نہ ان میں سے کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ پس یہ حدیث اجرائے نبوت کی دلیل نہیں ہو سکتی۔

حدیث: لو لم ابعث لبعثت یا عمر

قادیانی استدلال:- حدیث میں ہے ”لو لم ابعث لبعثت یا عمر“ یعنی اگر میں مبعوث نہ ہوتا تو اے عمر تو مبعوث ہوتا۔ لیکن چونکہ حضور ﷺ مبعوث ہوئے اس وجہ سے حضرت عمرؓ بنی نہ بن سکے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبوت کا امکان ہے۔

جواب:- ملا علی قاریؒ نے مرقات میں حدیث لو کان بعدی نبی لکان عمر کے تحت لکھا ہے ”وفی بعض طرق هذا الحديث لو لم ابعث لبعثت یا عمر“ (ص ۵۲۹ ج ۵) لیکن ملا صاحب نے نہ راوی حدیث کا نام لیا ہے نہ مخرج کا پتہ دیا ہے نہ الفاظ مذکور حدیث کی کسی معتبر یا غیر معتبر کتاب میں ملتے ہیں۔ البتہ حافظ مناویؒ نے ”کنوز الحقائق“ میں اس کے ہم معنی روایت دو طریق سے نقل کی ہے۔ ایک تو ابن عدی کے حوالہ سے، جس کے الفاظ یوں ہیں ”لو لم ابعث فيكم لبعثت عمر فيكم“ (ص ۱۵۱ ج ۲) دوسری فردوس دیلمی کے حوالہ سے، جس کے الفاظ اس طرح ہیں ”لو لم ابعث لبعثت عمر“ (بحالہ مذکورہ) ملا علی قاری نے غالباً اسی روایت کو بمعنی نقل کر دیا ہے۔ محدثین کے نزدیک ہر دو روایت باطل اور جھوٹی ہیں اور موضوع ہیں۔ ابن جوزی نے اپنی موضوعات میں ابن عدی والی روایت کو دو سندوں سے نقل کیا ہے اور چونکہ دونوں میں راوی وضاع ہیں اس لئے دونوں کو موضوع کہا ہے۔ چنانچہ سلسلہ اسناد ملا حظہ ہو۔

- ۱- ”حدثنا علي بن الحسين بن فديده حدثنا زكريا بن يحيى الوقاد حدثنا بشير بن بکر عن ابی بکر بن عبد الله بن ابی مریم لغسالی عن ضمرة عن غضيف بن الحارث عن بلال بن رباح قال قال النبی ﷺ لو لم ابعث فيكم لبعثت عمر“
- ۲- ”حدثنا عمر بن الحسن بن نصر الحلبي حدثنا مصعب بن سعد ابو حيثمة حدثنا عبد الله بن واقد الحراني حدثنا حيوة بن شريح عن بکر بن عمرو بن مشرَح بن هاهالمن عن عقبه بن عامر قال قال ﷺ لو لم ابعث فيكم لبعثت عمر فيكم“

ابن جوزی نے اس کے بعد فرمایا ہے۔ ”زکریا کذاب یضع وابن واقد الحرانی متروک“

ذہبی نے میزان میں خود ابن عدی سے جس نے روایت مذکور اپنی کتاب میں درج کی

ہے نقل کیا ہے ”قال ابن عدی، یضع الحدیث وقال صالح کان من الکذابین الکبار“ یعنی پہلی سند کا راوی زکریا، حدیثیں بناتا تھا۔ زکریا بہت بڑے جھوٹوں میں سے ہے۔ دوسری سند کا راوی ابن واقد حرائی متروک ہے۔ جیسا کہ ابن جوزی اور ابن جوز جانی نے کہا ہے۔ بلکہ میزان میں یعقوب بن اسماعیل کا قول ابن واقد حرائی کے بارے میں ’یکذب‘ بھی موجود ہے۔ یعنی یہ بھی جھوٹا ہے چنانچہ اس نے ترمذی وغیرہ کی سند رجال، اپنی جھوٹی روایت پر لگالی ہے۔

کنوز الحقائق کی دوسری حدیث بحوالہ فردوس دیلمی منقول ہے اسکی سند یوں ہے۔

”قال الدیلمی انبأنا ابی انبأنا عبد الملک بن عبد الغفار انبأنا عبد اللہ بن عیسیٰ بن ہارون انبأنا عیسیٰ بن مروان حدثنا الحسین بن عبد الرحمن بن حمیران حدثنا اسحق بن نجیع المملطی عن عطاء بن میسرہ الخراسانی عن ابی ہریرۃ عن النبی ﷺ انه قال لو لم ابعث فیکم لبعث عمر فیکم“

یہ حدیث بھی موضوع اور باطل ہے۔ اس کی سند میں بھی اسحق مملطی وضاع وکذاب

ہے۔ علامہ ذہبی میزان میں لکھتے ہیں ”قال احمد هو من اکذب الناس وقال یحییٰ معروف للکذب و وضع الحدیث“ یعنی اسحق بڑا جھوٹا ہے۔ جھوٹی حدیثوں کو بنانے میں مشہور ہے۔ دوسرا راوی عطاء خراسانی بھی ایسا ہی ہے۔ تہذیب میں سعید بن مسیب کا قول منقول ہے ”کذب عطاء“ امام بخاری نے بھی تاریخ صغیر میں سعید کا قول کذب نقل کیا ہے۔ (ص ۱۵۷) یعنی عطاء جھوٹا ہے۔ خود امام ترمذی فرماتے ہیں ”عامۃ احادیثہ مقلوبۃ“

یعنی عطاء خراسانی کی حدیثیں الٹی پلٹی غلط ہوتی ہیں۔ امام بیہقی نے اسے کثیر الغلط کہا ہے۔ (زیلعی) حاصل کلام یہ ہے کہ کنوز الحقائق کی دونوں روایتیں باطل اور جھوٹی ہیں اور یہ کچھ ان دونوں روایتوں پر ہی موقوف نہیں ہے بلکہ کامل ابن عدی اور فردوس دیلمی کی تمام روایات کا یہی حاصل ہے۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ”عجالہ نافعہ میں طبقہ رابعہ کا بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ”اماد یقید نام و نشان آنہاں کہ در قرون سابقہ معلوم نہ بود ایں احادیث ناقابل اعتماد“ پھر ان کے نقل کرنے والوں میں کتاب الکامل لابن عدی اور فردوس دیلمی کا نام بھی گنا ہے۔ (ص ۸۷۷) اور بستان المحدثین میں دیلمی کی کتاب الفردوس کے تذکرہ میں لکھتے ہیں۔ در سقیم صحیح احادیث تمیز نمی کند لہذا دریں کتاب و موضوعات و ابیات ہم مدرج اند

(ص ۶۲) یہی حال فردوس دیلمی کی اس روایت کا بھی ہے جسے مرزائیوں نے اپنی ڈائری کے صفحہ نمبر ۵۱۸ میں کنوز الحقائق کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ”ابو بکر افضل هذه الامة الا ان يكون نبيا“ اور اس سے انکار نبوت کی دلیل پکڑی ہے۔ حالانکہ یہ روایت باطل، موضوع اور جھوٹی ہے۔ اور اس کے ثبوت کے لئے اس کے حوالہ میں فردوس دیلمی کا نام کافی ہے حافظ مناوی نے کنوز الحقائق میں فردوس دیلمی کے حوالہ سے ہی نقل کیا ہے۔ ولعل فيه كفاية

حدیث: لو كان بعدی نبی لكان عمر۔

قادیانی: - اگر میرے بعد نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتا کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔ لہذا حجت نہیں۔

جواب: - کیا غریب حدیث ضعیف یا غلط ہوتی ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ صحیح ہوتی ہے۔ چنانچہ خود مرزا نے بھی اس کو از الہ اوہام ص ۲۱۹ ج ۳ پر نقل کیا ہے۔ اگر حدیث غیر معتبر ہوتی تو مرزا صاحب اس کو از الہ اوہام میں ہرگز درج نہ کرتے۔ کیوں کہ انکا دعویٰ ہے کہ: ”لوگ آنحضرت ﷺ کی حدیثیں زید و عمر سے ڈھونڈتے ہیں اور میں بلا انتظار آپ ﷺ کے منہ سے سنتا ہوں۔“ (آئینہ کمالات اسلام ص ۲۵ ج ۵)

حدیث: لا نبی بعدی

قادیانی: - حدیث لا نبی بعدی میں لفظ بعدی بھی مغائرت اور مخالفت کے معنوں میں مستعمل ہوا ہے ”فَبَآیَ حَدِيثٍ بَعْدَ اللَّهِ وَآيَتِهِ يُؤْمِنُونَ“ جاثیہ ۶۔ اللہ اور اسکی آیات کے بعد کون سی بات پر وہ ایمان لائیں گے۔ اللہ کے بعد سے کیا مقصد ہے؟ کیا اللہ کے فوت ہو جانے کے بعد؟ یا اللہ کی غیر حاضری میں؟ ظاہر ہے کہ دونوں معنی باطل ہیں پس بعد اللہ کا مطلب ہوگا کہ اللہ کے خلاف اللہ کو چھوڑ کر۔ پس یہی معنی لا نبی بعدی کے۔ یعنی مجھ کو چھوڑ کر یا میرے خلاف رہ کر کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔

حدیث میں ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا ”فاولتها كذا بین لیخرجان بعدی احدھما العنسی والآخر مسیلمہ۔“ (بخاری ص ۲۲۸ ج ۲) یعنی آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ خواب میں، میں نے سونے کے کنگن جو دیکھے اور ان کو پھونک مار کر اڑا دیا تو اسکی تعبیر میں نے

یہ کہ اس سے مراد دو کذاب ہیں جو میرے بعد نکلیں گے۔ پہلا اسود غنسی ہے اور دوسرا مسیلمہ کذاب۔ یہاں بعد سے مراد غیر حاضری یا وفات نہیں بلکہ مخالفت ہے۔ کیونکہ مسیلمہ کذاب اور اسود غنسی دونوں آنحضرت ﷺ کی زندگی ہی میں مدعی نبوت ہو کر آنحضرت ﷺ کے بالمقابل کھڑے ہو گئے تھے۔

جواب :- بعد کا ترجمہ ”مخالفت“ خلاف عربیت ہے لغت عربی کی کسی کتاب میں بعد کے معنی مغائرت و مخالفت کے نہیں لکھے ہیں۔ نہ اہل زبان سے اس کی کوئی نظیر موجود ہے۔ حدیث لانی بعدی کے معنی دوسری حدیثیں خود واضح کرتی ہیں۔ ”لم یبق من النبوة الا المبشرات۔ مشکوٰۃ ص ۳۸۶“ یہاں بعد کا لفظ موجود نہیں اور ہر قسم کی نبوت کی نفی ہے۔ کوئی نیا نبی نہ موافق آئے گا نہ مخالف۔ صحیح مسلم میں ہے ”انسی آخر الانبیاء۔ ص ۴۲۶“ پس اگر کوئی نیا ہی نبی گو موافق سہی آجائے تو آپ ﷺ کی آخریت باقی نہیں رہتی۔ ابوداؤد اور ترمذی میں ہے ”انما خاتم النبیین لانی بعدی۔ مشکوٰۃ ص ۴۵۷“ یہاں لانی بعدی کے ساتھ وصف خاتم النبیین بھی مذکور ہے جو بعدہ کے معنی ”مخالفت“ کے لینے کی تردید کرتا ہے۔ کیونکہ نئے موافق نبی کا آنا ختم نبوت کے منافی ہے۔ مسند احمد اور ترمذی میں ہے ”ان الرسالة والنبوة انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبوة۔ ابن کثیر ص ۸۹ ج ۸“ یہاں بعد کے معنی مخالفت کے لینے کی تردید انقطعت سے ہو رہی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ (موافق و مخالف) ہر قسم کی نبوت و رسالت بند ہو گئی ہے۔ پس میری رسالت و نبوت کے بعد نہ تو کوئی رسول ہی ہوگا اور نہ نبی۔

اب سورۃ جاثیہ کی آیت مذکور کی تحقیق سنئے۔ قرآن مجید عربی زبان میں ہے۔ عربی زبان جاننے کے لئے بہت سے فنون جو قرآن کے خادم ہیں حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ مجملہ ان کے ایک فن کا علم معافی کا ہے۔ اس علم میں ایک باب ایجاز کا ہے۔ جس میں لفظ اصل مراد سے کم لیکن کافی ہوتا ہے۔ اس کی دوسری قسم ایجاز حذف کا ہے۔ جس میں کچھ محذوف ہوتا ہے۔ آیت مذکورہ اس قبیل سے ہے اور بعد اللہ میں بعد کا مضاف الیہ محذوف ہے۔ چنانچہ تفسیر معالم و خازن میں ہے: ”ای بعد کتاب اللہ“ اور تفسیر جلالین و بیضاوی و کشاف و سراج المنیر و ابوالسعود و فتح الباری و ابن جریر میں ہے: ”ای بعد حدیث اللہ و هو القرآن“ اس کی تائید دوسری آیت سے بھی ہوتی ہے۔ سورۃ اعراف و مرسلات آیت نمبر

۵۰ میں ہے: ”قبای حدیث بعدہ یومنون“ بعدہ کی ضمیر مجرد اور راجع ہے حدیث کی طرف۔ یعنی کس بات پر اس بات کے بعد ایمان لائیں گے؟۔ اسی طرح نبی ﷺ کی دعائیں جو حدیثوں میں آئی ہیں ان میں بھی ایجاز حذف ہے۔ ایک دعا میں وارد ہے: ”انت الآخر فلیس بعدک شیء“۔ (مسلم ص ۳۲۸ ج ۲) ای بعد آخرتک۔ (مراۃ ص ۱۰۸ ج ۳) فلا شیء بعدہ۔ (مسلم ص ۳۵۰ ج ۲) ای امرہ بالفناء“ اسی طرح حدیث ”لانبوء بعدی“ مسلم ص ۲۷۸ ج ۲ کے معنی میں لانبوء بعد نبوتی یعنی میری پیغمبری کے بعد کوئی پیغمبری نہیں ہے۔ مرزائیوں کی دوسری دلیل (اسود غنسی اور مسیلمہ کذاب) کا جواب یہ ہے کہ یہاں بھی ایجاز محذوف ہے اور بعد کا مضاف الیہ محذوف ہے یعنی: ”یسخر جان بعد نبوتی“۔ فتح الباری انصاری پ ۲۸ ص ۵۰۷ ”مطلب یہ ہے کہ اب جبکہ نبوت مجھے مل چکی ہے۔ اس مل جانے کے بعد ان دونوں کا ظہور ہوگا۔ چنانچہ مسیلمہ اور اسود غنسی کا ظہور آپ ﷺ کے نبی بن چکنے کے بعد ہوا ہے نہ قبل۔ اس محذوف پر قرینہ صحیح بخاری کی دوسری حدیث ہے جس کے الفاظ یہ ہیں ”الکذابين الذين انا بينهما“۔ بخاری ص ۲۲۸ ج ۲ ”وہ دونوں جھوٹے مدعیان نبوت کہ ان دونوں کے درمیان میں موجود ہوں۔ اسی کو واضح کرنے کے لئے امام بخاری نے حدیث: ”یسخر جان بعدی“ کے متصل ہی انا بینہما کی روایت ذکر کی ہے۔ دیکھو کتاب المغازی بخاری ص ۲۲۸ ج ۱۲ اصل بات یہ کہ جب کوئی شخص اپنی بات بتانے پر تل جائے تو پھر کوئی پروا نہیں کرتا کہ بات بنتی ہے یا نہیں۔ قرآن کی مخالفت ہو یا حدیث کی مخالفت اور عربی زبان کی مخالفت اسے کوئی حجاب نہیں ہوتا۔ مرزا صاحب اور انکی ”امت“ کا یہی حال ہے۔

حاصل کلام یہ کہ کتاب وسنت ولغت عرب میں لفظ بعد بمعنی مخالفت نہیں آیا۔ وهو المراد حضرت علی سے متعلق روایت میں بھی لفظ بعد وارد ہے تو کیا حضرت علیؑ آنحضرت ﷺ کے مخالف تھے۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر انکو یہ جواب دینا کہ گوتم میرے ساتھ وہی نسبت رکھتے ہو جو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہارون علیہ السلام کو تھی۔ مگر میرے مخالف بن کر تم نبی نہیں ہو سکتے کیا یہی مطلب ہے۔ کیا حضرت علیؑ نے نبوت کا عہدہ مانگا تھا جو یہ جواب دیا گیا ہے؟

ناظرین کرام! غور فرمائیے حضور ﷺ جنگ کو تشریف لے جا رہے ہیں۔ حضرت علیؑ کو اپنے پیچھے چھوڑتے ہیں۔ حضرت علیؑ کو اس بات کا ملال ہے کہ مجھے ساتھ کیوں نہیں لے جاتے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ اے علیؑ میں تجھے کسی مغائرت کے سبب نہیں چھوڑ کر

جار ہا ہوں بلکہ اپنے بعد اپنا جانشین بنا کر جا رہا ہوں۔ جس طرح حضرت موسیٰ اپنا جانشین اور خلیفہ حضرت ہارون کو بنا کر گئے تھے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ہارون علیہ السلام نبی تھے، تم نبی نہیں ہو۔ امر مقدریوں ہی ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

نیز صحیح مسلم غزوہ تبوک میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی وہ حدیث، جس میں لانسبی بعدی کی بجائے لانسبۃ بعدی کے الفاظ موجود ہیں، جس کے معنی یہ ہیں کہ میرے بعد نبوت نہیں۔ اُس سے صاف واضح ہے کہ لانسبی بعدی اور لانسبۃ بعدی دونوں ایک ہی معنی میں ہیں یعنی آپ ﷺ کے بعد کسی کو نبوت نہ دی جائے گی۔

حدیث: الخلافة فيكم و النبوة

قادیانی استدلال:- حجاج الکرامۃ ص ۱۹۷ پر ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت عباسؓ کو فرمایا تھا ”الخلافة فيكم و النبوة“ اس سے معلوم ہوا کہ اس امت میں نبوت بھی جاری ہے۔

جواب:- اصل میں یہ ایک روایت نہیں بلکہ تین روایتیں ہیں جو مسند احمد ص ۲۸۳ ج ۱۲ پر موجود ہیں۔ ان کو سامنے رکھیں تو قادیانی دجل تار عنکبوت سے بھی کمزور نظر آئے گا۔ روایت نمبر ۱۶۷۳ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے۔ کہ آپ ﷺ نے حضرت عباسؓ سے فرمایا ”الخلافة فيكم و النبوة“۔ روایت نمبر ۱۶۷۴ بھی حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت عباسؓ سے فرمایا ”فيكم النبوة و الخلافة“ اور روایت نمبر ۱۶۷۸ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت عباسؓ سے فرمایا ”النبوة و لكم الخلافة“ ان تینوں روایتوں کو سامنے رکھیں تو مسئلہ حل ہو جاتا ہے کہ آپ ﷺ کے فرمان مبارک کا منشاء یہ تھا کہ نبوت و خلافت قریش میں ہے۔ یعنی میں نبی (قریشی) ہوں۔ تم (قریش) میں خلافت ہوگی۔

جواب نمبر ۲:- جہاں تک حج الکرامۃ کی روایت ہے اس کے ساتھ ہی حج الکرامۃ میں لکھا ہے ”اخرج البزار در سندش محمد عامری ضعیف است“ قادیانی علم کلام کا معیار دیکھئے کہ عقائد کے لئے ضعیف روایت کو سہارا بنایا جا رہا ہے۔ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا! جواب نمبر ۳:- یہ روایت جہاں سند کے اعتبار سے ضعیف ہے۔ درایت کے اعتبار سے بھی غلط ہے۔ اس لئے کہ آج تک بنو عباس میں کوئی نبی نہ ہوا۔

جواب نمبر ۴- اگر یہ روایت صحیح بھی مان لی جائے تو پھر بھی مرزائیوں کے لئے مفید نہیں۔ کیوں کہ آن دجال مرزا قادیانی تو مغل کا بچہ تھے۔ ان کا اس روایت سے بھلا کیا تعلق۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وحی اور قادیانی مغالطہ

قادیانی یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان پر وحی نازل ہوگی یا نہیں۔ اگر وحی ہوگی تو ثابت ہوا کہ حضور ﷺ کی بعد وحی ہو سکتی ہے۔ پس مسلمانوں کا عقیدہ غلط ہوا۔ اور اگر وحی نہ ہوگی تو کیا حضرت عیسیٰ سے نبوت چھن گئی؟

جواب- انقطاع وحی سے مراد انقطاع وحی نبوت ہے۔ باقی کشف، الہام، وروء یا تو امت میں جاری ہے۔ اور خود قرآن گواہ ہے کہ ہدایت کا راستہ دکھانے اور کسی مخفی امر پر مطلع کرنے کے لئے وحی نبوت کے علاوہ اور بھی راستے ہیں۔ ایسے فرمایا گیا ”وَلَوْ حِينَا إِلَىٰ أُمِّ مُوسَىٰ، يَا وَاحِشِي رَبِّكَ الْوَحْيُ السَّخْلُ“ شہد کی مکھی یا ام موسیٰ کو جو رہنمائی ہوئی قرآن نے اسے وحی سے تعبیر کیا ہے۔ حالانکہ وہ لوگ نبی نہیں تھے۔ معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ کو وحی ہوگی وہ وحی نبوت نہ ہوگی۔ لہذا ان کی طرف وحی کا ہونا امت کے عقیدہ انقطاع وحی نبوت کے منافی نہ ہوگا۔

جواب نمبر ۲- وحی شریعت، لازم نبوت ہے۔ مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ ہر وقت اور ہر آن اس پر وحی نبوت نازل ہوتی رہے گی۔ اور اگر وحی نازل نہ ہو تو وہ نبوت سے معزول ہو جائے۔ اس قادیانی فلسفہ سے تو معاذ اللہ حضور ﷺ بھی کبھی نبوت کے عہدہ پر بحال اور کبھی اس سے معزول ہوتے رہے ہونگے؟ کیوں کہ ابتدا میں تو برابر تین سال تک اور واقعہ افک میں ایک ماہ تک برابر وحی کا آنا موقوف رہا۔ تو کیا معاذ اللہ حضور ﷺ ان ایام میں نبوت سے معزول سمجھے جائیں گے؟ (معاذ اللہ) بے شک عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے لیکن اب ان پر وحی نبوت کا آنا لازم نہیں۔ کیونکہ بحکم خداوندی دین کامل ہو چکا ہے اور اب وحی نبوت کی حاجت نہیں۔ اس لئے نبی ہونے کے باوجود ان کو وحی نبوت نہ ہوگی۔

عیسیٰ علیہ السلام کی آمد پر مسئلہ ختم نبوت اور قادیانی مغالطہ

قادیانی- عیسیٰ علیہ السلام جب دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے تو اس سے ختم نبوت کی مہر ٹوٹ جائے گی۔ ان کی تشریف آوری ختم نبوت کے منافی ہے۔ حضور ﷺ نے مسلم شریف کی روایت کے مطابق تین مرتبہ فرمایا کہ عیسیٰ نبی اللہ تشریف لائیں گے تو ختم نبوت کی مہر ٹوٹ جائے گی۔ لہذا ان کا تشریف لانا ختم نبوت کے منافی ہے۔

جواب نمبر ۱۔ عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری اور مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اور ان دونوں باتوں کو آپس میں خلط ملط کرنا انصاف کا خون کرنا ہے خاتم النبیین کا تقاضہ اور مفہوم و معنی یہ ہے کہ رحمت دو عالم ﷺ کے بعد کوئی شخص اب نئے طور پر نبی نہیں بنایا جائیگا۔ نئے سرے سے کسی کو اب نبوت و رسالت نہیں ملے گی۔ بخلاف عیسیٰ علیہ السلام کے کہ وہ حضور ﷺ سے پہلے کے نبی و رسول ہیں۔ ان کو آپ سے پہلے نبوت مل چکی ہے۔ لہذا ان کی تشریف آوری ختم نبوت کے منافی نہیں۔ کشاف، تفسیر ابوسعود، روح المعانی، مدارک، اور شرح مواہب لزرقانی میں ہے ”معنی کونہ آخر الانبیاء ای لا ینبأ احد بعدہ و عیسیٰ بمن نبی قبلہ“ یعنی آخر الانبیاء ہونے کے معنی یہ ہیں کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی شخص نبی نہ بنایا جائے گا۔ جبکہ عیسیٰ علیہ السلام ان نبیوں میں سے ہیں جنکو منصب نبوت آنحضرت ﷺ سے پہلے عطا کیا جا چکا ہے۔ اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی شخص نئے سرے سے منصب نبوت پر فائز نہیں ہو سکتا۔

اب مرزا قادیانی کے کیس پر غور کریں کہ اس نے چودہویں صدی میں نبوت کا دعویٰ کیا تو اس کا دعویٰ نبوت، رحمت دو عالم ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کے بعد ہے۔ لہذا یہ نہ صرف غلط بلکہ ختم نبوت کے منافی ہے۔ مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت کرنا آنحضرت ﷺ کے ارشاد کے مطابق کہ شخص میرے بعد دعویٰ نبوت کرے گا دجال کذاب ہوگا (ترمذی، ابوداؤد، مشکوٰۃ کتاب الفتن) یہ دعویٰ دجل و کذب پر مبنی ہے۔ یہ ہر دو علیحدہ علیحدہ امر ہیں ان کو باہمی خلط ملط نہیں کیا جاسکتا۔ قابل توجہ بات یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی کو نبی یا رسول متعین کر کے مبعوث نہ کیا جائے گا۔ اور کوئی بھی فرد آ کر حسب سابق یہ نہیں کہے گا کہ ”إِنِّی رَسُولٌ مِّنْ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ“ یا خدا سے کہے ”إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ“ چنانچہ جب مسیح آئیں گے تو آ کر کوئی دعویٰ یا اعلان نہیں کریں گے۔ بلکہ جب آپ نازل ہونگے تو آپ کو پہچان لیا جائیگا۔ نہ کوئی اعلان و اظہار، نہ کوئی دعویٰ و بیان، نہ مباحثہ، نہ کوئی دلیل و حجت کچھ نہیں ہوگا۔ بخلاف قادیانی کے کہ یہاں سب کچھ ہوا۔ مرزا نے کہا مجھ پر وحی ہوئی، مجھے اللہ تعالیٰ نے کہا انا ارسلنا احمد الی قومہ (تذکرہ ص ۳۴۵) تو یہ سراسر دجل، کذب اور ختم نبوت کے منافی ہے۔

جواب نمبر ۲۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے آپ کو والدین کے لئے خاتم الاولاد کہا ہے (تریاق القلوب ج ۹ ص ۱۵) مرزا نے جب اپنے آپ کو خاتم الاولاد کہا۔ اس وقت

مرزا قادیانی کا بڑا بھائی مرزا غلام قادر زندہ تھا۔ پہلے بھائی کا زندہ ہونا مرزا کے خاتم الاولاد کے خلاف نہیں ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تشریف لانا بھی رحمت دو عالم ﷺ کی ختم نبوت کے منافی نہیں ہے

جواب نمبر ۳۔ خاتم النبیین کا معنی یہ ہے کہ انبیاء کا شمار اب بند ہو گیا ہے۔ اور کوئی ایسا نبی نہ ہوگا جسکے آنے سے انبیاء کی تعداد میں اضافہ ہو آپ ﷺ آخری نبی ہیں۔ یعنی انبیاء کا شمار زیادہ ہوتا گیا۔ حتیٰ کہ آخری نمبر زمانہ کے لحاظ سے آنحضرت ﷺ کا نمبر نمبر۔ فرض کرو کہ آنحضرت ﷺ سے پہلے ایک لاکھ ایک سو چوبیس ہزار انبیاء ہو چکے تھے۔ تو آپ ﷺ کے آنے سے پورے ایک لاکھ چوبیس ہزار کی گنتی پوری ہو گئی۔ اب آپ ﷺ نے آکر انبیاء کی تعداد کو بند کر دیا۔ اگرچہ آنحضرت ﷺ کی نبوت سب سے اول تھی لیکن زمانہ کے لحاظ سے آپ کا ظہور سب سے آخر میں ہوا۔ اب کسی نئے شخص کو منصب نبوت پر فائز نہ کیا جائیگا۔ ورنہ انبیاء کی تعداد میں اضافہ ہوگا۔ مثلاً پھر ایک لاکھ چوبیس ہزار اور ایک، نبی ہو جائیں گے۔ اور پہلے انبیاء کی جو گنتی بند ہو چکی تھی وہ بند نہ ہوگی اور اس تعداد پر زیادتی ہو جائیگی اور یہ ختم نبوت کے منافی ہوگا۔

اب اس معنی کے بعد عرض کرونگا کہ حضرت مسیح علیہ السلام اگر آنحضرت ﷺ کے بعد دوبارہ تشریف فرما ہوں تو اس سے ختم نبوت اور خاتم النبیین کے مفہوم میں کوئی کسی قسم کا خلل واقع نہ ہوگا۔ کیوں کہ حضرت مسیح کا شمار تو پہلے ہو چکا ہے۔ اب وہ دوبارہ نہیں شمار کئے جائیں گے۔ اگر بالفرض سہ بار بھی آجائیں یا چالیس سال نہیں بلکہ اس سے زیادہ سال بھی ان پر وحی ہوتی رہے بلکہ اس سے بڑھکر بالفرض اگر تمام انبیاء سابقین بھی دوبارہ آجائیں تو اس سے ختم نبوت اور خاتم النبیین کے مفہوم میں کسی قسم کی خرابی نہ ہوگی۔ کیوں کہ ان سب انبیاء کرام کا شمار پہلے ہو چکا ہے۔ اب ان کے دوبارہ آنے سے سابقہ تعداد میں کوئی اضافہ نہ ہوگا اور آخر نبی اور خاتم النبیین بھی آنحضرت ﷺ ہی رہیں گے۔ کیوں کہ ظہور کے لحاظ سے اور زمانہ کے لحاظ سے آخری نمبر آنحضرت ﷺ کو ہی نبوت عطا ہوئی ہے آپ ﷺ کے بعد کسی کو نبوت عطا نہ ہوگی۔ اسی مفہوم کو ہمارے اہل اسلام علماء نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔ تفسیر روح المعانی ص ۳۲ ج ۲۲ پر ہے ”انقطاع حدوث وصف النبوة فی احد من الصقلین بعد تحیتہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بها فی هذه النشأة“ یعنی اس عالم ظہور میں آنحضرت کے منصب نبوت سے ممتاز ہو چکنے کے بعد کسی کو وصف نبوت سے نہ نوازا جائے گا۔

خازن میں ہے ”خاتم النبیین ختم به النبوة بعده“ (تفسیر خازن ص ۲۱۸ ج ۵) یعنی آنحضرت ﷺ کے بعد کسی کو نبوت حاصل ہو یہ نہ ہو سکے گا۔ بلکہ نبوت ختم ہو چکی ہے۔

”خاتم النبیین آخرهم یعنی لا نبیاً احد بعده“ (تفسیر مدارک ۲۱۱) مطلب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد اب کسی کو نبی نبوت حاصل نہ ہوگی۔ کیوں کہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں۔ یعنی آپ ﷺ کا نمبر زمانہ اور ظہور کے لحاظ سے سب سے آخری نمبر ہے۔

پس حاصل جواب یہ ہوا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد حضرت مسیح علیہ السلام کے دوبارہ آنے سے انبیاء کرام کی شمار میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ جو تعداد انبیاء کرام کی پہلے تھی وہی باقی رہے گی۔

لیکن مرزا قادیانی یا میلہ کذاب یا ان جیسے مدعیان نبوت کی نبوت کو صحیح تسلیم کرنے سے خاتم النبیین اور ختم نبوت کا مفہوم بالکل بگڑ جائے گا۔ اور جو شمار انبیاء کرام کا پہلے ہو چکا ہے اس پر یقیناً اضافہ کرنا ہوگا کیوں کہ مرزا اور اس کے یاران طریقت تمام مدعیان کا پہلے اعداد میں شمار نہیں ہوا۔ لہذا وہ پہلے نمبروں پر زائد ہونگے۔ مثلاً فرض کرو کہ ایک لاکھ بیس ہزار انبیاء کا شمار تھا تو اب اس عدد پر ایک یا دو یا تیس چالیس کا اضافہ ہو جائیگا اور آخری نمبر پر پھر مرزا قادیانی کا ہوگا وہی خاتم النبیین ٹھہرے گا۔ (نعوذ باللہ)

اس اجمالی عرضداشت سے مرزا کے آنے سے ختم نبوت کے مفہوم کا بگڑ جانا اور حضرت مسیح کے دوبارہ آنے سے مفہوم خاتم النبیین میں کوئی فرق نہ پڑنا بالکل روز روشن کی طرح واضح ہو چکا ہے۔ فالحمد لله علی ذالک۔

ایک ضمنی بات

ہاں ایک چیز رہ جاتی ہے کہ شاید مرزائی کہہ دے کہ مرزا قادیانی کیوں کہ ایک بروزی نبی ہے اور وہ غیر مستقل ہے اس لئے اس کے آنے سے شمار و تعداد میں اضافہ نہیں ہوگا تو یہ باطل ہے۔ کیوں کہ انبیاء کی تعداد میں تشریحی اور غیر تشریحی سب شامل ہیں۔ چنانچہ باقرار مرزا قادیانی حضرت یوشع علیہ السلام یا حضرت مسیح علیہ السلام بروزی یا غیر تشریحی نبی اور دوسرے نبی کے متبع تھے۔ تو ان کے آنے سے کیا اضافہ نہیں ہوا؟ اور ان کے آنے کو انبیاء کا آنا نہیں سمجھا گیا؟ یقیناً ان کو تعداد میں شمار کیا گیا اور ان کو بھی انبیاء کا گنتی میں شامل کیا گیا۔ چنانچہ قرآن مجید میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد انبیاء کا یوں ذکر فرمایا ”وَقَفَّيْنَا مِنْ

بَعْدِهِ بِالرُّسُلِ“ (بقرة ۸۷) تو ان کو بھی انبیاء و رسل کی صف میں شمار کیا گیا تھا۔ اب دوسری صورتیں ہیں یا تو باقر خود بروزی انبیاء کی آمد کو انبیاء کی آمد نہ سمجھو اور آیت ”وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهِ بِالرُّسُلِ“ کا انکار کر دیا پھر تسلیم کرو کہ مرزا قادیانی کے آنے سے انبیاء کی تعداد میں اضافہ ہوگا ایک نمبر اور بڑھ جائیگا۔ تو آخری نبی آنحضرت ﷺ نہ رہے نعوذ باللہ۔

مدعی نبوت کے متعلق استخارہ کا حکم

قادیانی۔ استخارہ کرنا سنت ہے۔ مرزا قادیانی کے متعلق آپ استخارہ کر لیں۔

جواب۔ استخارہ ایسے امور میں ہوتا ہے جس کا کرنا یا نہ کرنا دونوں امور مباح ہوں۔ ایسے امر میں استخارہ کرنا جس کا حلال یا حرام شریعت نے واضح کر دیا ہے جائز نہیں۔ جیسے ماں بیٹے پر حرام ہے۔ اب کوئی بیٹا یہ استخارہ نہیں کریگا کہ ماں مجھ پر حلال ہے یا حرام ہے۔ ایسا کرنے والا اسلام کے حدود کو توڑنے والا ہوگا۔ اسی طرح نماز فرض ہے۔ اب نماز کی فرضیت یا عدم فرضیت پر کوئی مسلمان استخارہ نہیں کر سکتا۔

اسی طرح آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں کوئی آدمی آپ ﷺ کے بعد مدعی نبوت کے لئے استخارہ نہیں کر سکتا۔ جو استخارہ کرے گا وہ کافر ہوگا۔ کیوں کہ استخارہ کرنے کے معنی یہ ہیں کہ اس کے نزدیک آپ ﷺ کے بعد کوئی اور نبی بن سکتا ہے۔ تبھی تو استخارہ کر رہا ہے۔ اگر اسے یقین ہو کہ کوئی نبی نہیں بن سکتا تو پھر استخارہ کیوں کرے؟ استخارہ کا دل میں خیال لانا گویا آپ ﷺ کے بعد مدعی نبوت کے لئے جگہ پیدا کرنا ہے اور ایسا کرنا کفر ہے۔ لہذا آپ ﷺ کے بعد کسی مدعی نبوت کے لئے استخارہ کرنا کفر ہے۔

درود شریف اور قادیانی مغالطہ

قادیانی۔ اللہم صل علی محمد و علی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم و علی آل ابراہیم انک حمید مجید۔ اللہم بارک علی محمد و علی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم و علی آل ابراہیم انک حمید مجید۔
حضرت ابراہیم علیہ السلام اور انکی اولاد پر خیر و برکت نبوت و رسالت تھی۔ اس قسم کی برکات اور رحمتیں آل محمد پر ہونی چاہئیں۔ ورنہ لفظ کما کا لانا صحیح نہ ہوگا۔

جواب نمبر ۱۔ درود شریف میں جس خیر و برکت کا ذکر ہے اس سے کثرت اولاد اور بقاء نسل مراد ہے۔ جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہے ”قَالُوا اتَّعَجِبِينَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ رَحْمَةُ اللَّهِ

وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ إِنَّهُ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ“ (حدود ۷۷) تفسیر عثمانی میں ہے کہ بعض محققین نے لکھا ہے کہ درود ابراہیمی اس آیت شریف سے اقتباس کیا گیا ہے۔ اس میں حضرت سارہ کو اولاد کی بشارت دیتے ہیں ارشاد فرمایا گیا ہے، خیر و برکت والی اولاد مراد ہے۔ عطاء نبوت کا اس میں کوئی ذکر نہیں۔ اس لئے درود شریف میں نبوت و رسالت کی برکت مراد نہیں۔

جواب نمبر ۲۔ اگر صل یا بارک سے نبوت مراد ہے ”صل علی محمد، بارک علی محمد“ کے معنی یہ ہونگے محمد ﷺ کو نبوت کی برکت عطا فرما۔ حضور ﷺ نبی ہوتے ہوئے اپنے لئے نبوت کی دعا کر رہے ہیں اور امت بھی حضور ﷺ کے لئے عطا نبوت کی دعا کر رہی ہے۔ یہ بات نہ صرف یہ کہ یہود سے بلکہ بدلتہ غلط ہے۔

جواب نمبر ۳۔ ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں تو مستقل و تشریحی نبی تھے کیا حضور کی اولاد میں بھی تشریحی نبی ہونگے؟ یہ تو مرزائیوں کے عقیدہ کے بھی خلاف ہے۔

جواب نمبر ۴۔ ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں مستقل نبوت کا سلسلہ چلا۔ حضور ﷺ کی اولاد میں چودہ سو سال میں کوئی بھی نہ بنا۔ اور بقول مرزائیوں کے جو بنا، تو وہ حضور ﷺ کی اولاد سے نہیں تھا۔ اور وہ بنا بھی تو ظلی و بروزی بنا۔ (چلی و موزی) جس ظلی و بروزی کا ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں ذکر ہی نہیں۔ غرض مرزا کی تحریف کو تسلیم بھی کر لیں تو لفظ ’کما‘ کا کمال یہ ہے کہ اس کے معنی مرزا پر فٹ نہیں آتے۔ اس مرزائی تحریف پر سوائے سجانک ہذا بہتان عظیم کے اور کیا کہا جاسکتا ہے؟

جواب نمبر ۵۔ حضور ﷺ کی شریعت اتنی اعلیٰ افضل، اکمل اور اتم ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام کی تمام شریعتیں ملکر آپ ﷺ کی شریعت کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ آج سے چودہ سو سال قبل آپ ﷺ کو جو شریعت ملی اس کا مقابلہ ہو ہی نہیں سکتا۔ کیا یہ آپ کی شان میں گستاخی نہیں کہ آپ جیسی شریعت کے ہوتے ہوئے اس کے مقابل حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی اولاد جیسی نعمت (شریعت) مانگیں۔ ”اَتَسْتَبْدِلُونَ الَّذِي اَدْنٰی بِالَّذِي هُوَ خَيْرٌ“۔

جواب نمبر ۶۔ قادیانی جاہلوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ یہاں لفظ کما ہے جس سے قادیانی مشابہت تامہ سمجھ رہے ہیں۔ حالانکہ مشبہ اور مشبہ بہ میں مشابہت تامہ من کل الوجوہ نہیں ہوا کرتی بلکہ ایک جز میں مشابہت کی وجہ سے ایک چیز کو دوسری چیز سے

مشابہت دیدی جاتی ہے۔ بقائے نسل وغیرہ سے کما کی تشبیہ کا تقاضہ سو فی صد پورا ہو گیا۔ خود مرزا قادیانی نے لکھا ہے۔

”یہ ظاہر ہے کہ تشبیہات میں پوری پوری تطبیق کی ضرورت نہیں ہوتی ہے۔ بلکہ بسا اوقات ایک ادنیٰ مماثلت کی وجہ سے بلکہ ایک جزو میں مشارکت کے باعث ایک

چیز کا نام دوسری چیز پر اطلاق کر دیتے ہیں“ (ازالہ ابامخ ص ۱۳۸ ج ۳)

خلاصہ یہ کہ درود شریف میں جن رحمتوں و برکتوں کو طلب کیا جاتا ہے وہ نبوت کے علاوہ ہیں۔ وجہ یہ کہ آیت ”لَکِن رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ“ میں صریح نبوت کو آنحضرت ﷺ پر ختم کر چکا ہے۔ (تحدہ ٹولز ویس ۵۲ روحانی خزائن ص ۷۲ ج ۱۷)

خیر امت کا تقاضہ اور قادیانی مغالطہ

قادیانی۔ ایک اور شبہ مرزائیوں کی طرف سے پیش ہوا کرتا ہے کہ پہلے انبیاء کی شریعت کی خدمت کے لئے تو انبیاء کرام تشریف لایا کرتے تھے۔ اب اس امت میں بھی اگر انبیاء تشریف نہ لائیں تو آپ ﷺ کی امت خیر امت اور بہترین امت نہ رہے گی۔

جواب نمبر ۱۔ یہ بھی ایک محض دھوکہ دہی ہے۔ اول تو اسلئے کہ شہادت القرآن میں مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ پہلے انبیاء کے بعد تو خدمت دین کے لئے انبیاء کرام غیر تشریفی آیا کرتے تھے۔ اب اس امت میں بوجہ ختم نبوت کے انبیاء (غیر تشریفی) تو نہیں آئیں گے البتہ خلفاء آتے رہیں گے اور مجددین کا وقتاً فوقتاً دور دورہ ہوتا رہیگا تو تمہارا مرزا قادیانی ہی اس کا جواب دے چکا (مخلص شہادت القرآن ص ۵۹ خزائن ص ۳۵۵ ج ۶)

جواب نمبر ۲۔ یہ کہ اگر آنحضرت ﷺ کی امت میں علماء مجددین ہی وہ فریضہ ادا کریں جو ڈیوٹی بنی اسرائیل کے انبیاء ادا کیا کرتے تھے۔ تو آپ ﷺ کی امت خیر امت ہوگی۔ اور اس میں امت مرحومہ کی افضلیت ثابت ہوگی۔ کیوں کہ ادنیٰ درجہ کے لوگ اعلیٰ درجہ والے حضرات کی ڈیوٹی ادا فرما رہے ہیں۔ سو اس میں آنحضرت ﷺ یا آپ کی امت کوئی ہتک نہیں بلکہ زیادہ عزت ہے۔

دعاء اور قادیانی مغالطہ

عام طور پر قادیانی کہہ دیا کرتے ہیں کہ آپ بھی دعا کریں ہم بھی دعا کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی سچا تھا یا جھوٹا۔ جو حق پر نہ ہوگا وہ ہلاک ہو جائے گا۔

جواب نمبر ۱۔ مرزا قادیانی بھی اسی طرح لوگوں کو کہا کرتا تھا مگر مرزا قادیانی کا جو حشر ہوا کیا وہ آپ کو یاد نہیں؟ کہ اپنی منہ مانگی موت، وہابی ہیضہ میں مرا۔

۲۔ مرزا قادیانی کا مولانا عبدالحق غزنوی سے مہبلہ ہوا اور مرزا قادیانی اپنے حریف مولانا غزنوی کے دیکھتے دیکھتے مہبلہ کے نتیجہ میں ہلاک ہو گیا۔ مرزا کے جھوٹ نے مرزا کو تباہ و برباد کر دیا۔

۳۔ مرزا قادیانی نے مولانا ثناء اللہ امرت سہری کے مقابلہ میں بددعا کی کہ جھوٹا سچے کے مقابلہ میں ہلاک ہو جائے۔ چنانچہ مرزا، مولانا امرت سہری کی زندگی میں ہلاک ہوا۔ اور اپنے جھوٹ پر مہر تصدیق ثبت کر گیا۔ سچ ہے کہ مرزا کذب میں سچا تھا اس لئے پہلے مر گیا۔

۴۔ مرزا قادیانی نے اپنے ازلی ابدی رقیب، مرزا سلطان بیگ کے موت کی پیشگوئی کی مگر سلطان بیگ کے زندہ ہوتے ہوئے ہیضہ کی موت سے دوچار ہو گیا۔ کیا مرزا کے جھوٹا ہوئے کے لئے ابھی مزید شہادت درکار ہے کہ دعا کی جائے۔

۵۔ مرزا قادیانی نے اپنے ایک اور حریف ڈاکٹر عبدالحکیم خاں کو مرتد قرار دیا اور فرشتوں کی کھنچی ہوئی تلوار دکھائی اور دعا کی کہ ”اے میرے رب سچے اور جھوٹے کے درمیان فیصلہ کر دے“ قدرت کا کرشمہ دیکھئے کہ اللہ نے اسکی کوئی اور دعا سنی یا نہ سنی، لیکن یہ دعا ضرور سن لی اور ڈاکٹر صاحب کی زندگی میں ہلاک و برباد ہو کر اپنے جھوٹے ہونیکے ایسی نشانی چھوڑ گیا جو مرزائی امت کی ندامت کے لئے کافی ہے۔

۶۔ اسی طرح ایک اور دعا کا واقعہ عرض کرتا ہوں۔ ہماری عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بانی رکن اور دوسرے امیر، خطیب پاکستان حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی تھے۔ جماعت قادیانی کے مشہور مناظر قاضی نذیر احمد سے آپکی گفتگو ہوئی۔ جب قاضی نذیر قادیانی لا جواب ہو گیا کوئی جواب نہ بن پڑا تو خفت مٹانے اور اپنے ہمراہیوں کو مرعوب کرنے کی غرض سے قاضی احسان احمد شجاع آبادی سے یہی کہا کہ آپ بھی دعا کریں میں بھی دعا کرتا ہوں۔ جو سچا ہوگا اس کی دعا قبول ہو جائے گی اتفاق سے قاضی ایک آنکھ سے عاری تھے۔ ہمارے حضرت قاضی احسان احمد نے فوراً ہاتھ اٹھائے اور فرمایا، یا اللہ اگر مسلمان سچے ہیں اور مرزائی جھوٹے ہیں تو اس قاضی نذیر قادیانی کی آنکھ ٹھیک نہ ہو۔ منہ پر ہاتھ پھیر کر قاضی نذیر قادیانی کو کہا کہ اب آپ دعا کریں کہا اگر آپ سچے ہیں تو آپ کی آنکھ ٹھیک ہو جائے۔

اس پر قاضی نذیر کھسیانی بلی کھبانو چے، کا عملی مصداق بن کر رہ گیا۔
ظلی اور بروزی نبوت کی کہانی

مرزا قادیانی نے لکھا ہے:

”لیکن اگر کوئی شخص اسی خاتم النبیین میں ایسا گم ہو کہ باعث نہایت اتحاد اور نفی غیریت کے اسی کا نام پالیا ہو اور صاف آئینہ کی طرح محمدؐ کی چہرہ کا اس میں انعکاس ہو گیا ہو تو وہ بغیر مہر توڑنے کے نبی کہلائے گا۔ کیوں کہ وہ محمدؐ ہے گو ظلی طور پر۔ پس باوجود اس شخص کے دعویٰ نبوت کے جس کا نام ظلی طور پر محمدؐ اور احمدؐ رکھا گیا پھر بھی سیدنا محمدؐ خاتم النبیین ہی رہا کیونکہ یہ محمدؐ ثانی اسی محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر اور اسی کا نام ہے“

(ایک غلطی کا ازالہ، ص ۲۰۹ ج ۱۸)

مرزا قادیانی کی اس عجیب و غریب تحقیق کا جائزہ تو بعد میں لیا جائے گا۔ پہلے اس پر نظر فرمائیے کہ اس نے حقیقت الوحی ص ۱۰۰ پر خاتم النبیین کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے آنحضرت ﷺ کی توجہ روحانی سے نبی بنتے ہیں۔ جس کا واضح مطلب یہ نکلا کہ کسی کے دعویٰ نبوت سے ختم نبوت کی مہر ٹوٹنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا بلکہ ختم نبوت کی مہر تو مزید نبی بنانے کے لئے ہے۔ اور اس نئی تحقیق میں دعویٰ نبوت کو اس نے ختم نبوت کی مہر ٹوٹنے کا مترادف قرار دیا ہے۔ اور مہر کو ٹوٹنے سے بچانے کے لئے ظلی، بروزی کا دم چھلہ لگایا ہے۔ یعنی دعویٰ نبوت سے تو مہر ٹوٹ جائیگی لیکن کوئی ظل بن جائے اور تصویر ثانی بن جائے تب نہیں ٹوٹے گی۔

اب پہلے مرزا صاحب اور اس کی امت سے یہ پوچھا جائے کہ دونوں میں سے کونسی بات صحیح ہے اور کون سی غلط؟ اگر حقیقت الوحی کے اعتبار سے معنی صحیح ہیں تو مرزا کو ظل اور بروز کا ڈھکوسلہ بنانے کی کیا ضرورت پڑی تھی؟ اور اگر ایک غلطی کا ازالہ کے مطابق معنی صحیح ہیں کہ خاتم النبیین سے نبوت تو ختم ہو چکی ہے یعنی نبوت پر اب بند کی مہر لگ گئی ہے۔ وہ کوئی مہر نہیں کہ اس سے نبی بنا کریں گے۔ ہاں! مرزا کے آنے سے اس لئے وہ مہر نہیں ٹوٹتی کہ وہ ظل اور تصویر ثانی بن کر آیا ہے۔ ظاہر ہے کہ دونوں معنی صحیح نہیں ہو سکتے۔ ایک ضرور غلط ہوگا۔ اب ایک غلطی کے ازالہ کی غلطیاں دیکھئے۔

مرزا نے لکھا ہے کہ ”اس کا حل یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے کامل اتباع سے کوئی شخص ظلی یا بروزی طور پر عین محمد ﷺ بن جاتا ہے“

جواب نمبر ۱۔ اگر یہ صحیح ہے تو ہم دریافت کرتے ہیں کہ ابتداء اسلام سے مرزا قادیانی کی پیدائش تک کیا کسی اور کو بھی یہ کامل اتباع نصیب ہوئی؟ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین میں سے کوئی ظلی طور پر محمد بنایا نہیں؟ جنہوں نے آپ ﷺ کی محبت اور پیروی کے لئے اپنے ماں باپ، بھائیوں سے قتال کیا۔ اور ایک ایک سنت پر جان دی۔ ان میں محمدی چہرہ کا انعکاس ہوا یا نہیں؟ اگر ان میں کسی کو یہ مرتبہ حاصل ہوا تو کیا انہوں نے اس مرزائی ڈھکوسلہ بازی کے مطابق دعویٰ نبوت کیا؟

۲۔ مرزا نے یہ ظل و بروز کی کہانی ہندوؤں کے عقیدہ تناخ سے لیا ہے لیکن مرزائیوں کے ذہب مرنے کی بات ہے کہ مرزا نے بے سمجھے ان سے یہ عقیدہ لیا ہے۔ کیوں کہ ظل اور بروز کا تو اسلام میں کوئی تصور ہی نہیں یہ قطعاً غیر اسلامی عقیدہ ہے۔ اور جن متصوفین نے اس لفظ کو استعمال کیا ہے ان کا مرزائی فلسفہ سے کوئی جوڑ نہیں۔ اور جو لوگ تناخ اور حلول کے قائل ہیں وہ کبھی اس کے قائل نہیں کہ دوسری نئی پیدائش میں آنے والا، بعینہ پہلی پیدائش والے شخص جیسا ہو جاتا ہے، اس کے احکام اور حقوق وہی ہوتے ہیں جو پہلے شخص کے تھے۔ مثلاً فرض کر لو کہ زید مر گیا اور پھر وہ کسی دوسری پیدائش میں آیا۔ اس کے ماں باپ نے نام عمر رکھا تو کسی مذہب و عقیدہ میں عمر کے نام سے پیدا ہونے والے زید کو یہ حق نہیں کہ قدیم حقوق کا مطالبہ کرے۔ اپنی سابق بیوی کو بیوی سمجھے۔ سابق ماں باپ کو ماں باپ کہے۔ وارثوں میں تقسیم شدہ جائداد کو اپنی ملک قرار دے دے۔

مرزا قادیانی کا فلسفہ سب سے زالا ہے کہ اسلامی عقیدہ کو تو خراب کیا ہی تھا۔ تناخ کے عقیدہ کا بھی ستیاناس کر دیا کہ جس شخص کو ظل و بروز قرار دیا اس کو یہ حق بھی دیدیا کہ وہ اپنے پچھلے سارے حقوق کا مالک بنا رہے۔ وہ اپنے کو رسول و نبی بھی کہے اور ساری دنیا کو اپنی نبوت ماننے پر مجبور بھی کرے اور جو نہ مانے اس کو کافر کہے۔ پہلے حق کا حوالہ دیکر اپنے گرد جمع ہونے والے ڈفالیوں کو صحابہ سے تعبیر کرے اور اپنی چڑیل بیویوں کو اسی بنیاد پر ام المومنین کا لقب دے۔ فیاللعجب!

ایں کار از تومی آید و مرداں چنیں کنند

۳۔ اس کے بعد کوئی مرزا صاحب سے پوچھے کہ نبوت و رسالت کے معاملہ میں آپ کے ظل و بروز کے فلسفہ پر کیا کوئی قرآن و حدیث کی شہادت بھی موجود ہے؟ کہیں قرآن کریم نے ظلی و بروزی نبی کا ذکر کیا ہے؟ یا کسی حدیث میں اس کا کوئی اشارہ ہے؟ اور اگر ایسا نہیں تو پھر اسلام کا دعویٰ رکھتے ہوئے اسلام کے بنیادی عقیدہ رسالت میں اس ہندوۂ انہ عقیدہ کو ٹھونسنا کون سی دینی روایت یا عقل و شریعت ہے؟

۴۔ صرف یہی نہیں کہ بروز اور نبی بروزی کے پیدا ہونے سے احادیث و قرآن کی نصوص خالی اور ساکت ہیں۔ بلکہ آنحضرت ﷺ کی بہت سی احادیث اس کے بطلان کا اعلان صاف صاف کر رہی ہیں۔

ملاحظہ ہو وہ حدیث جو آخری نبی ﷺ نے اپنے آخری اوقات حیات میں بطور وصیت ارشاد فرمائی اور جس کے الفاظ یہ ہیں۔

”یا ایہا الناس انه لم یبق من مبشرات النبوة الا الرویا الصالحة“ رواہ مسلم و النسائی و غیرہ عن ابن عباسؓ ”اے لوگو! مبشرات نبوت میں سے سوائے اچھے خوابوں کے اور کچھ باقی نہیں رہا۔

اور اسی مضمون کی ایک اور حدیث بخاری و مسلم و غیرہ نے حضرت ابوہریرہؓ سے بھی روایت کی ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں ”لم یبق من النبوت الا المبشرات“ بخاری کتاب التفسیر و مسلم ”نبوت میں سے کوئی جز باقی نہیں رہا سوائے اچھے خوابوں کے۔

اور اسی مضمون کی ایک حدیث حضرت حذیفہ بن اسیدؓ سے طبرانی نے روایت کی ہے۔ اور نیز امام احمدؒ اور ابوسعیدؒ اور مردویہؒ نے اسی مضمون کی ایک حدیث حضرت ابو طفیلؓ سے بھی روایت کی ہے۔ اور احمدؒ اور خطیبؒ نے بھی یہی مضمون بروایت عائشہؓ نقل کیا ہے۔ جن میں سے بعض کے الفاظ یہ ہیں ”ذہبت النبوت و بقیة المبشرات“ نبوت تو جاتی رہی اور اچھا خواب باقی رہ گئے۔

الغرض ان متعدد احادیث کے مختلف الفاظ کا خلاصہ مضمون یہ ہے کہ نبوت ہر قسم کی بالکل مختتم اور منقطع ہو چکی۔ البتہ اچھے خواب باقی ہیں جو کہ نبوت کا چھایا لیسواں جز ہیں۔ (جیسا کہ بخاری و مسلم و غیرہ کی احادیث سے ثابت ہوتا ہے)

لیکن ظاہر ہے کہ کسی چیز کے ایک جزو موجود ہونے سے اس چیز کا موجود ہونا لازم نہیں آتا۔ اور نہ جزو کا وہ نام ہوتا ہے جو اس کے کل کا ہے۔ ورنہ لازم آئے گا کہ صرف نمک کو پلاؤ کہا جائے۔ کیوں کہ وہ پلاؤ کا جزو ہے۔ اور ناخن کو انسان کہا جائے کیوں کہ وہ انسان کا جزو ہے۔ اسی طرح ایک مرتبہ اللہ اکبر کہنے کو نماز کہا جائے کیوں کہ وہ نماز کا جزو ہے یا کھلی کرنے کو غسل کہا جائے کیوں کہ وہ غسل کا جزو ہے

غرض کوئی اہل عقل انسان جزو اور کل کو نام میں بھی برابر نہیں کر سکتا۔ احکام کا تو کہنا کیا۔ پس اگر نمک کو پلاؤ اور پانی کو روٹی اور ایک ناخن یا ایک بال کو انسان نہیں جہ سکتے تو نبوت کے چھیا لیسویں جزو کو بھی نبوت نہیں کہہ سکتے

خلاصہ یہ ہے کہ حدیث میں نبوت کے بالکلیہ انقطاع کی خبر دیکر اس میں سے نبوت کی کوئی خاص قسم یا اس کا کوئی فرد مستثنیٰ نہیں کیا گیا۔ بلکہ استثناء کیا گیا تو صرف چالیسویں جزو کا کیا گیا ہے۔ جس کو کوئی انسان نبوت نہیں کہہ سکتا۔

اب منصف مزاج ناظرین ذرا غور سے کام لیں کہ اگر نبوت کی کوئی نوع یا کوئی جزئی مستقل یا غیر مستقل، تشریحی یا غیر تشریحی، ظنی یا بروزی، عالم میں باقی رہنے والی تھی تو بجائے اس کے کہ آنحضرت ﷺ نبوت کے چھیا لیسویں جزو کا استثناء فرمائیں ضروری تھا کہ اس نوع نبوت کا استثناء فرماتے۔

اور جبکہ آپ ﷺ نے استثناء میں صرف نبوت کے چھیا لیسویں جزو کو خاص کیا ہے۔ تو یہ کھلا ہوا اعلان ہے کہ یہ بروزی نبوت جو مرز قادیانی نے ایجاد کی ہے (اگر بالفرض کوئی چیز ہے اور اس کا نام نبوت رکھا جاسکتا ہے) تو آنحضرت کے بعد یہ بھی عالم میں موجود نہ رہیگی۔

۵۔ حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

”کانت نبو اسرائیل تسوسہم الانبیاء کلما ہلک نبی فخلفہ نبی وانہ لا نبی بعدی وسیکون خلفاء فیکثرون قالوا فما تامرنا یا رسول اللہ قال فو بیعة الاول فالاول اعطوہم حقہم۔ (بخاری ص ۴۹۱ ج ۱، مسلم کتاب الایمان ومند احمد ص ۲۹۷ ج ۲ وابن ماجہ وابن جریر، وابن ابی شیبہ)

آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد میں غور کرو کہ کس طرح اول تو نبوت کے بالکلیہ انقطاع کی خبر دی اور پھر جو چیز نبوت کے قائم مقام آپ ﷺ کے بعد باقی رہنے والی تھی اس کو بھی بیان فرما دیا۔ جس میں صرف خلفاء کا نام لیا گیا ہے۔ اگر آپ ﷺ کے

بعد کوئی بروزی نبی آنے والا تھا اور نبوت کی کوئی قسم بروزی یا ظلی، مستقل یا غیر مستقل، تشریحی یا غیر تشریحی دنیا میں باقی رہنے والی تھی تو سیاق کلام کا تقاضہ تھا کہ اس کو ضرور اس جگہ ذکر فرمایا جاتا۔

اور جب آنحضرت ﷺ نے اپنے بعد نبوت کا قائم مقام صرف خلفاء کو قرار دیا ہے۔ تو ضعف اس کا اعلان ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی بروزی وغیرہ نہیں ہو سکتا

۶۔ حضرت ابو مالک اشعرؓ روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا
 ”ان الله بهذا هذا الامر نبوة ورحمة و كائننا خلافة ورحمة“ (رواہ فی الطہرانی فی الکبیر)
 اللہ تعالیٰ نے اس کام کو ابتداء نبوة اور رحمت بنایا اور اب خلافت اور رحمت ہو جانے والا ہے۔
 اس حدیث میں بھی اختتام نبوت اور اس کے بالکلیہ انقطاع کے ساتھ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ نبوت رحمت ختم ہو کر خلافت رحمت باقی رہے گی۔ جس میں صاف اعلان ہے کہ نبوت کی کوئی قسم بروزی یا ظلی وغیرہ نہیں رہے گی ورنہ ضروری تھا کہ بجائے خلافت کے اس کے ذکر کو مقدم رکھا جاتا۔

۷۔ آخر میں ہم ناظرین کی توجہ ایک ایسے امر کی طرف منعطف کرتے ہیں کہ جس میں تھوڑا سا غور کرنے سے ہر شخص اس پر بلا تامل یقین کرے گا۔ کہ آپ ﷺ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی بروزی، ظلی وغیرہ نہیں ہو سکتا۔

جس کا حاصل یہ ہے کہ غالباً کوئی ادنیٰ مسلمان اس میں شک نہیں کر سکتا کہ نبی کریم ﷺ اپنی امت پر سب سے زیادہ شفیق اور مہربان ہیں۔ آپ ﷺ کو دنیا کی تمام چیزوں میں اس سے زیادہ محبوب کوئی چیز نہیں کہ ایک آدمی کو ہدایت ہو جائے اور اسی طرح اس سے زیادہ کوئی چیز رنج و دہ اور باعث تکلیف نہیں کہ لوگ آپ ﷺ کی ہدایت کو قبول نہ کریں۔ خداوند سبحان اپنے رسول کی رحمت و شفقت کو اس طرح بیان فرماتا ہے ”عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم“ سخت گراں ہے رسول اللہ ﷺ پر تمہاری تکلیف۔ وہ تمہاری ہدایت پر حریص ہے اور مسلمانوں پر شفیق و مہربان۔

اور دوسری جگہ آپ ﷺ کی تبلیغی کوششوں کو ان وزن دار الفاظ میں بیان فرمایا ہے
 ”لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَفْسَكَ أَلَّا يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ“ (شعر ۲۱) شاید آپ ﷺ اپنی جان کو ان کے پیچھے گواں دیں گے اگر وہ ایمان نہ لائیں۔

پھر اس نبی امی (فداہ ابی وامی) کے ارشاد و تبلیغ پر جانکاہ کوشش، مخلوق کی ہدایت کے لئے سخت ترین جفا کشی۔ ان کی سخت سے سخت ایذاؤں پر صبر و تحمل۔ کفار کی جانب سے پتھروں کی بارش کے جواب میں ”اللہم اھد قومی فانہم لا یعلمون“ اے اللہ! میری قوم کو ہدایت کر کیوں کہ وہ جانتے نہیں۔ فرمانا ایک ناقابل انکار مشاہدہ ہے جو آپ ﷺ کی اس شفقت کی خبر دے رہا ہے جو کہ آپ ﷺ کو خلق اللہ کی ہدایت کے ساتھ تھی۔

اور اسی وجہ سے آپ ﷺ نے امت کو ایسی سیدھی اور صاف روشن شاہراہ پر چھوڑا ہے کہ قیامت تک اس پر چلنے والے کے لئے کوئی خطرہ نہیں۔ بلکہ ”لیہا دنہار ہا سوا“ کا مصداق ہے۔ یعنی اس کا رات اور دن برابر ہے۔

آپ ﷺ کے بعد قیامت تک جس قدر فتنے پیدا ہونے والے تھے اگر ایک طرف انکی ایک ایک خبر دے کر ان سے محفوظ رہنے کی تدبیریں امت کے لئے بیان فرمائیں تو دوسری جانب اس امت میں جس قدر قابل اتباع اور تقلید انسان پیدا ہوئے والے تھے ان میں ایک ایک سے امت کو مطلع فرما کر ان کی اقتدا کا حکم دیا۔ غرض کوئی خیر باقی نہیں کہ جس کی تحصیل کے لئے امت کو ترغیب نہ کی ہو۔ اور کوئی شر باقی نہیں کہ جس سے امت کو ڈرا کر اس سے بچنے کی تاکید نہ فرمائی ہو۔

چنانچہ آپ ﷺ نے اپنے بعد امت کو حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت فاروق اعظمؓ کی اقتدا کا حکم کیا اور فرمایا ”اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر (بخاری) ان دو شخصوں کی اقتدا کرو جو میرے بعد خلیفہ ہوں گے۔ یعنی ابو بکر اور عمرؓ۔ ایک جگہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”علیکم بسنتی و سنتی الخلفاء الراشدین“ ایک جگہ ارشاد فرمایا ”انہی ترکت فیکم ما ان اخذتم بہ لن تصلوا کتاب اللہ و عترتی“ (ترمذی ص ۴۳۱ ج ۱)

پھر آپ ﷺ نے اطلاع دی کہ ہر سو سال کے بعد ایک مجدد پیدا ہوگا جو امت کی عملی خرابیوں کی اصلاح فرما کر ان کو نبی ﷺ کی ٹھیک سنت پر قائم کریگا اور آپ ﷺ کی ان سنتوں کو زندہ کرے گا جن کو لوگ بھلا چکے ہوں گے۔ (رواہ ابوداؤد و الحاکم)

اور ارشاد فرمایا کہ آخر زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے اور اس امت کے لئے امام ہو کر ان کی عملی خرابیوں کی اصلاح فرمائیں گے۔ یہاں تک کہ حضور ﷺ نے اپنے بعد ہونے والے خلفاء کی اطاعت کا حکم فرمایا اور اسکی یہاں تک تاکید فرمائی لفظ

وصیت سے اس تاکید کو بیان فرمایا۔ ”اوصیکم بتقوی اللہ والسمع والطاعة ولو امر علیکم عبد حبشی مجدع الاطراف“ (مسند احمد ابوداؤد ترمذی) میں تم کو اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں اور خلفاء کی اطاعت و فرمانبرداری کی وصیت کرتا ہوں۔ اگرچہ تم پر ایک حبشی غلام لنگڑا لولا حاکم بنا دیا جائے۔

اب منصف ناظرین غور فرمائیں! اگر اس امت میں کوئی کسی قسم کا ظلی بروزی نبی پیدا ہونے والا ہوتا تو ضروری تھا کہ آنحضرت ﷺ سب سے زیادہ اس کا ذکر فرماتے۔ اور اس کے اتباع کی تاکید فرماتے۔ ورنہ ایک عجیب حیرت انگیز بات ہوگی کہ ایک لنگڑے غلام حبشی کی اتباع کی تو تاکید کی جائے اور ایک انوکھی اور بروزی رنگ میں پیدا ہونے والے ظلی نبی کا کوئی تذکرہ ہی نہ ہو۔ حالانکہ یہ بھی ظاہر ہے کہ خلیفہ کی اطاعت سے باہر ہونے سے زیادہ سے زیادہ ایک آدمی فاسق کہلائے گا لیکن نبی کے انکار سے تو آدمی کافر ہو جائے گا۔ تو نبی کا ذکر تو نہ ہو اور خلفاء کا ذکر ہر جگہ ہو یہ کیسا الٹا معاملہ ہوگا۔

قادیانیو! ذرا سوچو! کہ وہ نبی جس کو رؤف و رحیم اور رحمۃ للعالمین کا خطاب خدائے پاک دیتا ہے۔ وہ مخلوق خدا کو چھوٹی چھوٹی باتوں کی تو خبر دیتا ہے لیکن کسی ایک حدیث میں بھی یہ اشارہ تک نہیں دیتا کہ چودہویں صدی میں ہم خود دوبارہ بروزی رنگ میں دنیا میں آئیں گے، اس وقت ہماری تکذیب نہ کرنا۔ امت کو معمولی گناہوں سے بچنے کی تو تاکید کرتا ہے مگر ان کو کفر صریح میں مبتلا ہونے سے نہیں روکتا۔ معاذ اللہ! معاذ اللہ!

خلاصہ کلام یہ ہے کہ حدیث میں اس کا صاف اعلان ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی ظلی، بروزی، تشریحی، غیر تشریحی نبی پیدا نہیں ہوگا۔

ظلی اور بروزی پر ایک اہم گزارش!

پہلے ظلی اور بروز سے متعلق مرزائی تحریرات ملاحظہ فرمائیے اور پھر فیصلہ کیجئے کہ کیا ظلی و بروز کا مرزائی فلسفہ کسی کے سمجھ میں آنے والا ہے؟

۱۔ مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا آنا بعینہ محمد رسول اللہ کا گویا دوبارہ آنا ہے۔ یہ بات قرآن سے صراحتہ ثابت ہے کہ محمد رسول اللہ دوبارہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بروزی صورت اختیار کر کے آئیں گے“ (اخبار الفضل ج ۲ نمبر ۲۲) حالانکہ آج تک کسی مرزائی ماں نے ایسا بچہ جنم نہیں دیا کہ اسے قرآن سے ثابت کر دکھائے۔ اگر کوئی ہے تو سامنے آئے۔ (ناقل)

۲۔ پھر مثیل اور بروز میں بھی فرق ہے۔ بروز میں وجود بروزی اپنے اصل کی پوری تصویر ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ نام بھی ایک ہو جاتا ہے..... بروز اور اتار ہم معنی ہیں“ (الفضل ۱۲۰ اکتوبر ۱۹۳۱ء)

۳۔ میں احمدیت میں بطور بچہ کے تھا جو میرے کانوں میں یہ آواز پڑی۔ مسیح موعود محمد است وعین محمد است“ (اخبار الفضل قادیان ۷ اگست ۱۹۱۵ء ج ۲ نمبر ۲۴)

۴۔ ”اس میں کیا شک رہ جاتا ہے کہ قادیان میں اللہ تعالیٰ نے پھر محمد ﷺ کو اتارا“ (کلمۃ الفصل ص ۱۰۵)

۵۔ پس مسیح موعود (مرزا قادیانی) خود محمد رسول اللہ ہے۔ جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے“ (کلمۃ الفصل ص ۱۵۸)

۶۔ ”مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهُ“ (الفتح ۲۹) اس وحی الہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی“ (ایک منطی کا ازالہ ص ۲۷ ج ۱۸)

مذکورہ بالا مرزائی تحریرات و اقرا رات کا واضح مطلب یہ ہے کہ مرزا قادیانی اور حضور ﷺ ہر لحاظ سے ایک ہیں۔ لیکن دریافت طلب امر یہ ہے کہ آیا دونوں جسم و روح ہر دو لحاظ سے ایک تھے۔ یا حضور ﷺ کی صرف روح مرزا قادیانی میں داخل ہوئی تھی۔ پہلی صورت بدلتہ غلط ہے۔ اسلئے کہ حضور ﷺ کا جسم اطہر گنبد خضرا میں مدفون ہے۔ اور دوسری صورت میں تنازع کا قائل ہونا پڑے گا جو عقائد اسلام کے خلاف ہے۔ علاوہ ازیں قرآن حکیم شہداء کی حیات کا قائل ہے۔ انبیاء کا درجہ شہداء سے بہت بلند ہوتا ہے تو لازماً انبیاء بھی حیات سے بہرہ ور ہیں۔ تو پھر مرزا قادیانی میں انبیاء کی روح کہاں سے آگئی تھی؟ آریائی فلسفہ سے تو بروز و اتار کا مسئلہ سمجھ میں آتا ہے کہ یہ لوگ تنازع کے قائل ہیں لیکن اسلام کی سیدھی سادی تعلیم اس پیچیدگیوں کی تحمل نہیں ہو سکتی۔

اور اگر عینیت سحر اود وحدت اوصاف و کمالات ہوں تب بھی بات نہیں بنتی اسلئے کہ:

- ۱۔ حضور ﷺ امی تھے۔ اور مرزا کئی کتابوں کا مصنف ہے۔
- ۲۔ حضور ﷺ عربی تھے۔ اور مرزا جمی ہے۔
- ۳۔ حضور ﷺ قریشی تھے۔ مرزا مغل کا بچہ ہے اور خود کو فارسی ہونیکا مدعی ہے۔
- ۴۔ حضور ﷺ دنیوی لحاظ سے بے برگ و بے نوا تھے۔ جبکہ مرزا گورکھس قادیان کہلانے کا بچہ دشوق تھا۔ اور زمین و باغات کا مالک تھا۔

- ۵- حضور ﷺ نے مدنی زندگی کے دس برس میں سارا جزیرہ عرب زیر نگین کر لیا تھا۔ اور مرزا غلامی زندگی کو پسند کرتا تھا۔ جہاد و فتوحات کا قائل ہی نہ تھا۔
- ۶- حضور ﷺ کیہاں قیصر و کسریٰ کے استبداد ختم کرنے کا پروگرام تھا۔ اور مرزا انگریز کے جابرانہ و غاصبانہ تسلط کو قائم رکھنے کے منصوبے بناتا تھا۔
- ۷- حضور ﷺ کے ہاں اسلام کو آزادی کا مترادف قرار دیا گیا ہے اور مرزا کے اسلام غلامی کا مترادف ہے۔
- ۸- حضور ﷺ کی صداقت کی گواہی غیروں نے بھی دی۔ جبکہ مرزا کو آج تک مرزائی سچا ثابت نہ کر سکے۔ اور نہ کر سکیں گے۔ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔
- ۹- حضور ﷺ کی صاف ستھری زندگی سب پر عیاں ہے۔ جبکہ مرزائیوں کی ماں نے ایسا بچہ جنم نہیں دیا جو مرزا کے گھناؤنے کیریکٹر پر بحث کرے۔
- ۱۰- حضور ﷺ کی مالی معاملات اور حقوق العباد کی ادائیگی میں بے مثال زندگی دنیا بھر کے لئے نمونہ ہے۔ جبکہ مرزا کی خیانت اور لوگوں کے حقوق ادا نہ کرنا آج بھی مرزائیوں کے لئے سوہان روح بنا ہوا رہتا ہے۔

الغرض نہ وحدت جسم اور وحدت روح کا دعویٰ درست ہے اور نہ وحدت کمالات و اوصاف کا تو پھر ہم یہ کیسے باور کر لیں کہ مرزا قادیانی عین محمد ہے یا محمد ﷺ کا بروز؟

(معاذ اللہ۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ)

ختم نبوت اور بزرگان امت

قارئین محترم! قادیانی گروہ چند بزرگان دین کی کچھ عبارتوں کو غلط معانی کا جامہ پہنا کر عوام کے دلوں میں وسوسہ پیدا کرنے کی شیطانی کوشش کرتے ہیں۔ قادیانیوں کے اس دجل کو پارہ پارہ کرنے کے لئے ابتدائی چند اصولی باتیں زیر نظر رہنی چاہئیں۔

- ۱- پہلے آپ پڑھ چکے ہیں کہ قادیانی کس طرح قرآن و سنت سے کتر بیونت کر کے مطلب برآری کرتے ہیں۔ جو گروہ قرآن و سنت پر اپنے دجل کا کلبھاڑا چلانے سے باز نہیں رہتا۔ اگر وہ بزرگان دین کی عبارتوں میں قطع و برید کرے یا کسی بات کو اس کے سیاق سباق سے ہٹا کر اپنے دجل و تلخیص کا مظاہرہ کرے تو یہ امر ان سے کوئی بعید نہیں۔

۲- ہمارا دعویٰ ہے کہ حضور پاک ﷺ سے لیکر آج تک کوئی شخص امت محمدیہ میں ایسا پیدا نہیں ہوا جس کا یہ عقیدہ ہو کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی بن سکتا ہے۔ یا یہ کہ آپ کے بعد فلاں شخص نبی تھا۔ اگر قادیانیوں میں ہمت ہے تو کوئی ایک مثال پیش کریں۔ انشاء اللہ قیامت کی صبح تک وہ ایسا نہیں کر سکتے۔

۳- وہ توجیہات و احتمالات جو فرض محال کے درجہ میں ہوں اگر، مگر، چنانچہ، چونکہ، وغیرہ کی قیدیں جن عبارات کے ساتھ لگی ہوئی ہوں ان سے کوئی بددیانت اور بدعقیدہ ہی عقائد کے باب میں استدلال کرے گا۔ ورنہ عقائد میں نص صریح اور صحیح کے علاوہ کسی کا گزر نہیں ہوتا چہ جائیکہ ان سے عقیدہ ثابت کیا جائے۔

پھر جن حضرات نے توجیہ کے یہ جملے ”اگر ہوتے تو ایسے ہوتے“ وغیرہ کہیں استعمال میں لائے ہیں تو صراحت وہ اس بات کے قائل ہیں۔

- ۱- آپ ﷺ پر نبوت ختم ہے۔
- ۲- آپ ﷺ کے بعد کوئی شخص کسی قسم کا نبی نہیں بن سکتا۔
- ۳- آپ ﷺ کے بعد آج تک کوئی شخص نبی نہیں بنا۔
- ۴- جس کسی شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا تو اسے کافر گردانا ہے۔ ظاہر بات ہے کہ مدعی نبوت کو کافر قرار دیتے ہوئے ان کے اس قسم کے جملے ”اگر ہوتے تو ایسے ہوتے“ ”لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا“ (الانبیاء: ۲۲) کے ہی قبیل سے ہونگے۔ یعنی تعلیق بالحال قرار دئے جائیں گے۔ لیکن قادیانی دحل کو دیکھئے کہ وہ محال کو احتمال اور احتمال کو استدلال سمجھ کر بے پرکی اڑائے جاتے ہیں۔ ”وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ“ (بقرہ: ۹)

۵- جملہ اکابرین نے ختم نبوت کا یہی معنی سمجھا کہ آپ ﷺ کے بعد اب کسی کو منصب نبوت سے نہ نوازا جائے گا۔ اب کسی کو نبوت نہ ملے گی۔ نہ یہ کہ پہلی سب رسالتیں ختم ہو گئیں۔ ہاں اب ان رسالتوں میں سے کسی کا حکم نافذ نہیں ہوگا۔ مفہوم ختم نبوت کا تقاضہ یہ ہے کہ پہلے پیغمبروں میں سے کوئی تشریف لائیں (جیسے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام) تو وہ آپ ﷺ کی شریعت کے ماتحت اور مطیع ہو کر آئیں گے۔ کیوں کہ یہ دور دور محمدی ہے۔ آپ ﷺ کی شان خاتمیت کے پیش نظر دو باتیں ہیں۔ اول یہ کہ آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہو۔ دوم یہ کہ پہلوں میں سے کوئی آجائے تو وہ آپ کی شریعت کے تابع ہو کر، آپ کی شریعت کا مبلغ ہو کر رہے۔

خلاصہ یہ کہ آپ ﷺ کی نبوت قیامت تک جاری و ساری ہے اب آپ کے بعد کسی کو نبوت ملنا ممکن نہیں رہا۔ بلکہ بند و بس ہو گیا۔ نبوت کی رحمت جو پہلے تغیر پذیر تھی اب پوری آن وہاں، کمال و شان کے ساتھ نوع انسانی کے پاس آپ ﷺ کی شکل مبارک میں ہمیشہ موجود رہے گی۔ ہم سے کوئی نعمت چھینی نہیں گئی بلکہ امت محمدیہ ﷺ کی رحمت کے مسئلہ پر آپ ﷺ کے ہوتے ہوئے ایسی مالا مال کر دی گئی ہے کہ اب کسی اور نبوت کی ضرورت نہیں۔ جس طرح سورج نکلنے کے بعد چراغ کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ آپ ﷺ کی آفتاب رسالت ہوتے ہوئے نوع انسانی کا کوئی فرد بشر کسی اور چراغ نبوت کا محتاج نہیں۔

۶۔ آنحضرت ﷺ زمانہ کے اعتبار سے تمام انبیاء علیہم السلام کے آخر میں تشریف لائے اور اپنے مقام و مرتبہ، منصب و شان کے اعتبار سے بھی آپ ﷺ پر مراتب ختم ہو گئے۔ آپ ﷺ پر تمام مراتب کی انتہا فرمادی گئی۔ اس ختم نبوت مرتبی کو ختم نبوت زمانی لازم ہے۔ ان میں تباہ و تاقض نہیں اور نہ ختم نبوت مرتبی کے بیان سے ختم نبوت زمانی کی نفی لازم آتی ہے۔ قادیانی و سوسہ اندازوں نے ایک کے اقرار کو محض اپنے دھل سے دوسرے کی نفی لازم قرار دے کر اپنا غلط مقصد پورا کرنے کے لئے چور دروازہ کھول دیا اور مرزا کو اس میں داخل کرنے کے درپے ہو گئے۔

بزرگان اسلام میں جن حضرات نے آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت مرتبی بیان کی قادیانی و سوسہ انداز فوراً کود پڑے کہ اس سے ہماری تائید ہوگئی۔ اور انھوں نے اُن بزرگوں کی اُن عبارات پر سرسری نظر بھی نہ ڈالی جن میں حضور ﷺ کی ختم نبوت زمانی کا صریح طور پر ذکر ہے۔

جبکہ وہ تمام حضرات ختم نبوت مرتبی کی طرح ختم نبوت زمانی کے بھی قائل ہیں اور اس کے منکر کو کافر سمجھتے ہیں۔ بعض بزرگ ایسے تھے جنھوں نے حضرت عیسیٰ ابن مریم کی آمد ثانی کے ذکر میں حضور ﷺ کے بعد ایک پرانے نبی کی آمد کا بیان کیا تھا۔ قادیانی و سوسہ اندازوں نے اسے امت میں ایک نئے نبی کی آمد کا جواز قرار دے کر مسیح ابن مریم کی بجائے مرزا قادیانی بن چراغ بی بی کو باور کر لیا۔ ان دو باتوں (۱) ختم نبوت مرتبی (۲) حضرت عیسیٰ ابن مریم کی آمد ثانی کو خواہ مخواہ حضور ﷺ کی ختم نبوت زمانی کے مقابل لاکھڑا کیا۔

اس سلسلہ میں عرض ہے کہ قادیانی جو عبارتیں پیش کرتے ہیں اگر ان کو اس تناظر میں دیکھا جائے تو قادیانی دجل نقش بر آب، یا تار عنکبوت سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ قادیانی اپنے الحادی عقیدہ کو کشید کرتے وقت یہ بھول جاتے ہیں کہ ضروریات دین کوتاہ و دل و تحریف کا آب و دانہ مہیا کرنا اہل حق کا شیوہ نہیں۔

۷۔ جن حضرات کی عبارتوں سے قادیانی اپنے الحادی عقیدہ کو کشید کرنے کے لئے سعی لا حاصل کرتے ہیں ان کے پیش نظر جو امور تھے ان کی تفصیل یہ ہے۔

الف۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تشریف لانا بظاہر آیت ختم النبیین اور حدیث لا نبی بعدی کے منافی معلوم ہوتا ہے۔ اس کے متعلق حضرت شیخ محی الدین ابن عربیؒ نے فرمایا کہ ”وان عیسیٰ علیہ السلام اذا نزل ما یحکم الا بشریعة محمد ﷺ“ (فتوحات مکیہ ج ۱۲ باب ۱۵) حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب تشریف لائیں گے تو وہ صرف نبی کریم ﷺ کی شریعت پر عمل پیرا ہونگے اس کے مطابق فیصلہ کریں گے یعنی اپنے نبوت و رسالت کی تبلیغ کے لئے نہیں۔ آنحضرت ﷺ کی شریعت کے اجرا، و نفاذ خدمت و تمکین کے لئے تشریف لائیں گے۔

ب۔ حدیث ”لم یبق من النبوت الا المبشرات“ میں نبوت کے ایک جز کو باقی کہا گیا ہے۔ یہ حدیث سطحی طور پر ”لا نبی بعدی“ کے مخالف نظر آتی ہے حضرت محی الدین ابن عربیؒ نے اس کے متعلق تحریر فرمایا ”قالت عائشةؓ اول ما بدی بہ رسول اللہ ﷺ من الوحی الرؤیا فکان لا یری رؤیا الا خرجت مثل فلق الاصبح وہی التی ابقی اللہ علی المسلمین وہی من اجزاء النبوت لما ارتفت النبوت بالکلیتو لہذا قلنا انما ارتفعت نبوة التشريع فلهذا معنی لا نبی بعدہ“ (فتوحات مکیہ ج ۲ باب ۷۳، سوال ۲۵) حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کو وحی سے پہلے سچے خواب نظر آتے تھے جو چیز رات کو خواب میں دیکھتے تھے وہ خارج میں صبح روشن کی طرح ظہور پذیر ہو جاتی تھی اور یہ وہ چیز ہے جو مسلمانوں میں اللہ تعالیٰ نے باقی رکھی ہے اور یہ سچا خواب نبوت کے اجزاء میں سے ہے۔ پس اس اعتبار سے نبوت کلی طور پر بند نہیں ہوئی۔ اور اسی وجہ سے ہم نے کہا کہ لا نبی بعدی کا معنی یہ ہے کہ حضور ﷺ کے بعد نبوت تشریف باقی نہیں۔

اس عبارت سے روز روشن کی طرح واضح ہوا کہ

نبوت میں سے سوائے اچھے خوابوں کے کچھ باقی نہیں۔ کیا ہر اچھا خواب دیکھنے والا نبی ہوتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ ناخن انسان کے جسم کا جز ہے، انیٹ مکان کا جز ہے، مگر ناخن پر انسان کا اور انیٹ پر مکان کا اطلاق کوئی جاہل نہیں کرتا۔ اسی طرح اچھے خواب دیکھنے والے کو آج تک امت کے کسی فرد نے نبی قرار نہیں دیا۔

نیز نبی چاہے وہ صاحب کتاب و شریعت ہو یا نہ ہو بلکہ کسی دوسرے نبی کی کتاب و تابعداری کا اسے حکم ہو۔ غرض کسی بھی نبی کو جو وحی ہوگی وہ امر و نہی پر مبنی ہوگی۔ جیسے حضرت ہارون علیہ السلام کو وحی ہوئی کہ آپ موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کی تابع داری کریں تو یہ امر ہے۔ حضرت شیخ ابن عربیؒ اور اس قبیل کے دوسرے صوفیاء کے نزدیک ہر نبی کو جو بھی وحی ہو تشریحی ہوتی ہے۔ اب وہ بھی باقی نہیں رہی۔ یعنی اب کسی شخص کو انبیاء والی وحی نہ ہوگی بلکہ غیر تشریحی جس میں بجائے امر و نہی کے ایقان و اطمینان کا الہام و بشارت ہو یہ اولیاء کو ہوگا۔ ان اولیاء کو وہ غیر تشریحی قرار دیتے ہیں پھر کسی بھی ولی کو وہ غیر تشریحی نبی کا نام نہیں دیتے۔ نہ ہی ان کی اطاعت کو فرض قرار دیتے ہیں، نہ ہی ان اولیاء کے انکار کو کفر قرار دیتے ہیں۔ خدا لگتی قادیانی بتائیں کہ اس غیر تشریحی نبی کے لفظ سے وہ نبوت ثابت کر رہے ہیں یا صرف ولایت کو باقی تسلیم کر رہے ہیں۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کے بعد تشریحی نبوت بند ہے۔ یہی معنی ہے لا نبی بعدی کا غیر تشریحی یعنی اولیاء وہ ہو سکتے ہیں۔ اولیاء کے نیک خوابوں کی بنیاد پر ان کو کسی نے آج تک نبی قرار دیا؟ اس کو یوں فرض کریں کہ نبی خبر دینے والے کو کہتے ہیں اگر خبر وحی سے ہو تو وہ نبی ہوگا، واجب الاطاعت ہوگا، اس کی وحی خطا سے پاک ہوگی، شریعت کہلائے گی، اس کا منکر کافر ہوگا اور اگر خبر اس نے الہام وغیرہ سے دی تو وہ نبی نہ ہوگا، واجب الاطاعت نہ ہوگا، اس کی خبر (الہام) خطا سے پاک نہ ہوگی۔ شریعت نہ ہوگی اس کا منکر کافر نہ ہوگا، اور نہ اس پر نبی کے لفظ کا اطلاق کیا جائے گا۔ یہ غیر تشریحی وحی (الہام) والا صرف ولی ہوگا۔ فرمائیے یہ ختم نبوت کا اعلان ہے یا انکار؟

ج۔ بعض علماء و صوفیاء کو وحی و الہام سے نوازا جاتا ہے۔ اس سے بادی النظر میں ختم نبوت سے تعارض معلوم ہوتا ہے۔ اس کے متعلق شیخ ابن عربیؒ تحریر کرتے ہیں ”فلا ولیاء والا نبیاء، الخبر خاصة ولا نبیاء اشرايع والرسول والخبر والحکم“ (فتوحات مکہ)

ج ۲ باب ۵۸ (ص ۲۵) انبیاء و اولیا کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر خاصہ (وحی والہام) کے ذریعہ خصوصی خبر دی جاتی ہے اور انبیاء کے لئے تشریحی احکام، شریعت و رسالت، خبر و احکام نازل ہوتے ہیں۔ شریعت و رسالت، خبر و احکام گویا انبیاء کا خاصہ ہے۔ اور پھر شیخ ابن عربی جس خبر (الہام اور رہنمائی) کو اولیا کے لئے جاری مانتے ہیں اس کو تو وہ حیوانات میں بھی جاری مانتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔

‘وهذه النبوة جارية سارية في الحيوان مثل قوله تعالى و اوحى ربك الى النحل’ (فتوحات مکیہ ج ۲ باب ۵۵ ص ۲۵) اور نبوت حیوانات میں بھی جاری ہے جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تیرے رب نے شہد کی مکھی کو وحی کی۔

اب شیخ ابن عربی کی اس صراحت نے تو یہ بات واضح کر دی کہ وہ جہاں پر نبوت اولیا کے لئے جاری مانتے ہیں ان کو وحی نبوت نہیں خبر و ولایت سمجھتے ہیں جو صرف رہنمائی تک محدود ہی۔ احکام و اخبار، امر و نہی، شریعت و رسالت کا اس سے تعلق نہیں ہے۔ یہ صرف رہنمائی ہے۔ اس پر انھوں نے لفظ نبوت کا استعمال کیا۔ اور گھوڑے، گدھے، بلی، چھپکلی، چمگادڑ، الو، اور شہد کی مکھی تک میں اسکو جاری مانتے ہیں۔ کیا یہ نبی ہیں؟ ظاہر ہے کہ اس سے وہ صرف رہنمائی مراد لے رہے ہیں کہ یہ رہنمائی و ہدایت تو باری تعالیٰ ان جانوروں کو بھی کرتے ہیں۔

مندرجہ بالا اقتباس سے یہ حقیقت صاف واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت شیخ اکبر تشریحی اور غیر تشریحی نبوت کا جو فرق بیان کرتے ہیں ان کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ حضور ﷺ کے بعد کسی کو نبوت مل سکتی ہے۔ لیکن تشریحی نہیں ہو سکتی۔ بلکہ وہ تو یہ فرماتے ہیں کہ جو وحی، نبی یا رسول پر نازل ہوتی ہے وہ تشریحی ہی ہوتی ہے۔ اس میں اوامر و نواہی ہوتے ہیں۔ حضور ﷺ کے بعد کسی پر وحی تشریحی نازل نہ ہوگی۔ اس لئے حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ البتہ اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوئے اور وہ بھی شریعت محمدیہ پر عمل کریں گے۔ نیز نبوت کا ایک جز قیامت تک باقی ہے جسے مبشرات کہتے ہیں۔ اور بعض خواص کو الہام اور وحی ولایت ہو سکتی ہے لیکن کسی پر رسول اور نبی کا لفظ ہر گز نہیں بولا جاسکتا۔ چنانچہ فرماتے ہیں ”اسم النبی زال بعد رسول اللہ ﷺ فانہ زال التشريع المنزل من عند الله بالوحی بعدہ ﷺ (فتوحات مکیہ ج ۱)

اسی طرح آنحضرت ﷺ کے بعد نبی کا لفظ کسی پر نہیں بولا جاسکتا۔ کیوں کہ آپ کے بعد وحی جو تشریحی صورت صرف نبی پر آتی ہے، ہمیشہ کے لئے ختم ہو چکی ہے۔ مطلب واضح ہے کہ نبی وہ ہوتا ہے جو تشریحی احکام لاتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد احکام شرعیہ (ادامروا ہی) کا نزول ممتنع اور محال ہے اس لئے کسی پر لفظ نبی کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔

تنقیہ موضوع

لے دے کے چند عبارات ہیں جن میں تاویل و تحریف کے ہاتھ صاف کرتے ہوئے مرزائی پنڈت انھیں آنحضرت ﷺ کے بعد نئے نبی پیدا ہونے کی دلیل بناتے ہیں۔ حالانکہ یہ لوگ آج تک ان عبارات میں سے ایک بھی عبارت ایسی نہیں پیش کر سکے جن میں ان کے مدعا کے مطابق حسب ذیل باتیں پائی جاتی ہوں۔

۱۔ آنحضرت ﷺ ختم مرتبت کے بعد کسی غیر تشریحی نبی کے اس امت محمدیہ میں پیدا ہونے کی صراحت موجود ہو۔

۲۔ اس کے سیاق و سباق میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر نہ ہو!

۳۔ اس میں محض اجزاء نبوت سچے خواب وغیرہ یا بعض کمالات نبوت ملنے کا بیان نہ ہو بلکہ امت کے بعض افراد کے لئے منصب نبوت پانے کی خبر ہو۔

۱۔ جیسا کہ علامہ طاہر نجفی نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت ”قولوا انہ خاتم الانبیاء ولا تقولوا لا نبی بعدہ“ نقل کرنے کے بعد ساتھ ہی یہ بھی لکھ دیا ہے ”وہذا ناظر الی نزول عیسیٰ بن مریم“ اس طرح ملا علی قاریؒ نے موضوعات کبیر میں اس نبی کی آمد کو جو آپ کی شریعت کو منسوخ نہ کرے اسے آپ ﷺ کی ختم نبوت کے خلاف نہیں کہا، ہاں تشبیہ کے طور پر حضرت عیسیٰ، حضرت خضر اور حضرت الیاس علیہم السلام کے نام لکھ دیئے ہیں کہ اگر حضرت عمرؓ یا حضرت ابراہیمؑ کو حضور کے بعد نبی ہونے ہوتے تو انھیں نبوت حضور ﷺ سے پہلے ملی ہوتی۔ جس طرح حضرت عیسیٰ، حضرت خضر، حضرت الیاس کو ملی ہوئی ہے۔ کیوں کہ آنحضرت ﷺ سے پہلے کے بعد کسی کو نبوت نہیں ملنی ہے گو غیر تشریحی کیوں نہ ہو۔ اس لئے کہ یہ یقیناً آیت خاتم النبیین اور حدیث انبی بعدی کے خلاف ہے۔

۴- یہ نہ ہو کہ اس کے سباق میں تو ختم نبوت مرتبی کا ذکر ہو اور اسے کسی نئے غیر تشریحی نبی کی نبوت سے غیر متصادم کہا گیا ہو۔ اور اسے دعویٰ سے پیش کیا جائے کہ کسی نئے غیر تشریحی نبی کی نبوت حضور ﷺ کی ختم زمانی کے منافی نہیں۔!

ان چار شرطوں کے ساتھ آج تک مرزائی پنڈت اجراءے نبوت کے ثبوت میں ایک عبارت بھی اپنے دعویٰ کے مطابق پیش نہیں کر سکے۔ لہذا اصولاً ہمارے ذمہ مرزائیوں کے کسی استدلال کا جواب نہیں۔ کیوں کہ مدعی اپنے دعوے کو صحیح صورت میں پیش نہ کر سکے۔ اور جس کے پاس اپنے دعویٰ کے مطابق ایک بھی دلیل نہ ہو تو مدعا علیہ کے ذمے کوئی جواب نہیں ہوتا۔

قادیانیوں کا منہ بند

تاہم مرزائیوں کا منہ بند کرنے کے لئے یہ دو حوالے زیر نظر ہیں۔

۱- مرزا قادیانی لکھتا ہے:

”اقوال سلف وخلف در حقیقت کوئی مستقل حجت نہیں (ازالہ اوہام ص ۳۸۹ ج ۳)

۲- مرزا قادیانی کا بیٹا مرزا محمود لکھتا ہے۔

”نبی کی وہ تعریف جس کی رو سے آپ (مرزا قادیانی) اپنی نبوت کا انکار کرتے

رہے ہیں یہ ہے کہ نبی وہی ہو سکتا ہے جو کوئی نئی شریعت لائے یا پچھلی شریعت کے

بعض احکام کو منسوخ کرے یا یہ کہ اس نے بلا واسطہ نبوت پائی اور کسی دوسرے نبی کا

متبع نہ ہو اور یہ تعریف عام طور پر مسلمانوں میں مسلم تھی“ (حقیقت الہیہ ص ۱۲۲)

لیجئے! مرزا محمود نے خود تسلیم کر لیا کہ اہل اسلام کے نزدیک صرف ایک ہی نبوت تھی

یعنی تشریحی۔ (غیر تشریحی ان کے ہاں صرف ولایت تھی مگر اس پر نبوت کے نام کا ان کے

ز نزدیک بھی اطلاق درست نہ تھا)

۱- حضرت مولانا قاسم نانوتوی کی بات ختم نبوت مرتبی کے سیاق میں کہی گئی ہے جسے قادیانی خیانت کے طور پر ختم

نبوت زمانی بنا کر پیش کرتے ہیں اور مولانا کی جانب منسوب کر کے کہتے ہیں کہ اگر حضرت علیؑ کے بعد کوئی نبی پیدا ہو تو

اس سے ختم نبوت زمانی میں کوئی فرق نہیں آئے گا (استغفر اللہ) یہاں ختم نبوت زمانی کا کوئی ذکر نہیں۔ بات بدل کر

لوگوں کو مغالطہ دینا یہی دجل کہلاتا ہے۔

اس باب میں مزید تفصیلات کے لئے، مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ کا رسالہ ”ختم نبوت اور بزرگان امت“۔ بقیۃ السلف حضرت مولانا محمد نافع مدظلہ کا رسالہ ”مسئلہ ختم نبوت اور سلف صالحین“ اور مناظر اسلام حضرت مولانا علامہ خالد محمود مدظلہ کی کتاب ”عقیدۃ الامة فی معنی ختم النبوة“ سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

مرزائی جماعت سے چند سوال؟

یہ مسئلہ فریقین میں مسلم ہے کہ تشریحی نبوت کا دعویٰ کفر ہے۔ خود مرزا قادیانی کی تصریحات اس پر موجود ہیں کہ جو شخص تشریحی نبوت کا دعویٰ کرے..... وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ (مجموعہ اشتہارات ص ۲۳۰، ۲۳۱ ج ۱)

اختلاف صرف نبوت مستقلہ کے بارے میں ہے کہ آیا وہ جاری ہے یا وہ بھی ختم ہوگئی۔ اس لئے اب اس کے متعلق فریق مخالف سے چند سوالات ہیں۔

۱- مرزا نے اول اپنی کتابوں میں تشریحی نبوت کے دعویٰ کو کفر قرار دیا اور پھر خود صراحتہ تشریحی نبوت کا دعویٰ کیا۔ کیا یہ صریح تعارض اور تناقض نہیں؟ کیا مرزا اپنے اقرار سے کافر نہ ہوا؟

۲- جب مرزا قادیانی تشریحی نبوت اور مستقل رسالت کا مدعی ہے تو پھر اس کو خاتم النبیین میں یہ تاویل کرنے اور غیر تشریحی نبی مراد لینے سے کیا فائدہ؟

۳- نصوص قرآنیہ اور صدہا احادیث نبویہ سے مطلقاً نبوت کا انقطاع اور اختتام معلوم ہوتا ہے اس کے برعکس کوئی ایک روایت بھی ایسی نہیں کہ جس میں یہ بتلایا گیا ہو کہ حضور اکرم ﷺ کے بعد نبوت غیر مستقلہ کا سلسلہ جاری رہیگا۔ اگر ہے تو اسے پیش کیا جائے؟

۴- نبوت غیر مستقلہ کے ملنے کا معیار اور ضابطہ کیا ہے؟

۵- کیا وہ معیار حضرات صحابہ میں نہ تھا؟ اور اگر تھا جیسا کہ مرزا کو اقرار ہے تو وہ نبی کیوں نہ بنے؟

۶- اس چودہ سو سال کی طویل و عریض مدت میں، ائمہ حدیث و ائمہ مجتہدین، اولیاء، عارفین، اقطاب و ابدال، مجددین میں سے کوئی ایک شخص ایسا نہ گزرا جو علم و فہم ولایت و معرفت میں مرزا کے ہم پلہ ہوتا؟ اور نبوت غیر مستقلہ کا منصب پاتا۔ کیا رسول اللہ ﷺ کی ساری امت میں سوائے قادیان کے دہقان کے کوئی بھی نبوت کے قابل نہ نکلا؟

۷۔ آنحضرت ﷺ کے بعد بہت سے لوگوں نے نبوت کے دعوے کئے بعض ان میں سے تشریحی نبوت کی مدعی تھے جیسے صالح بن ظریف اور بہاء اللہ ایرانی اور بعض غیر تشریحی نبوت کے مدعی تھے جیسے ابوعیسیٰ وغیرہ۔ تو ان سب کے جھوٹا ہونے کی کیا دلیل ہے۔؟



رد قادیانیت کے موضوع پر قابل مطالعہ شاہی کتاب خانہ

محمدیہ پاکٹ بک ایک ایسی کتاب ہے!

جس میں ناقابل تردید مرزائی پیشین گوئیاں جمع کی گئی ہیں اس کتاب میں مسئلہ ختم نبوت، حیات مسیح اور رنح و نزول مسیح علیہ السلام وغیرہ متعلقہ مسائل پر بھی دلچسپ بحثیں ہیں۔

یہ کتاب صحیح مناظرانہ اصولوں پر لکھی گئی ہے طریقہ استدلال پرزور، طرز ادا دلچسپ اور لب و لہجہ متین اور سنجیدہ ہے۔

قادیانیوں کے مقابل عام گفتگو اور مناظروں میں نہایت کام آنے والی کتاب ہے۔
(خلاصہ اسلامک پریس کی رائے)

ہندی زبان میں نیا ایڈیشن زیر طبع

قیمت :- ۹۰/-

مرزا قادیانی کے بیس جھوٹ

مرزا قادیانی نے اپنی پیشین گوئیوں کو اپنے صدق و کذب کا معیار بتایا ہے۔ اس کے پیش نظر قادیانیوں کو لا جواب کرنے کیلئے یہ کتابچہ مرتب کیا گیا ہے۔ اردو اور ہندی دونوں زبانوں میں دستیاب ہے۔

قیمت :- ۵۰/- روپیہ